عباراتِ اکابر

کا

تحقیقی و تنقیدی جائزہ

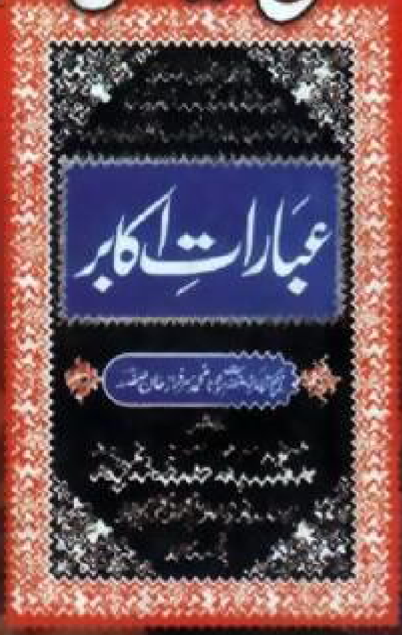

غلام نصیر الدین سیالوی

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

مقدمه کتاب

بسم الله الرحمن الرحیم

ان اجل ما یتنور به القلوب واجمل مایتزین به القلوب حمدولی النعم مفیض الکرم الزی تنزهت ذاته و تعالت صفاته و تواترت اٰلآئه وتکاثرت نعمائه نحمده حمداً وافراً ونشکره شکراً متکاثر اَوالصلوۃ والسلام علی اجمل المخلوقات و افضل الکائنات سیدالرسل هادی السبل نبی الرحمة شفیع الامة اکمل الناس خلقاوا حسنهم خلقاالذی فتح الله به اعینا عمیاو قلوبا غلفاً واذانا صماً وعلی آله واصحابه وازواجه و زریاته اجمعین۔

امابعد! دنیائے اسلام میں فتنہ وہابیت نے جوطوفان برپا کیا اس سے مسلمانوں کو وہ ضرر پہنچا جو کھلے کافروں کی متحارب قومیں نہ پہنچا سکیں۔ مگر الحمدللہ کہ اس باطل فرقہ کے خروج کیساتھ ہی مسلمان اس سے متنفر ہو گئے اور ان کی صحبتوں سے دور رہنے لگے۔ باوجود اس کے یہ نابکار فرقہ طرح طرح کے مکائد اور قسم قسم کی فریب کاریوں سے اپنی ترویج اور جاہلوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی مساعی میں مشغول رہا۔ علماء ربانی وحقانی نے تحریراً وتقریراً ان کے رد کیے اوران کے مکائد کا اظہار کر کے انکی حقیقت حال سے مسلمانوں کو آگاہ کیا دین حق کی حمایت وحفاظت فرمائی جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ مگر یہ فرقہ نئے نئے طریقہ ومکر ایجاد کرتا رہا تا آنکہ اس زمانے میں سنیت کا دعویدار بن کر رونما ہوا اپنے آپ کو اہلسنت کہنے لگا اور اپنے اکابر کی اباطیل وکفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کی ملمع کاریوں سے کام لینے لگا۔ اس سلسلے میں زمانہ حال کے مشہور دیوبندی عالم مولانا سرفراز صفدر گکھڑوی نے اپنے اکابر کی کفریہ عبارات کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اکابر دیوبند پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فتویٰ کفر غلط ہے اور اپنے حواریوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی انگریز کے ایجنٹ تھے اور اکابر دیوبند انگریز کے مخالف تھے۔ گکھڑوی موصوف سفید ریش آدمی ہیں اور خاصے عمر رسیدہ ہیں لیکن جھوٹ بولتے ہوئے افتراء کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اور موصوف شیخ القرآن بھی ہیں اور بزعم خو محدث اعظم پاکستان بھی ہیں انہوں نے اس آیت مبارکہ کے جاننے کے باوجود کہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ھے

جھوٹ اور افتراء باندھا ہے وہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے حالانکہ یہی فتویٰ تحذیر الاخوان میں اشرف علی تھانوی کا ہے تو اگر اس طرح کا فتویٰ دینے سے انگریز کا پٹھو اور ایجنٹ ہونا ثابت ہوتا ہے تو اشرف علی تھانوی کا بھی انگریز کا پٹھو ہونا ثابت ہوتا ہے۔اور مفتی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ ہندوستان اکثر علماء کے نزدیک دارالاسلام ہے اب کیا سرفراز صاحب اس چیز کا اعتراف کریں گے کہ گنگوھی صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے۔

تذکرۃ الرشید میں عاشق الٰہی میرٹھی فرماتے ہیں کہ امام ربانی (گنگوھی) سمجھے ہوئے تھے کہ جب میں حقیقت میں سرکار کا وفادار رہا ہوں تو جھوٹے الزاموں سے میرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریز حکومت) مختار ہے جو چاہے کرے۔گنگوہی تو خود اعتراف کرے کہ میں انگریز کا ایجنٹ ہوں اور گکھڑوی ان کی تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ انگریز کے سخت مخالف تھے حالانکہ گنگوہی اپنے بارے میں کہتا ہے کہ **سن لو حق وھی ھے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ھے کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ھدایت و نجات موقوف ھے میری اتباع پر۔** گنگوھی کی زبان سے یہی نکل رہا ہے کہ میں انگریز کا وفادار ہوں۔گنگوھی کی اتباع یہی ہوگی کہ تسلیم کیا جائے کہ گنگوھی انگریز کا ایجنٹ تھا۔مولوی عاشق میرٹھی تذکرہ الرشید صفحہ 73 پر فرماتے ہیں تباہ ہونے والی رعایا کی نحوست تقدیر نے ان کو جو کچھ بھی سمجھایا اس کا انہوں نے نتیجہ دیکھا اور ان کی نسل دیکھ رہی ہے جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل سرکار کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔اسی کتاب کے صفحہ 74 پر لکھتے ہیں ایک بار ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب اور حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا۔یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے اور ہٹ جانے والا نہ تھا۔اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جانثاری کے لئے تیار ہوگیا یہی حضرت صفحہ 79 پر فرماتے ہیں کہ ہر چند یہ حضرات حقیقت میں بے گناہ تھے مگر دشمن کی یاوہ گوئی نے ان کو باغی مفسد مجرم اور سرکاری خطاوار ٹھہرا رکھا تھا۔اس لئے گرفتاری کی تلاش تھی مگر حق تعالیٰ کی حفاظت بر سر تھی اس لئے کوئی آنچ نہ آئی اور جیسا کہ یہ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے میرٹھی صفحہ 84 پر رقم طراز ہیں کہ آپ (رشید احمد) سے سوال ہوا کہ رشید احمد تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا؟ اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہیں ہمارا کام فساد کرنا نہیں اور نہ ہم مفسدوں کے ساتھی ہیں۔کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار کے مقابلے میں ہتھیار

اٹھائے۔ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے۔ آپ فرماتے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کرکے ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ نہیں مگر زمینداری غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کی اور تجسس وتفتیش میں پوری کوشش صرف کر دی مگر کچھ ثابت نہ ہوا اور ہر بات کا معقول جواب پایا آخر بری کیے گئے۔

الافاضات الیومیہ میں اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ اگر اللہ نے ہمیں حکومت دی تو ہم انگریزوں کو آرام پہنچائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں انتہائی راحت کے ساتھ رکھا ہے اور مکالمۃ الصدرین میں شبیر احمد عثمانی کا کہنا ہے کہ **اشرف علی کو حکومت کی طرف سے چھ سو روپیہ ماھوار ملتا تھا۔**

حیات طیبہ میں مرقوم ہے کہ اسماعیل سے سوال ہوا کہ انگریز کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے تو اسماعیل نے جواباً ارشاد فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا ہرگز واجب نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ اگر باہر سے کوئی حملہ آور ہو تو اس کے ساتھ لڑیں اور اپنی مہربان حکومت اور سرکار پر ہرگز آنچ نہ آنے دیں۔

تو گکھڑوی موصوف کو شرم کرنا چاہیے کہ ان کے اکابر انگریز کے نمک خوار اور وفادار ہونے کا دم بھرتے ہیں اور حضرت موصوف خواہ مخواہ ان کے ذمہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ وہ انگریز کے مخالف تھے اور اس کے ساتھ جہاد کرتے تھے **لعنة الله علی الکاذبین** اس بارے میں مخزن احمدی وغیرہ میں بھی حوالہ جات موجود ہیں جو حضرات تفصیل کے شائقین ہوں وہ صاحبزادہ ظفر الحق بندیالوی کی کتاب ''انگریز کا ایجنٹ کون؟'' کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے اس بارے میں تفصیلی بحث کی ہے شیخ الحدیث مولانا غلام فرید صاحب نے اظہار العیب کے جواب کے اندر اس بارے سیر حاصل بحث کی ہے وہ کتاب جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہے۔

سرفراز صاحب نے اعلیٰ حضرت کے انگریز کا ایجنٹ ہونے پر ایک دلیل یہ قائم کی ہے کہ وہ تحریک خلافت کے مخالف تھے لیکن شاید اللہ کے اس بندے کا اپنی کتابوں کا مطالعہ نہیں ہے یا عمداً لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ الافاضات الیومیہ جلد نمبر 4 پر اشرف علی کا ارشاد موجود ہے کہ زمانہ خلافت میں ان لوگوں نے احکام اسلامی کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی جو اپنی سمجھ میں آیا کیا ہزاروں مسلمانوں کو بلاوجہ کٹوایا یہ نفسانی اغراض بھی بری بلا ہیں عدم قدرت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ فعل جائز نہ ہو پھر احکام کو پامال کرکے کامیابی ہوگئی تو وہ مسلمانوں اور اسلام کی کامیابی تھوڑا ہی ہوگی۔ اسی جلد کے صفحہ نمبر 65 پر فرماتے ہیں تحریک خلافت کے زمانہ میں لوگ چاہتے تھے کہ جس طرح ہم

بے قاعدہ اور بے اصول چل رہے ہیں۔ نہ شریعت کی حدود کا تحفظ نہ احکام کی پرواہ اسی طرح یہ بھی شرکت کرے۔ میں نے کہا اگر تمہاری موافقت کی جائے تو ایمان جائے ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ اشرف علی بھی انگریز کا ایجنٹ تھا۔ کیونکہ بقول گکھڑوی تحریک خلافت کی مخالفت انگریز کا ایجنٹ ہونے کی دلیل ہے۔ الا فاضات الیومیہ میں کئی مقامات پر تحریک خلافت میں حصہ لینے والوں پر شدید تنقید کی گئی ہے۔

گکھڑوی نے جا بجا اپنی کتاب عبارات اکابر میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے افتراق و انتشار پیدا کیا اور مسلمانوں کی تکفیر کی حالانکہ انہوں نے کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی بلکہ کافر وں کی تکفیر کی اور گکھڑوی صاحب بھی اصولاً اس چیز کے قائل ہیں کہ گستاخ رسول کافر ہے اور جو اس کی گستاخی پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے تفریق و انتشار کا الزام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر لگانے سے پہلے اگر اس نے ارواح ثلاثہ پڑھی ہوتی جس میں تھانوی نے اسماعیل کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا میں نے یہ کتاب لکھی ہے اس میں تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں تشدد بھی ہو گیا ہے اس کے شائع ہونے سے شورش ہو گی لیکن امید ہے کہ لڑ جھگڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے اور اسماعیل نے اس کتاب میں شرک و کفر کی جو مشین چلائی اس سے کوئی بھی محفوظ نہ رہا حتیٰ کہ وہ خود بھی محفوظ نہ رہا ذیل میں ہم اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں کہتا ہے۔

> ''پھر جو کوئی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی چلہ کی جگہ کو یا کسی مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے یا غلاف ڈالے چادر چڑھائے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے یا ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے مجاور بن کر بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہو جاتا ہے۔'' (تقویۃ الایمان صفحہ 12)

اس عبارت میں امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے اتنے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا سنیے جو مسلمان کسی نبی ولی کی سچی

قبر کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کی قبر کی زیارت کے لئے دور دور سے سفر کر کے جائے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کی قبر پر چادر چڑھائے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کے مزار سے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں برائے ادب چلے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کی قبر کو مور چھل جھلے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ عرض کرے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کی قبر پر مراد مانگے وہ مشرک ہے جو بھی ولی کی قبر پر خدمت کے لئے مجاور بن کر رہے وہ مشرک ہے جو کسی نبی ولی کے مزار کے ارد گرد کے جنگل کا ادب کرے وہ مشرک ہے پھر یہ بھی صاف کہہ دیا کہ اگر انبیاء کرام واولیاء عظام کو خدا کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر اور یہ جان کر کہ ان کی تعظیم کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ان کے ساتھ یہ معاملہ کرے وہ بھی مشرک ہے۔

یہ تو وہابیوں کی شرک کی مشین ہے اب کفر کی مشین ملاحظہ ہو اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان ان میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہونے کے بعد بکرا ذبح کرنا بندوقیں چھوڑنا۔ چھٹی کرنا' اور نام غلام فلاں اور فلاں بخش رکھنا اور ختنہ اور شادی میں رسم و رسوم کرنا' رسوم منگنی کرنا' سہرا باندھنا شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا' محرم کی محفلیں کرنا' ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور وقت ذکر پیدائش کھڑے ہو جانا اور ربیع الثانی میں گیارہویں کرنا' شعبان میں حلوہ پکانا اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضا عمری پڑھنا شوال میں عید کے روز سویاں پکانا اور بعد نماز عیدین معانقہ کرنا یا مصافحہ کرنا یا کفنی وغیرہ پر کلمہ لکھنا اور قبر میں قل کے ڈھیلے رکھنا شجرہ رکھنا اور تیجہ' دسواں' چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس مردوں کے کرنا قبروں پر چادریں ڈالنا اور مقبرہ بنانا قبروں پر تاریخ لکھنا وہاں چراغ جلانا اور دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا مقلد کے حق میں تقلید ہی کو کافی جاننا مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا اپنے جسم و مکان اور سواری وغیرہ کی زینت بہت کرنا غرض یہ باتیں اور اس کے سوا ہزاروں رسمیں رائج ہیں اور ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں الخ۔ آخر میں اس نے حکم لگایا ہے کہ یہ رسمیں کرنے والے کافر ہیں۔

اب گکھڑوی بتائے کہ اسماعیل کے ان فتووں کے بعد دنیا میں کون مسلمان رہ گیا خود کافر مشرک بنانے کا اتنا شوق ہے کہ سہرا باندھنا اور سویاں پکانا عید کے دن کسی سے مصافحہ کرنا' گلے ملنا' انبیاء اولیاء کی قبر پر حاضری دینا شرک قرار دیا ہے۔ اشرف علی تھانوی نے بھی ''بہشتی زیور'' میں سہرا باندھنا شرک قرار دیا ہے۔

حسین احمد مدنی شہاب الثاقب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ بیان کرتا ہے کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان

دیار مشرک و کافر ہیں ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

صفحہ نمبر 51 رشید احمد گنگوہی جو بقسم کہتے ہیں کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت موقوف ہے میری اتباع پر لہٰذا گنگوہی کا فیصلہ ذریت دیو بند کے لئے واجب الاتباع ہے اگر نہ مانیں گے تو گمراہ بھی ہوں گے اور جہنمی بھی ہوں گے۔ فتاوی رشیدیہ میں گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں عقائد ان کے عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا۔ سرفراز صاحب تسکین الصدور میں کہتے ہیں کہ صحیح نظریہ نجدی کے بارے میں وہی ہے جو گنگوہی صاحب اور علامہ آلوسی کا ہے۔ (علامہ آلوسی کی کتاب میں نجدی کے بارے میں تعریفی کلمات الحاقی ھیں علامہ آلوسی اور اس کے نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ھے) الافاضات الیومیہ میں اشرف علی کا ملفوظ موجود ہے کہ نجدی عقیدہ کے معاملے میں اچھے ہیں افاضات جلد نمبر 4 صفحہ 63 سرفراز صاحب نے قرآن کی آیت پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے پھر حضور علیہ السلام سے ہوتی ہے بے شک مسلمانوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ سے ہوتی ہے لیکن وہابیوں کو سب زیادہ محبت اپنے پیروں اور مولویوں سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی شان میں صریح گستاخیوں کی تاویلات فاسدہ کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے اکابر کا دامن چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے چنانچہ امام الوہابیہ نے اپنی تصنیف صراط مستقیم میں فرمایا!

ازجملہ آں شدت تعلق قلب است بمر شد خود استقلالاً یعنی نہ بآں ملاحظہ کہ ایں شخص ناوداں فیض حضرت حق و واسطہ ہدایت اوست بلکہ بحثیت کہ متعلق عشق جان میگردد چنانکہ یکے از اکابرایں طریق فرمودہ کہ اگر حق جل اعلا در غیر کسوف مرشد من تجلی فرماید ہر آینہ مرابا و التفات درکا نیست۔

ترجمہ: جب عشق کے آثار میں سے دل کا انتہائی تعلق اپنے مرشد کے ساتھ ہے اور وہ بھی استقلالاً یعنی اس لحاظ سے نہیں کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے فیوض و ہدایت کا واسطہ ہے بلکہ اس طرح کہ عشق کا تعلق خاص اس سے ہو چنانچہ اس طریق کے اکابر میں سے ایک نے فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ میرے پیر کے سوا اور کسی کی شکل میں ظاہر ہو تو مجھے اس کی طرف التفات درکار نہیں۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں وہابی کا لقب دے کر بدنام کیا ہے حالانکہ اشرف علی کے ملفوظات میں ہے کہ وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان اور بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان (الافاضات الیومیہ جلد 4 صفحہ 81)

اب سرفراز صاحب کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تسلیم کریں کہ وہ وہابی ہیں ورنہ پھر بدعتی بننا پڑھے گا۔ اور تھانوی کہتے ہیں کہ بدعتی بے ایمان ہوتا ہے تو اگر وہابی بننے سے انکار ہے تو بقول تھانوی کے بے ایمان بننا پڑے گا۔

دو گو نہ عذاب است جان مجنوں را　　بلائے صحبت لیلی و بلائے فرقت لیلی

من نہ گویم کہ ایں مکن و آں کن　　مصلحت بیں و کار آساں کن

اشرف علی کا ایک اور ملفوظ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ ''میں کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں گے۔ (الافاضات الیومیہ جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 61)

اور گنگوہی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں تو عمدہ عقائد والوں کی طرف منسوب ہونے سے سرفراز صاحب کو عار کیوں ہے؟ اور اس لقب کے ملنے پر چیں بچیں کیوں ہے؟

سرفراز صاحب نے اعلیٰحضرت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے کہ دیوبندی مرد عورت کا دنیا میں جس کے ساتھ نکاح ہوگا زنائے خالص ہوگا اس کے بارے میں سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ کئی بریلوی مردوں کے نکاح دیوبندی عورتوں سے ہوئے ہیں اور کئی بریلوی عورتیں دیوبندیوں کے نکاح میں ہیں اگر بریلوی اپنے آپ کو حلالی سمجھتے ہیں تو دیوبندیوں کو مسلمان سمجھیں ورنہ اپنے آپ کو زانی اور ولدالزنا سمجھیں؟

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ آپ اپنی کتابوں ازالۃ الریب دل کا سرور تبرید الفواظ تبرید النواظر میں لکھ چکے ہیں کہ بریلوی کافر اور مشرک ہیں محرر مذہب دیوبندیت رشید احمد گنگوہی صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جو شخص انبیاء کرام کے علم غیب کا قائل ہو وہ مشرک ہے ایک جگہ گنگوہی نے لکھا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے علم غیب کا قائل ہو اس کے ساتھ میل، ملاقات مودت حرام ہے تو جب ملنا حرام ہوگا تو بریلوی کے ساتھ رشتہ داری کیسے جائز ہوگی۔ اب سرفراز صاحب کے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ یا بریلویوں کو مسلمان تسلیم کرو یا اپنے آپ کو زانی ولدالزنا تسلیم کرو بات بات پر کفر و شرک کے فتوے خود دیتے ہیں۔ اور بگلہ بھگت بن کر کہتے ہیں جی خان صاحب نے سب کو کافر قرار دے دیا۔

گکھڑوی کی بات کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دیوبندیوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے گستاخیاں کیں یا گستاخیاں کرنے والوں کو اپنا بزرگ اور مومن جانا لہٰذا جو سنی اس دیوبندی سے رشتہ داری کرے گا جس کو کفریہ عبارات کا علم ہے اس کے باوجود ان عبارتوں کو حق جانتا ہے اور لکھنے والوں کو مسلمان جانتا ہے ایسا سنی حرام کاری کا مرتکب ہوگا اور حرام کاری کرانے کا مرتکب ہوگا لیکن علمائے اہلسنت چونکہ اپنے عوام کو کفریات دیوبند سے آگاہ کرتے رہتے ہیں لہٰذا اکثر و بیشتر لوگ ایسے رشتے نہیں کرتے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اعلیٰ حضرت کا فتوی برحق ہے۔

سرفراز صاحب سے ایک سوال یہ ہے کہ شیعوں کے بارے میں تمھارا بھی فتوی ہے کہ وہ کافر ہیں اور بریلوی حضرات کا بھی یہی فتویٰ ہے بلکہ ایک دیوبندی تنظیم نے تو نعرہ لگا رکھا ہے کہ **"کافر کافر شیعہ کافر"** جگہ جگہ دیواروں پر طہارت خانوں پر لکھا ہوا ہے کہ شیعہ کافر ہیں اور رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: جو عورت شیعہ رافضی کے تحت میں ہو بعد ظہور رفض کے بخوشی خاطر رہ چکی ہو پھر رفض یا دوسری شئی کو حیلہ قرار دے کر بلا طلاق علیحدہ ہو جائے اور سنی سے نکاح کرے تو یہ نکاح بلا طلاق شیعہ کے کیا حکم رکھتا ہے اور اولاد سنی کی اگر رافضی ہو جائے تو وہ سُنی کے ترکہ سے محروم الارث ہوگی یا نہیں۔

جواب: جس کے نزدیک رافضی کافر ہے وہ فتویٰ اول سے ہی بطلان نکاح کا دیتا ہے۔اس میں اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے پس جب چاہے علیحدہ ہو کر عدت کے بعد نکاح دوسرے سے کرسکتی ہے۔ بندہ یہی مذہب رکھتا ہے رافضی اولاد کو ترکہ سنی سے نہیں ملے گا۔(فتاویٰ رشیدیہ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 25)

گنگوہی کا یہ فیصلہ دیوبندیوں کے لئے ماننا ضروری ہے کیونکہ پیچھے ہم نے ذکر کیا ہے کہ مسٹر گنگوہی نے کہا کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر اس زمانہ میں ہدایت موقوف ہے میری اتباع پر۔اب اگر شیعہ کہہ دیں کہ کئی جگہ دیوبندی عورتیں شیعہ کے نکاح میں ہیں اور شیعہ عورتیں دیوبندیوں کے نکاح میں ہیں اور ایسا سینکڑوں جگہ ہوتا ہے کہ عورت وہابی ہوتی ہے خاوند شیعہ ہوتا ہے عورت شیعہ ہوتی ہے خاوند وہابی ہوتا ہے تو جو جواب سرفراز صاحب اس شیعہ کو دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

سرفراز صاحب نے ذکر کیا ہے کہ اعلحضر ت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیوبندیوں کا ذبیحہ حرام ہے اور کسی جگہ تو بریلوی دیوبندی قصابوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتے ہوں گے سرفراز صاحب سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اس طرح تو مرزائی

بھی کہہ سکتے ہیں کہ کئی مرتبہ دیوبندی' بریلوی اور شیعہ' مرزائی قصابوں کا ذبیحہ کھاتے ہوں گے۔ لہٰذا ہم مسلمان ہیں کیا یہ دلیل ان کی صحیح ہوگی شیعوں پر آپ کا بھی کفر کا فتویٰ ہے تو اگر شیعہ کہہ دیں کہ وہابی ہمارے ہاتھ کے ذبیحہ کہیں تو کھاتے ہوں گے لہٰذا ہم مسلمان ہیں اور ہمارے مسلمان ہونے میں کیا شک ہے تو جو جواب آپ اس کو دیں گے وہ ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں آپ بھی ہمیں مشرک سمجھتے ہیں اور کہیں تو دیوبندی بریلوی کا ذبیحہ کھاتے ہوں گے لہٰذا آپ اپنا شرک والا فتویٰ واپس لیں ظاہر ہے قصاب ہر مذہب کے ہوتے ہیں۔ دیوبندی بریلوی' شیعہ' مرزائی ضروری تو نہیں قصاب ایک ہی مذہب کے ہوں۔

اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ جن قصابوں کو گستاخانہ عبارتوں کا علم ہے اس کے باوجود ان عبارتوں کو صحیح سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں ان کا ذبیحہ مردار ہے۔

سرفراز صاحب اپنی کتاب **ارشاد الشیعہ** میں بھی شیعہ حضرات کی تکفیر کرتے ہیں نیز جن عقائد کی وجہ سے دیوبندیوں کی معتبر کتاب **تقویۃ الایمان** میں کفر و شرک کے فتوی جات دیے گئے ہیں وہ تمام شیعہ میں موجود ہیں مثلاً علم غائب حاضر ناظر مختار کل استمداد وغیرہ یہ تمام عقائد شیعہ کے اندر موجود ہیں جو وہابیوں کے نزدیک کفر کی علت ہیں اور حکم علت کی بنا پر دائر ہوتا ہے لہٰذا جب وہ آپ کے نزدیک کافر ہیں تو ان کا ذبیحہ بھی مردار ہوگا تو کیا وہابی ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کہیں بھی نہیں کھاتے ہیں ایسا ہرگز ممکن نہیں تو کیا اپنے تکفیر والے فتوے سے رجوع کریں گے کیا وہابیوں کے رشتہ داروں میں شیعہ عقائد کے حامل نہیں پائے جاتے۔ کیا قربانی عقیقہ وغیرہ پر گوشت نہیں لیتے دیتے اپنے اکابر کے سر سے کفری بوجھ اٹھانا تو آپ کے بس میں نہیں ایسی لغویات سے ان کا ایمان ثابت نہیں ہوسکتا۔ ہوسکے تو اپنے عقائد سے توبہ کر کے سنی ہوجاؤ دنیاوی عزت اور جھوٹے وقار کی خاطر اپنے آپ کو **خلو دفی النار** کا مستحق بنانا بڑے خسارے کا سودا ہے۔

سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ خان صاحب کی مخالفت کی وجہ صرف یہی ہے کہ اکابر دیوبند توحید و سنت کے شیدائی اور شرک و بدعت سے سخت متنفر ہیں اور پھر سرفراز صاحب بادصبا کے ذریعے یہ پیغام سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجتے ہیں۔

خونے نہ کردہ ایم کسے رانہ کشتہ ایم

جرم است ایں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

جہاں تک اس دعوی کا تعلق ہے کہ دیوبندی شرک اور بدعت سے متنفر ہیں تو اس بارے گزارش ہے کہ دیوبندی

جن امور کو شرک و بدعت کہتے ہیں اپنے اکابر کے لئے ان امور کو روا رکھتے ہیں ان کی شرک و بدعت کی بحثیں صرف انبیاء اولیاء کی حرمتوں سے کھیلنے کے لئے ہیں ورنہ اگر سچی توحید کا جذبہ کارفرما ہوتا تو جن امور کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ اپنے اکابر کے حق میں ان کا عقیدہ نہ رکھتے اس مسئلہ پر جو آدمی ان کی متضاد پالیسی کا جائزہ لینا چاہتا ہو وہ علامہ ارشد القادری کی کتاب "**زلزلہ**" کا مطالعہ کرے کہ اپنے مزعومہ شرک کو انہوں نے اپنے احبار رھبان کے حق میں کیسے روا رکھا اور اس سلسلے میں حاجی نواب دین گولڑوی صاحب کی کتاب "**دو رُخی**" کا مطالعہ کریں سر دست چونکہ میرا یہ موضوع نہیں ہے البتہ ایک مثال میں پیش کرتا ہوں۔

بریلویوں کے مشرک ہونے کی ایک وجہ حضرت نے گلدستہ توحید میں یہ بیان کی ہے کہ یہ کہتے ہیں۔" بگرداب بلا افتد کشتی" مدد کن یا خواجہ معین الدین چشتی غوث بہاؤالحق بیڑا دھک اور تقویۃ الایمان میں جو بقول گنگوہی عین اسلام ہے اور قرآن اور حدیث کا پورا مطلب اس کے اندر ہے اسماعیل کہتا ہے کہ یہ جو بعض لوگ اگلوں کو دور سے پکارتے ہیں ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

ہم دو حوالے پیش کرتے ہیں اگر گکھڑوی اپنے موحد ہونے کے دعویٰ میں سچا ہے تو فتویٰ لگا کر دکھائے کرامات امدادیہ صفحہ نمبر 7 پر اشرف علی تھانوی شیخ محمد سے ناقل ہیں کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے ہمارا جہاز گردش طوفان میں آ گیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار جہاز ڈوبنے لگا ناخدا نے پکار کر کہا لوگو اب اللہ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ محمد ضامن صاحب اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھے پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت تاریخ وہ دن وہ مہینہ کتاب پر لکھ لیا اور حج و زیارت اور طے منازل سفر کے تھانہ میں آ کر اس لکھے ہوئے کو دیکھا اور دریافت کیا اس وقت ایک طالب علم قدرت علی مرید حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت میں حاضر تھا حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو کنویں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو اس لنگی کو جو سونگھا اس میں دریائے شور کی بو اور چکنا پن معلوم ہوا اس کے بعد حضرت حافظ صاحب حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی لنگی دی اس میں بھی اثر دریا کا معلوم ہوتا تھا۔ اب دوسری روایت ملاحظہ ہو۔

اشرف علی ایک معتبر ولایتی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں میرے ایک دوست جناب بقیۃ السلف حجۃ الخلف جناب حاجی امداداللہ سے بیعت تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لیے جاتے تھے بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے انہوں نے جب دیکھا کہ مرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ کونسا وقت امداد کا ہوگا اللہ تعالیٰ سمیع بصیر کارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی ادھر یہ قصہ پیش آیا ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے خادم نے کمر دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا گیا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا اس میں تمہارا ایک دینی اور سلسلے کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا آگبوٹ کو کمر کا سہارا دیکر اوپر کو اٹھایا جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی اسی سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا اس کے بعد وہ شخص جب مکہ معظّمہ پہنچا تمام قصہ آگبوٹ کے غرق میں آجانے اور اپنی التجا کرنے پھر اسی وقت اس بلا سے نجات ملنے کا حضرت سلمۂ کی خدمت میں عرض کیا آپ سن کر چپ رہے مگر خادم نے اس شخص سے تمام کیفیت حضرت صاحب کی بیان کی اور اس نے تمام حضار جلسہ کے سامنے سب حال بیان کیا چنانچہ یہ قصہ تمام ولایت میں مشہور ہے اور وہ شخص بھی زندہ ہے اور نہایت صالح شخص ہے۔ (کرامات امدادیہ صفحہ نمبر 18)

اب سرفراز صاحب سے گذارش ہے کہ آپ کے بقول یہ سارا واقعہ مشرکانہ ہے اشرف علی نے اس واقعہ کو صحیح سمجھا اور بیان کیا تو کیا آپ اسے مشرک سمجھتے ہیں تو جب وہ آپ کے نزدیک بھی کافر ہے تو پھر اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر آپ کیوں برہم ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ اگر تھانوی کافر ہے تو پھر پوری دیوبندی قوم اس کو حکیم الامت مانتی ہے اور جو کافر کو حکیم الامت مانے وہ خود کافر ہے جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ **جو کافر کو کافر نہ مانے وہ کافر ھے۔** تو تمام دیوبندیوں کا حکم کیا ہوگا فوائد عثمانیہ جو سرفراز کے پیر و مرشد مولوی حسین علی کے پیر کے ملفوظات پر مشتمل ہے اور مولوی حسین علی نے تمام کتاب کو بغور ملاحظہ کر کے تائید کی ہے کہ اس کے مضامین درست ہیں اس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے **غوث زمان پیر دستگیر مشکل کشا** اور سرفراز کے چھوٹے بھائی صوفی

عبدالحمید سواتی نے بھی فیوضات حسینیہ میں خواجہ عثمان صاحب کومشکل کشا اور دستگیر لکھا ھے۔
تو کیا اپنے بھائی کی رعایت کر کے اپنے چھوٹے بھائیوں اہل کتاب کی مشابہت اختیار کریں گے آپ قرآن پر عمل کرنے کی مدعی ہیں قرآن میں ارشاد ہے۔ اذ اخذاللہ میثاق الذین او توالکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ۔ بیڑ اترانے کے مذکور بالاحوالہ جات شمائم امدادیہ اور امدادالمشتاق میں بھی موجود ہیں۔
سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ خانصاحب نے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید کی طرف ایسے ناپاک اور کفریہ عقیدوں کی نسبت کی جن میں سے ایک عقیدہ بھی اسلامی حکم کی رو سے صد بار کفر کا مستحق ہے اور ان باطل اور خبیث عقیدوں کا حضرت شہید وغیرہ کو کبھی وسوسہ بھی نہ گزرا ہوگا جو عقائد منسوب کیے گئے ان میں بعض یہ ہیں کہ ایسے کو خدا کہنا ہے جسے مکان زمان جہت ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے ہے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے اس کا سچا ہونا ضروری نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے حتٰی کہ اس کا بہکنا بھولنا' سونا۔ اونگھنا غافل رہنا ظالم ہونا حتٰی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے الخ سرفراز کا مقصد یہ ہے کہ یہ عقائد اسماعیل کی طرف غلط منسوب ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوفرمایا حق ہے۔
اسماعیل اپنی کتاب ایضاح الحق صفحہ نمبر 35 میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان مکان سے پاک سمجھنا اور دیدار کا قائل ہونا بے جہت اور بے کیف یہ تمام چیزیں بدعت ہیں۔
گنگوہی لطائف رشیدیہ میں فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم' ایضاح الحق' تقویۃ الایمان' یکروزی' تنویر العینین یہ کتابیں اسماعیل کی تصنیف شدہ ہیں اور گنگوہی صاحب اپنے بارے میں کہہ چکے ہیں کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میری اتباع پر لہٰذا سرفراز صاحب کو ماننا پڑے گا کہ ایضاح الحق اسماعیل کی کتاب ہے جب اس کی کتاب ہے اور اس میں یہ عبارت موجود ہے تو اس میں اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کیا بہتان ہے۔
اور فتاوی رشیدیہ میں گنگوہی سے سوال کیا گیا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان سے پاک جاننا اور ترکیب عقلی سے منزہ اور اس کے دیدار کو بلا جہت وکیف ماننا بدعت ہے اس شخص کا عقیدہ کیسا ہے۔
گنگوہی نے جواب دیا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا ملحد اور بے دین ہے اور اس کا عقیدہ کفر ہے تو اب تو دیوبندیوں کے فتویٰ سے ثابت ہوگیا کہ اسماعیل کا عقیدہ کفریہ ہے اور اس فتوی پر اشرف علی محمود الحسن وغیرہ کے تصدیقی دستخط ہیں۔

اوراسماعیل نے یکروزی میں کہا ہے کہ **اگر خدا تعالیٰ جھوٹ پر قادر نہ ھو تو لازم آئے گا کہ بندہ کی قدرت اللہ تعالیٰ سے بڑھ جائے** اوردوسری دلیل یہ دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے کہ وہ سچا ہے اورسچائی کے ساتھ تعریف کرنا تب کمال ہوگا جب جھوٹ پر قادر ہو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مواخذہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے اونگھ نہیں آتی اسے نیند نہیں آتی وہ بھولتا نہیں بہکتا نہیں اورفرمایا **کل شیء ھالك الا وجهه** اس پرموت طاری نہیں ہوتی۔ تیری دلیل کی رو سے سب چیزیں اس کے لئے ممکن ثابت ہوجائیں گی یہ تو الزامی کاروائی ہے کہ تیری اس دلیل سے کون سے مفاسد لازم آرہے ہیں لیکن سرفراز بجائے اس کے کہ اسماعیل کا رد کرے اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر تبرا بازی کررہا ہے۔

محمود الحسن نے جہد المقل کے صفحہ نمبر 41 پر تحریر کیا ہے کہ **جملہ قبائح مقدور باری ھیں** اوردوسری جگہ کہتے ہیں **تمام قبائح کو مقدور باری کھنا بجا اور مھذہب اھلسنت ھے** توسرفراز نے بجائے اپنے اکابر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر توہین خدا کا الزام قائم کردیا ہے۔

چه دلاور است دزدے که بکف چراغ دارد

تو کیا محمود الحسن کی اس عبارت میں اس پر صریح دلالت نہیں ہے کہ جن امور کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے گنوایا ہے وہ سب اللہ کی قدرت میں داخل ہیں سرفراز کے نزدیک لغت کی معتبر کتاب امیر اللغات میں امیر بینائی مرحوم لکھتے ہیں کہ جملہ کا معنیٰ ''سارے'' ہے اب سرفراز صاحب بتلائیں کہ اس میں اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کیا قصور ہے۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے علماء دیوبند کی عبارتوں میں تحریف کی ہے حالانکہ موصوف کو **رئیس المحرفین** کا لقب مل چکا ہے۔ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ بھلا کیا تحریف کریں گے انہوں نے اپنے آپ کو قرآن وحدیث کے ہر ہر لفظ کا پابند بنالیا ہے سرفراز کے اکابر کے نزدیک تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم قرآن میں تحریف کے مرتکب ہیں دیوبندیوں کے ابن حجر ثانی اوردارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری صاحب فیض الباری جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 395 پر فرماتے ہیں۔

"والذی تحقق عندی ان التحریف فی القرآن لفظی ایضا اماعن عمدمنهم او لمغلطة وقعت"

ترجمہ: میرے نزدیک قرآن میں تحریف لفظی واقع ہوچکی ہے یا صحابہ کرام نے جان بوجھ کرکی ہے یا انہوں نے غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

جولوگ اتنے دریدہ دہن ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی تحریف قرآن کا الزام لگانے میں انہیں کوئی باک نہ ہوا گروہ علمائے اہلسنت پر تحریف کا الزام عائد کریں تو اس میں کون سے تعجب کی بات ہے۔

پھر سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خدا کی توہین کا ارتکاب کیا ہے یہ بھی خوب رہی کہ جنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا تمام قبائح سے متصف ہونا ممکن ہے وہ تو توہین کے مرتکب نہ ہوں اور جنہوں نے ان پر مواخذے کیے وہ توہین کے مرتکب ہو گئے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

سرفراز سے سوال یہ ہے کہ تمام قبائح سے متصف ہونے کی صورت میں اللہ کا خودکشی کرنا بھی ممکن ہوگا کیونکہ اگر ممکن نہ ہو تو بقول اسماعیل بندے کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی۔ اگر خودکشی ممکن ہوئی تو اس کا قدیم ہونا ممتنع ہو جائے گا کیونکہ مشہور ہے کہ مایجوز عدمه امتنع قدمه جس کا عدم ممکن ہو اس کا قدم محال ہے جس کا قدم محال ہوگا وہ واجب الوجود کیسے ہوگا۔ پھر دیکھیں شرح عقائد میں صفات باری کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ممکن ہے اما في نفسها فهي ممكنة اب سوال یہ پیدا ہوا کہ قاعدہ تو یہ ہے کل ممکن حادث تو اس کا علامہ تفتازانی نے جواب دیا۔

"لااستحالة فی قدم الممکن اذا کان قائما بذات الواجب تعال غیر منفصل عنه"

ترجمہ: ممکن کے قدیم ہونے میں کوئی امتناع نہیں جبکہ وہ اللہ کی ذات سے قائم ہو جب صفات باری تعالیٰ اس کے ساتھ قائم ہونے کی وجہ سے قدیم ہو گئیں تو وہ خود قدیم کیسے نہ ہوگا۔

لیکن آپ کے مذہب پر چاہے خدا کی خدائی سے انکار ہو جائے اور اس کا واجب الوجود ہونا باقی نہ رہے آپ تو خدا کی تعظیم کرنے والے ہوئے اور اہلسنت اگر تمھارے دلائل کی رو سے جو مفاسد لازم آئیں ان پر تنبیہ کریں تو وہ خدا کی توہین کرنے والے بن گئے یہ بھی فرمایئے کہ خدا کی توہین کرنے والا تو کافر ہے اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جو مفتی شفیع نے لکھا ہے اس میں مرقوم ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمة الله تعالى عليه کے متبیعین کو کافر کہنا صحیح نہیں۔

انور شاہ کشمیری کے ملفوظات میں ہے کہ میں جماعت دیوبند کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند' بریلوی علماء کی تکفیر نہیں کرتے (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ 69)

انور شاہ صاحب کے علاوہ اشرف علی صاحب تھانوی کے ملفوظات جو الافاضات الیومیہ کے نام سے موسوم ہیں

اس میں تھانوی کا فرمان مندرج ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک رئیس نے کوشش کی دیوبندیوں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے میں نے کہا کہ ہماری طرف سے کوئی لڑائی نہیں وہ نماز پڑھائیں تو ہم پڑھ لیتے ہیں۔ ہم پڑھائیں تو وہ نہیں پڑھتے مزاحاً فرمایا ان کو آمادہ کر وان کو کہو کہ آمادہ نرآ گیا (افاضات الیومیہ جلد نمبر 5 ،صفحہ نمبر 220)

سرفراز صاحب فقہائے کرام کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا کلمہ اور جملہ بولتا ہے جس کے بہت سے پہلو کفر کے اور صرف ایک ہی پہلو اسلام کا نکلتا ہو تو ایسے شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ ہوسکتا ہے اس کی مراد ہی وہ پہلو ہو جو اسلام کا پہلو ہے ہاں اگر وہ خود ہی اپنی مراد متعین کر دے اور وہ پہلو مراد لے جو کفر ہے تو پھر اس کو کسی تاویل سے مسلمان کہنا درست نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی اپنی تصریح کے مقابلہ میں کسی کی حسن ظنی اور تاویل کا کوئی معنی نہیں۔

سرفراز کا یہ فرمان خود اس کے حکیم الامت کے فرمان کی رو سے مردود ہے اس کا فرمان الافاضات الیومیہ میں موجود ہے وہ کہتا ہے کہ فقہاء کے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ کفر کا محض احتمال ہو صریح کفر نہ ہو اگر اس کے کلام میں صریح کفر کی ایک بات بھی ہوگی تو وہ بلاشبہ کافر ہے (الافاضات الیومیہ جلد نمبر 7 ،صفحہ نمبر 234)

بعض علماء اہلسنت پر مولوی سرفراز کا افتراء

سرفراز صاحب نے بعض منصف مزاج علمائے بریلی کا عنوان قائم کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ دیوبندی علماء کی تکفیر نہیں کرتے لہٰذا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ کفر غلط ہے۔

سرفراز صاحب مولانا غلام محمد گھوٹوی کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا رشید احمد صاحب کا زمانہ میں نے نہیں پایا مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا محمود الحسن صاحب کی ایک دفعہ زیارت کی ہے اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ کسی مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا سرفراز صاحب نے اس سلسلے میں اپنے ہی رسالے **البرھان فی ردالبھتان** کا حوالہ دیا ہے۔

اول تو اپنے ہی مولوی کے لکھے ہوئے رسالے کا حوالہ دینا نہ یہ برہانی انداز ہے نہ جدلی انداز ہے پھر سرفراز صاحب یہ بتلائیں کہ آپ کی کتاب تقویۃ الایمان بقول گنگوہی جس کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس کے اندر ہے اور گنگوہی کی اتباع آپ پر لازم ہے جیسا کہ میں نے کئی بار اس کا ارشاد نقل کیا ہے کیا اس کے فتووں کی رو سے یہ منصف مزاج بریلوی علماء مسلمان ہیں کیونکہ ان کے عقائد وہی ہیں جن کو تقویۃ الایمان فتاوی رشیدیہ میں شرک قرار دیا گیا ہے اور آپ اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتابوں میں مثلاً **ازالۃ الریب**،

تبرید النواظر، تفریح الخواطر، گلدستہ توحید، دل کا سرور میں علم غائب حاضر و ناظر مختار کل ماننے والوں اور انبیاء اولیا کو امداد کے لئے پکارنے والوں کو مشرک اور کافر قرار دے چکے ہیں تو آپ کے فتوے کی رو سے تو یہ علماء کرام کافر ہیں پھر آپ نے ان کے اقوال اپنے ہم مذہب مولوی کی تصنیف کردہ کتابوں سے نقل کئے ہیں اور علماء دیوبند تو فرضی کتابیں بنا کر بھی لوگوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں سر دست ہم ایک ہی مثال پیش کرتے ہیں۔

دیوبندوں کے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین سرفراز صاحب کے استاد مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی معرکۃ الارا کتاب شہاب ثاقب میں دو کتابوں کی عبارتیں پیش کی ہیں جن میں سے ایک **خزینتہ الاولیا مطبوعہ کانپور صفحہ نمبر 15** کا حوالہ دیا ہے اور دوسری کتاب **ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتا پور صفحہ نمبر 30** حالانکہ ان کتابوں کا کوئی خارجی وجود نہیں نہ ان کے مصنفین ان سے واقف ہیں نہ کوئی مطبع ہے سیتا پور کے اندر جس کا نام صبح صادق ہو۔ تو اگر دیوبندی شیخ الاسلام کی امانت و دیانت کا یہ عالم ہے کہ مکمل کتاب گھڑ کر کسی کی طرف منسوب کر دے تو علی محمد مدح پوری سے کیا بعید ہے کہ اپنی طرف سے یہ اقتباس گھڑ کر مولانا گھوٹوی صاحب کی طرف منسوب کرے۔

مولانا غلام مہر علی صاحب خطیب اعظم چشتیاں شریف الیواقیت المہر یہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب وہابیوں کے سخت مخالف تھے اور ان سے مناظرے کرتے تھے۔

سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ مولانا غلام مہر علی صاحب مدظلہ مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب کے بالواسطہ شاگرد ہیں تو وہ ان کے مذہب کے بارمیں سرفراز سے بہتر جانتے ہیں۔ علامہ عطا محمد بندیالوی جو مولانا مہر محمد صاحب اچھروی کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد صاحب کے سامنے جب وہابیوں کی گستاخانہ عبارات پیش کی جاتیں تو وہ فرماتے کہ ان خبثاء کی قبر میں ضرور پٹائی ہو رہی ہو گی اور حضرت مولانا مہر محمد صاحب اچھروی حضرت مولانا گھوٹوی صاحب کے شاگرد ہیں انہوں نے اپنے شاگردوں کو کبھی نہیں بتایا کہ میرے استاد صاحب دیوبندیوں کی اگر سرفراز کی بات صحیح ہوتی تو حضرت گھوٹوی کے تلامذہ کو یہ بات معلوم ہوتی اور ان سے مخفی کفریات کفر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر سرفراز صاحب پر لازم ہے کہ وہ ثابت کریں کہ علامہ گھوٹوی صاحب کے سامنے متنازعہ عبارات پیش کی گئیں اور انہوں نے ان کی تائید کی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کفر کو غلط قرار دیا اگر ارد و رسائل ان کے سامنے پیش ہی نہ کئے گئے ہوں وہ کفریات پر مطلع بھی نہ ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں وہ تکفیر نہ کریں تو اس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

تعالی علیہ کے فتویٰ کفر پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔ آخر میں ایک مثال عرض کی جاتی ہے کہ سرفراز نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر اللہ کی توہین اور حضور علیہ السلام کی توہین کا الزام لگایا ہے اور اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ایک شعر جو حدائق بخشش میں ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے غوث پاک کی شان میں تحریر فرمایا ہے۔

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو سب کن مکن حاصل ھے یا غوث

سرفراز صاحب نے گلدستہ توحید میں اس شعر کو شرکیہ قرار دیا ن ہے حالانکہ اشرف علی انور شاہ کشمیری مفتی شفیع وغیرہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو مسلمان مانتے ہیں اب ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کافر تھے تو اکابر دیوبندان کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟ اگر سرفراز صاحب فرمائیں کہ ان کی نظر سے یہ توہین آمیز عبارات اور وہ شرکیہ شعر مندرجہ حدائق بخشش نہیں گزرا اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں کی تو یہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

سرفراز صاحب اسی سلسلہ میں ایک اور حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں مشہور بریلوی پیر اور صاحب طریقت عالم مولانا محمد مشتاق احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں عاجز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب اور حضرت مولانا رشید احمد کی صحبت سے مستفید ہوا دونوں صاحبوں کو عالم باعمل پایا اور متبع شریعت پایا۔ **نعوذ باللہ** ان کو کافر سمجھنا سخت کبیرہ سمجھتا ہوں۔ مولانا خلیل احمد کی بعض تحریرات سے مجھے سخت اختلاف ہے مگر کافر ان کو بھی نہیں کہتا اپنے سے بہتر جانتا ہوں اشرف علی تھانوی کی تکفیر کرنے والے غلطی پر ہیں۔ **انتھی بلفظہ** اس سلسلے میں بھی سرفراز صاحب نے اپنے ہی عالم کی کتاب **البرھان فی ردالبھتان** کا حوالہ دیا ہے اور دیوبندی جب اللہ کے کذب کے قائل ہیں تو ان کی بات کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے نیز یہ جو ان سے نقل کیا گیا ہے کہ مجھے خلیل احمد کی تحریروں سے سخت اختلاف ہے تو ظاہر ہے انہی تحریروں سے اختلاف ہوگا جن میں شیطان کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ کہا گیا ہے یا یہ کہا گیا کہ حضور علیہ السلام کو اپنے خاتمہ کا علم نہیں تو جب ان تحریروں کے گستاخانہ ہونے کیوجہ سے سخت اختلاف ہے تو پھر یہ کہنا کہ میں ان کی تکفیر نہیں کرتا یہ کھلا تضاد ہے جو ان کی ذات سے بعید ہے۔ پھر سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے گنگوہی اور نانوتوی کی تعریف کی حالانکہ سرفراز صاحب ان کو بریلوی بھی مانتے ہیں تو ظاہر ہے جو بریلویوں کے عقائد ہیں مثلاً حاضر ناظر، علم غیب، استمداد اور مختار کل وغیرہ ان کے بھی وہ حامل ہوں گے اور یہ عقائد سرفراز اور اس کے اکابر کے نزدیک کفر و شرک ہیں مثلاً گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ قطعاً مشرک ہے فتاوی رشیدیہ دوسری جگہ فرمایا جو علم غیب کا قائل ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ میل ملاقات حرام ہے یہ کیسے ہوسکتا

ہے کہ گنگوہی ان کے عقائد کو مشرکانہ کہے اور وہ ان کی تعریف کریں نانوتوی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو حاضر ناظر سمجھ کر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے وہ کافر ہے فیوضات قاسمیہ سرفراز صاحب نے بھی اپنی کتابوں میں اس حوالے کو نقل کیا ہے۔ لہٰذا یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ گنگوہی اور نانوتوی ان کے عقائد کو کفریہ قرار دیں اور ان سے ملنا بھی حرام سمجھیں اور وہ کہیں میں ان کی صحبت سے مستفید ہوا۔ ویسے جب گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ جو علم غیب کا قائل ہو اس سے میل جول ملاقات حرام ہے تو سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ امام ربانی کی یہی شان ہوتی ہے کہ دوسروں کو تو غلط عقائد کے حاملین سے دور رہنے کا حکم دیں اور خود ان سے میل جول رکھیں کیونکہ بقول آپ کے گنگوہی صاحب میزاب ہدایت تھے صدیق و فاروق اور جنید و شبلی ابو مسعود انصاری تھے۔ جیسا کہ مرثیہ گنگوہی میں محمود الحسن نے لکھا ہے لہٰذا یہ حوالہ خود سرفراز صاحب کے خلاف بنتا ہے۔ اور ان کے امام ربانی کے قول و فعل کے تضاد کو ثابت کرتا ہے۔ ہمارے مسلک کے انتہائی معتبر عالم دین غزالی زمان رازی دوراں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی مدظلہ الحق المبین میں اس قسم کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس بات کا ثبوت پیش نہیں کرسکا کہ فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے متنازعہ عبارات پیش کی گئیں۔ اور اس نے تکفیر سے سکوت فرمایا ہم بھی سرفراز صاحب سے کہتے ہیں کہ آپ ثابت کریں کہ ان کے سامنے حفظ الایمان، تحذیر الناس وغیرہ کی عبارات پیش کی گئیں ہوں اور انہوں نے فرمایا ہو کہ یہ عبارات گستاخانہ نہیں ہیں۔ سرفراز صاحب نے اس سلسلے میں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیا ہے کہ ان سے کسی شخص نے مولانا قاسم نانوتوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت نانوتوی کے بارے میں پوچھتے ہو وہ تو اللہ کی صفت علم کے مظہر اتم تھے اس سلسلے میں حضرت موصوف نے ایک کتاب ڈھول کی آواز کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ کتاب بھی ایک دیوبندی مولوی کی تصنیف شدہ ہے تو اپنی کتابوں کے حوالے دینا یہ تو برہانی انداز ہے اور نہ جدلی۔

پھر سرفراز صاحب سے سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتابوں احسن الکلام اور دل کا سرور وغیرہ میں یہ اصول قائم کیا ہے کہ جس حدیث کی سند میں عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو وہ روایت قبول نہیں ہوتی کیونکہ ممکن ہے جس کو صحابی سمجھا گیا ہو وہ منافق ہو اب آپ خود ارشاد فرمائیں کہ محدثین کرام کے اس ضابطے کے باوجود کہ "الصحابہ کلھم عدول" کہ سارے صحابہ کرام روایت کے بارے میں ثقہ ہیں آپ کا اصول یہ ہے کہ چونکہ نام معلوم نہیں لہٰذا روایت مقبول نہیں تو یہاں جو پوچھنے والا ہے اس کا نام بھی تو معلوم نہیں ممکن ہے وہ وہابی ہو اور حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے اور بات کی ہو اور اس نے اور منسوب کر دی ہو کیونکہ اتنا مبالغہ تو وہ اپنے استاد مولانا احمد علی سہارنپوری کے بارے میں بھی نہیں کرتے تھے تو نانوتوی کے بارے میں وہ کیسے کہہ سکتے ہیں آپ اپنی معرکۃ الآرا کتاب اعلاء کلمۃ اللہ میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ آیت قل لا املك لنفسي نفعاً ولا ضراً سے حضور علیہ السلام کے اختیارات کی نفی کرتے ہیں۔ وہ ضال اور مضل ہیں اور سارے وہابی سرفراز سے لیکر اسماعیل تک اس آیت کو حضور علیہ السلام کے مختار ہونے کی نفی میں پیش کرتے ہیں تو دیوبندی پیر صاحب کے نزدیک گمراہ ہیں ممکن ہے کہ سرفراز صاحب کہیں کہ گمراہ فرمایا ہے کافر تو نہیں فرمایا تو اس بارے میں گذارش ہے کہ آپ کے مفتی شفیع صاحب نے مرزائیوں کی تردید کرتے ہوئے تفسیر ابن کثیر کی ایک عبارت پیش کی ہے ''کل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب افاك دجال ضال مضل'' جو شخص بھی حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال بہتان تراشنے والا گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے جس طرح یہاں لفظ گمراہ سے کافر ہونے کی نفی نہیں ہوتی ورنہ سرفراز صاحب کو ماننا پڑے گا کہ مرزائی ابن کثیر کے نزدیک کافر نہیں۔ اصولی جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ چونکہ ان کے سامنے عبارات پیش نہیں کی گئیں۔ اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی۔ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید خاص حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحذیر الناس کے رد میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جو زیر طبع ہے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات موجود ہیں ان میں کسی جگہ بھی یہ موجود نہیں کہ انہوں نے قاسم نانوتوی کو خدا کی صفت علم کا مظہر اتم قرار دیا ہو لہٰذا یہ افترا ہے ''انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون'' قاسم نانوتوی کی کتاب تصفیۃ العقائد میں ہے کہ انبیاء کرام کا جھوٹ سے معصوم ہونا ضروری نہیں جب یہ عبارت مصنف کا نام بتائے بغیر مفتیان دیوبند کی خدمت میں پیش کی گئی تو انہوں نے فوراً مصنف کی تکفیر کر دی ملاحظہ ہو ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل 1956ء اس رسالہ کے ایڈیٹر عامر عثمانی صاحب ہیں جو کہ شبیر عثمانی کے بھتیجے ہیں۔ سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ جس عبارت کو دیوبندی مولوی بھی کفریہ کہتے ہیں اگر قبلہ عالم گولڑوی کے سامنے پیش ہوتی تو وہ اس کو اسلامی قرار دیتے کیا ان کو حضور علیہ السلام سے اتنی عقیدت بھی نہ تھی جتنی مفتیان دیوبند کو ہے پھر سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ آپ نے **ازالۃ الریب تبرید النواظر تفریح الخواطر** میں فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر جانے وہ کافر ہے اور مہر منیر جو پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات پر مشتمل ہے اس میں موجود ہے کہ پیر صاحب حضور نبی کریمؐ کے ما کان وما یکون کے عالم ہونے کے قائل تھے اور حاضر ناظر کے مسئلہ پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی سے مباحثہ فرمایا

اور وہ بھی اس عقیدہ کے حامل ہوگئے۔ آپ امکان کذب کے قائل ہیں۔ جب کہ مہر منیر میں ہے کہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے نیز آپ حضور علیہ السلام کے علم غیب کے قائل کو کافر کہتے ہیں اور فقہاء کے حوالے نقل کرتے ہیں جب کہ پیر صاحب شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کے حق میں فرماتے ہیں کہ ان کا کشف روز اول سے لیکر قیامت کے دن تک ہر شے کو محیط تھا۔ ملفوظات فارسی سے ملاحظہ ہو صفحہ نمبر 12 تو آپ کے فتویٰ کی رو سے تو وہ نعوذ باللہ کافر ٹھہرتے ہیں آخری بات یہ ہے کہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ اکبر فرعون کے ایمان کے قائل تھے حالانکہ امام شعرانی نے اس کی تردید فرمائی ہے لیکن آپ کے امام العصر کی بات آپ کے لئے حجت ہے۔ امام شعرانی کو تو آپ صوفی قرار دے کر ان کا مذاق بناتے ہیں جس طرح اظہار العیب میں آپ نے ان کا تمسخر اڑایا ہے اب آپ سے گذارش یہ ہے کہ شیخ اکبر کے فرعون کے ایمان کے قائل ہونے کے باوجود اگر اس کا ایمان ثابت نہیں ہوسکتا تو پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تکفیر نہ کرنے سے آپ کے اکابر کا ایمان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

سرفراز صاحب حضرت بابو جی کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی سے علماء دیوبند کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب لکھوایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہو اس کا ایمان خطرے میں ہے میرے حضرت قبلہ بڑے پیر صاحب پیر مہر علی شاہ صاحب کا بھی یہی مذہب تھا یہ حوالہ بھی سرفراز صاحب نے کتاب ڈھول کی آواز سے نقل کیا ہے اور یہ حوالہ بھی افتراء معلوم ہوتا ہے بابو جی کے اخص مریدین حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی اور باقی علماء بھی علماء دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں حضرت مولانا غلام مہر علی گولڑوی خطیب اعظم چشتیاں شریف جو بابو جی کے متوسلین میں سے ہیں۔ انہوں نے دیوبندی مذہب کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اور دیوبندیوں کے غلیظ عقائد کو طشت از بام کیا ہے اگر ان کے علم میں حضرت بابو جی کا کوئی ایسا فرمان ہوتا تو وہ ان سے اتنی عقیدت کیوں رکھتے کیونکہ مسلمان کو جتنی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوتی ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہوتی اور یہ علماء علمائے دیوبند کو گستاخ سمجھتے ہیں لہٰذا یہ سرفراز صاحب کا افتراء ہے۔ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور شاعر ہفت زبان حضرت صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی نے اپنی کتاب راہ رسم منزلہا میں ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیا ہے تو ظاہر ہے کہ جن کی عبارات گستاخانہ ہوں گی وہ گستاخ ہوں گے اور سرفراز صاحب بھی اس بات کے قائل ہیں کہ گستاخ نبی علیہ السلام کافر ہے اور جو ان کے کفر میں شک کرے۔ مطلع ہونے کے بعد وہ بھی کافر ہے سرفراز کے نزدیک جو لوگ

علم غیب حاضر و ناظر مختار کل کے قائل ہوں وہ کافر ہیں اور بابو جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہی عقائد کے حامل تھے۔ پھر ڈھول کی آواز کے مصنف نے ان کی طرف یہ بھی منسوب کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب تکفیر نہیں کرتے تھے مولانا شوق صاحب کی روایت ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسام الحرمین کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں صبح فتوحات مکیہ اور حسام الحرمین کا درس دوں گا۔ اگر تحریری تکفیر نہ بھی کی ہو تو اس سے کیسے ثابت ہوا کہ انہوں نے زبانی تکفیر نہ کی ہوگی۔ تحریری طور پر تو انہوں نے روافض کی تکفیر بھی نہیں فرمائی تو کیا سرفراز صاحب ان کو مسلمان سمجھتے ہیں حالانکہ فتاویٰ رشیدیہ اور النجم جو عبدالشکور لکھنوی کی ادارت میں چھپتا تھا اس میں بھی شیعہ کی تکفیر کی گئی ہے بلکہ خود سرفراز صاحب نے ارشاد الشیعہ میں فرمایا کہ راقم شیعہ کو کافر سمجھتا ہے مولانا محبّ النبی صاحب جو گولڑہ شریف میں مفتی اعظم کے منصب پر فائز رہے انہوں نے علمائے دیوبند پر فتاویٰ کفر کی تائید کرتے ہوئے فرمایا فتاویٰ مشائخ عظام و فقہاء اہلسنت و الجماعت سے بندہ کو کلیۃً اتفاق ہے۔ (دیوبندی مذہب صفحہ نمبر 635 مصنف مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف)

سرفراز صاحب سے ایک استفسار یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام کی باتیں حجت نہیں ہوتیں اور سرفراز صاحب صوفیاء کے عقیدوں کو شرک قرار دیتے ہیں مثلاً حضرت سرفراز صاحب کا ارشاد ہے کہ علم غیب کا عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے اور ان کے مرکزی پیر حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں انبیاء اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں ادراک غیبیات ان کو ہو جاتا ہے کیا آپ حاجی صاحب کے ارشاد کے بعد علم غیب کے قائلین کی تکفیر کرنا چھوڑ دیں گے؟

اسی سلسلہ میں سرفراز صاحب مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب کو حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا مولانا و استاذنا رئیس المحدثین مولانا محمد قاسم صاحب مغفور و محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سولات خمسہ کی نقل زمانہ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے اس سلسلے میں سرفراز صاحب نے رسالہ الرشید کا حوالہ دیا ہے کہ حضرت نے اس سلسلہ میں جتنے بھی حوالہ جات پیش کئے ہیں سب اپنی ہی کتابوں سے نقل کیے ہیں جو مقابل پر حجت نہیں ہو سکتے۔

سرفراز صاحب نے فرمایا کہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مولوی قاسم نانوتوی کے شاگرد ہیں اور یہ بات بطور افتراء ان کی طرف منسوب کی ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری زید مجدہٗ اپنی مستند کتاب تذکرہ اکابر اہلسنت میں صفحہ نمبر 140 پر حضرت محدث الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

طالب علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں الور میں مولانا قمرالدین سے پڑھیں مولانا کرامت اللہ خانصاحب سے دہلی میں درسی کتابوں اور دورہ حدیث کی تکمیل کی فقہہ اور منطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رامپوری سے کی سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادی سے حاصل کی آپ نے ان کے اساتذہ میں کہیں بھی حضرت نانوتوی کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اگر محدث الوری نے محمد قاسم نانوتوی سے کچھ پڑھا ہوتا تو حضرت قبلہ شرف صاحب قادری نے جب ان علمائے اہلسنت کا تذکرہ لکھا جنہوں نے دیوبندیوں سے پڑھا تو انہوں نے ان کے دیوبندی اساتذہ کا ذکر فرمایا تو یہاں بھی ضرور ان کا ذکر کر دیا ہوتا۔ حضرت علامہ عبدالحکیم صاحب رقم طراز ہیں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ کو اور آپ نے قابل صد فخر فرزند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات مدظلہ العالی کو تمام کتب فقہہ حنفی کی روایت کی اجازت فرمائی۔ اور اجازت وخلافت عطا فرماتے ہوئے تمام اوراد وظائف کی اجازت فرمائی اب سرفراز صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ اگر وہ نانوتوی کو مغفور کہنے والے ہوتے تو کیا اعلیٰ حضرت ان کو خلافت و اجازت سے نوازتے؟۔

سرفراز صاحب اپنی مایہ ناز تصنیف عمدۃ الاثاث میں فرماتے ہیں کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی اور یہ بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ رکانہ کی اولاد نے جو روایت کی ہے اس میں بتہ کا لفظ آیا ہے اور گھر والے گھریلو معاملات سے بہتر واقف ہوتے ہیں حضرت نے یہ بات امام ابوداؤد سے نقل فرمائی ہے۔ تو اب ہم ان کے صاحبزادے محدث الوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے خلف الرشید حضرت سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فتوی پیش کرتے ہیں ان سے حفظ الایمان براہین قاطعہ تحذیر الناس' فتاوی رشیدیہ اور صراط مستقیم وغیرہ کی متنازعہ عبارات ذکر کر کے سوال کیا گیا کہ ایسی عبارتوں کے مطابق عقیدہ رکھنے والوں یا ان عبارات کے قائلین کو اپنا پیشوا سمجھنے والوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا کہ واقعی یہ عقائد دیوبندیہ وہابیہ کے ہیں اور اس قسم کے اشخاص کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور ان کو قصداً امام بنانا کبیرہ اشد حرام ہے اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی جائے گی اس کا اعادہ فرض ہے ان کے ساتھ سلام وکلام میل جول نشست وبرخاست سب حرام اور ناجائز ہے۔ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم۔ **فقیر ابوالبرکات سید احمد** (دیوبندی مذہب صفحہ نمبر 632)

نیز سرفراز صاحب کو علم ہونا چاہیے کہ حزب الاحناف میں تعلیم مکمل کرنے والوں کو سند فراغت اس وقت تک نہیں

ملتی جب تک نانوتوی تھانوی گنگوہی خلیل احمد کے کفر پر دستخط نہ کریں اور یہ مشہور امر ہے حزب الاحناف کے سینکڑوں فضلاء موجود ہیں ان سے یہ بات پوچھی جا سکتی ہے اور مولانا ابوالحسنات قادری کے بارے میں شورش کشمیری مدیر چٹان بھی تسلیم کرتا ہے کہ وہ دیوبندیوں کی تکفیر کرتے تھے۔ اور صفدر کا مسلمہ اصول ہے کہ گھر والے اپنی متعلقہ بات کو بہتر جانتے ہیں۔ مولانا دیدار علی شاہ محدث الوری کا نظریہ الرشید والے کی نسبت ان کی اولاد امجاد بہتر جانتی ہے۔ سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اپنے گستاخ اکابر کی خاطر اکابرین اہلسنت پر بہتان تراشی نہ کریں اور ہو سکے تو عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ سے توبہ کر کے سنی ہو جائیں۔ علی تقدیر التسلیم اگر انہوں نے نانوتوی کے لئے مغفور کا لفظ استعمال کیا بھی ہو تو تحذیر الناس کی کفریہ عبارت پر مطلع ہونے سے پہلے استعمال کیا ہوگا سرفراز صاحب ثابت کریں کہ ان کے سامنے تحذیر الناس اور تصفیۃ العقائد کی عبارات پیش ہوئی ہوں اور انہوں نے تکفیر نہ کی ہو وہ نہ خرط القتاد' حضرت امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراں محدث کبیر حضرت کاظمی اپنی شہرہ آفاق کتاب الحق المبین میں رقم طراز ہیں کہ ہمارے مخالفین میں سے کوئی شخص آج تک اس امر کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے مذکورہ عبارات پیش کی گئی ہوں اور انہوں نے تکفیر سے سکوت فرمایا ہو اور عبارات کو بے غبار قرار دیا ہو۔

سرفراز صاحب علماء دیوبند کو فتویٰ کفر سے بچانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور اس بارے میں اب خزینہ معرفت کا ایک حوالہ پیش فرماتے ہیں۔ حضرت کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو پیر کامل حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ان کے خادم خاص جناب صوفی محمد ابراھیم صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ اور حضرت میاں صاحب کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا موٹر کے اڈے تک خود حضرت میاں صاحب سوار کرانے کے لئے آئے شاہ صاحب نے حضرت میاں صاحب سے کمر پر ہاتھ پھیرنے کی گزارش کی آپ نے ایسا ہی کیا بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا کہ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیرو۔ پھر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔ (خزینہ معرفت صفحہ نمبر 384)

اس بارے میں گزارش ہے کہ سرفراز صاحب کے نزدیک صوفیاء کی بات حجت نہیں حضرت موصوف اپنی کتاب اظہار العیب میں امام شعرانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امام شعرانی کسی نص کا نام نہیں وہ ایک صوفی بزرگ ہیں

جب علمائے اہلسنت علامہ اسماعیل حقی، حضرت عبدالعزیز دباغ وغیرہ کے حوالے دیں تو اس وقت صوفیاء کی بات حجت نہیں ہوتی۔ اور جب حضرت کو خود ضرورت پیش آئے اس وقت صوفیاء کی بات حجت ہو جاتی ہے۔

سرفراز صاحب سے دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کے مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان میں مندرج ہے۔ (یہ کتاب بقول گنگوہی رکھنا پڑھنا اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے) فتاوی رشیدیہ اسماعیل دہلوی تقویت الایمان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی پیر پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی اور جھوٹی قبر کو یا کسی کے چلہ کی جگہ کو یا کسی کے مکان کو سجدہ کرے یا ایسے مکانوں کی طرف دور دور سے قصد کر کے جاوے وہ مشرک ہے (صفحہ نمبر 12)

اب سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ تقویۃ الایمان کے فتویٰ کی رو سے مولوی انور کشمیری اور مولوی احمد علی لاہوری مشرک ہوئے یا نہیں اگر سرفراز صاحب فرمائیں کہ تقویۃ الایمان کا فتویٰ غلط ہے تو ان کے امام ربانی قطب العالم رشید احمد گنگوہی جو بقول محمود الحسن بانی اسلام کے ثانی تھے۔ مرثیہ گنگوہی کا ارشاد کدھر جائے گا کہ کتاب تقویۃ الایمان عمدہ اور سچی کتاب ہے رد شرک و بدعت میں لاجواب کتاب ہے اور گنگوہی کا ارشاد نقل ہو چکا ہے کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید)

لہٰذا سرفراز صاحب اس طرح جان نہیں چھڑا سکتے۔ نیز سرفراز کے نزدیک انبیاء کو حاضر ناظر جاننا شرک ہے جبکہ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاوالدین شاہ نقشبند نے فرمایا کہ

"زمین درنظر این طائفه همچو ناخنے است هیچ چیز ازنظرایشاں غائب نیست"

ترجمہ:۔ اس جماعت کی نظر میں پوری زمین ناخن کی طرح ہے۔ کوئی چیز ان کی نگاہ سے غائب نہیں۔

تو کیا آپ کو شرم نہیں آتی کہ جس سلسلے کے بزرگ کا حوالہ دیتے ہو اس سلسلے کے بانی کو مشرک قرار دیتے ہو اور اس بزرگ کو پیر کامل کہتے ہو سرفراز صاحب گلدستہ توحید میں بریلویوں کے مشرک ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ **یا شیخ عبدالقادر شیء للہ** کہتے ہیں۔ میاں صاحب یا شیخ عبدالقادر شیء للہ یا معین الدین چشتی بہاوالدین نقشبند اور یا شاہ مدار کا صبح و شام عموماً ورد فرماتے تھے۔ اب آپ ارشاد فرماتے تھے بحوالہ شیرِ ربانی کہ آپ کے فتویٰ کے رو سے تو نعوذ باللہ میاں صاحب قبلہ مشرک ہیں کتنی بے دینی ہے کہ اولیاء کرام کو مشرک بھی قرار دیتے ہو اور ان کے اقوال سے استناد بھی کرتے ہو تمہاری عین اسلام کتاب تقویۃ الایمان میں بھی یا شیخ عبدالقادر کے وظیفہ کو شرک قرار دیا گیا ہے لہٰذا آپ سے سوال یہ ہے کہ آپ کے امام الوہابیہ کے فتوی کی رو سے تو میاں صاحب قبلہ مشرکانہ

وظائف پڑھا کرتے تھے اور وہ مشرک تھے العیاذ باللہ تو انور شاہ صاحب اور احمد علی لاہوری ان کو مشرک سمجھتے تھے یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھتے تھے۔ تو بقول مرتضیٰ حسن دربھنگی جو کافر کو کافر نہ سمجھے وہ خود کافر ہے تو آپ کے فتوی کی رو سے تو انور شاہ صاحب اور احمد علی لاہوری صاحب خود کافر ہو گئے۔ اگر مشرک سمجھتے تھے تو پھر ان کی بارگاہ میں حاضری دینے کا کیا مطلب اور انور شاہ صاحب کی اس گزارش کا کیا مطلب کہ میری کمر پر ہاتھ پھیریں اسی کتاب شیر ربانی کے صفحہ نمبر 273 پر مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت میاں صاحب سے دریافت کیا کہ ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ سرفراز صاحب کے پیر بھائی غلام خان جو شیخ القرآن کہلاتے تھے جواہر القرآن میں فرماتے ہیں جو نبی کو حاضر ناظر کہے بلاشک شرع اس کو کافر کہے صفحہ نمبر 60 اسی کتاب کے صفحہ نمبر 77 پر رقم طراز ہیں کہ جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔ صفحہ نمبر 78 پر لکھتے ہیں ایسے عقائد والے پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

سرفراز صاحب نے میاں شیر محمد صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ جب کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ حاضر ناظر کے قائل تھے اب سرفراز صاحب ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر غلام خان کے فتوی کی رو سے کافر ثابت ہو گئے۔ سرفراز نے تبرید النواظر اور تفریح الخواطر میں حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے والوں کی واضح تکفیر کی ہے۔ تو جو بزرگان دین اس کے فتوی کی رو سے کافر ٹھہرتے ہیں ان کو رحمۃ اللہ علیہ اور پیر کامل کس منہ سے کہتا ہے۔

میاں صاحب کی طرف دوسری بات یہ منسوب کی گئی ہے کہ دیوبندیوں میں چار نوری وجود ہیں۔ سرفراز اس بات کو صحیح مانتا ہے اب اس سے سوال یہ ہے کہ تنقید متین میں تو آپ نے نور ماننے والوں کو جہنمی لکھا ہے اور اتمام البرھان کے اندر ان کو کافر لکھا ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دیوبند میں نوری وجود ہو سکتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی ذات نور نہیں ہو سکتی یہی تمہارا عقیدہ ہے کہ مولویوں کو تو نور مان سکتے ہیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مان سکتے۔ مرثیہ گنگوہی میں ہے۔

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وھی عریانی

اگر کفن کے باوجود وہی عریانی تھی تو کفن کے تکلف کی کیا ضرورت تھی لہٰذا یہ حوالہ سرفراز صاحب کے خلاف ہے اور ممکن ہے مطبع والا کوئی وہابی ہو اور اس نے اپنی طرف سے الحاق کر دیا ہو کیونکہ دیوبندی تو مکمل کتابیں لوگوں کی طرف

منسوب کر دیتے ہیں۔لہٰذا یہ کارستانی ان سے کچھ بعید نہیں اس لئے میاں جمیل احمد شر قپوری نے یہ عبارت حذف کروادی ہے جس کا خود سرفراز کو اعتراف بھی ہے حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری زید مجدہ' تذکرہ اکابر اہلسنت صفحہ نمبر 182 پر حضرت مفتی غلام جان ہزاروی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد علی گزشتہ جمعہ یہاں آیا تھا وہ یہاں جمعہ پڑھانا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کی بدعقیدگی کی وجہ سے پڑھانے نہیں دیا نیز سرفراز صاحب فرمائیں کہ انور شاہ صاحب اور احمد علی صاحب حاضر ناظر وغیرہ عقائد کے قائلین کو کافر جانتے تھے یا نہیں اگر جانتے تھے تو میاں صاحب قبلہ کو علم ہوتا کہ یہ مولوی میرے عقائد اور میرے سلسلے کے مورث اعلیٰ کے عقائد کو کفریہ سمجھتے ہیں۔پھر آپ ان سے شفقت کیوں فرماتے اگر آپ کو علم نہیں تھا تو ثابت ہوگیا کہ آپ سے جو حسن سلوک صادر ہوا اُن کے عقائد سے عدم واقفیت کی بنا پر ہوا،اگر وہ مولوی صاحبان مذکورہ عقائد کو کفریہ نہیں مانتے تھے تو پھر آپ کیوں کتابیں لکھ لکھ کر ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر اہلسنت کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے اکابر سے علیحدہ راستہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔اگر یہ عقائد کفریہ ہیں تو پھر ان کی آپ تکفیر کیوں نہیں کرتے جو کفر کو کفر نہیں جانتے اور کفریہ (عقائد بقول آپ کے) کے حاملین سے کفر پر برکت کے لئے ہاتھ پھرواتے ہیں۔آخر میں عرض یہ ہے کہ سرفراز صاحب ثابت کریں کہ ان کے سامنے تقویۃ الایمان اور دوسری کفریہ عبارات پیش کی گئی ہوں اور انہوں نے ان عبارات کو اسلامی قرار دیا ہو ورنہ خرط القتاد۔

سرفراز صاحب نے نانوتوی کا ایمان ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب ''ڈھول کی آواز'' کا حوالہ دیا ہے حضرت موصوف ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ''تحذیر الناس'' کو دیکھا میں مولانا قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فکر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے اور خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترفین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔سرفراز نے یہ حوالہ بھی اپنی کتاب کا پیش کیا ہے حالانکہ موصوف ساٹھ سال سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھا رہے ہیں ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ مخالف کے سامنے اپنی کتاب کا حوالہ پیش کرنا اصول مناظرہ کے خلاف ہے اور سرفراز کے فتوی کی رو سے حضرت شیخ الاسلام سیالوی بھی شرک سے نہیں بچتے کیونکہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ناظر ہونے کے قائل تھے بلکہ مشائخ کو بھی حاضر ناظر مانتے تھے اور علم غیب کلی کے قائل تھے۔اور حضرت کے ملفوظات جو انوار قمریہ کہ نام سے چھپ چکے ہیں اس میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص حضور علیہ

السلام کو حاضر ناظر نہیں مانتا وہ کافر ہے۔اور گکھڑوی کا فتویٰ ہے کہ جو حاضر ناظر مانے وہ کافر ہےلہٰذا سرفراز کو ان کا نام لینے کا کیا حق ہے؟

ہم شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مفصل فتویٰ قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔

الحمدللہ وحدہ' والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی

آلہ واصحابہ وعلی من اتبعھم باحسان الی یوم الدین امابعد

کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتا پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبین کا معنی صرف آخری نبی اگر نہ کہا جائے بلکہ یہ معنی بھی کرلیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس علیہ السلام کے انوروفیوض سے مستفیض ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر کفر کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے یا نہیں جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا۔بعد میں سنا گیا کہ بعض علمائے اہلسنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ رسالہ مذکورہ کا مطالعہ کیا تو ''تحذیرالناس'' کی اور استفتا کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا۔رسالہ مذکورہ کی تمہید مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے۔

(۱)خاتم النبین کا معنی لانبی بعدہ' نہ لینے پر مصر ہے حالانکہ یہ معنی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس پر اجماع صحابہ ومن بعد ھم الی یومنا ھذا متواتر متوارث یہی معنی کیا جارہا ہے۔

(۲)رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبین کا معنی آخرالانبیاء کرنے سے کلام ماقبل لکن ومابعد لکن میں یعنی مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا۔

(۳)رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنی کرنے سے کلام الٰہی میں حشووزوائد کا قول کرنا پڑے گا یعنی لکن زائد حرف ماننا پڑے گا۔

(۴) کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخرالانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ تمام انسانوں کے عام حالات ذکر کرنے میں اور یہ معنی لینے میں کوئی فرق نہیں وغیرہ ذلک من التھافۃ الفئیلۃ الجدوی اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعیہ اور اس فرضی استفتا میں فرق کی بنا پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کروں۔

(1)''تحذیرالناس''میں کہیں بھی خاتم النبین کا معنی خاتم الانبیاء لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ

وسلم نہیں لیا گیا تا کہ دومعانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جاسکے بلکہ آخرالانبیاء کی معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے لئے الفاظ لائے گئے ہیں لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفقہ عقیدہ اور اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے۔

(2) مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ماقبل لکن و ما بعد لکن میں تناسب کی نفی بیٹھ گئی ہے۔اگر اپنے کیے ہوئے معنی پر نظر ڈالتا تو اس صورت میں بھی اس کو یونہی نظر آتا یعنی آنحضرت ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔اور تمام انبیاء کرام کو فیض رساں ہیں اب بتایئے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق لکن نے کیا کیا؟ اور کیا مناسبت اس استدارک کی وجہ سے پیدا ہوئی؟

(3) اور معنی کے اعتبار سے بھی حرف لکن زائد ثابت نہ ہوا تو کیا ہوا۔ واؤ عاطفہ یہ کام نہ کرسکتی تھی استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی اس کو دک نادان کو سمجھ ہوتی تو معنی لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات اسی موصوف بالذات کے لئے اظھر من الشمس اور ابین من الامس موجود ہے۔احادیث صحیحہ کے انکار کی ضرورت بھی پیش نہ آتی شذوذ عن الجماعۃ بھی نہ کرنا پڑتا۔غور فرمایئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماکان محمد اباحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین یعنی آنحضرت ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ تم یہ مت خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت ورافت اور رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ اللعالمین کا فۃ للناس کے لئے آخری رسول ہیں۔جن کی شفقت ورحمت باپ سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے جو ہمیشہ کے لئے تمہیں نصیب رہے گی۔وہ توعزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین روف رحیم کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں اب بتایئے موصوف بالذات ومقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہیں۔اور مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہیں۔اور مصنف کے دماغ سے حشو وزوائد خارج ہوا یا نہیں مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر وفکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ ونصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعت وفارق اجماع ثابت ہوا لہٰذا فقیر کا فتوی عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف ”تحذیر الناس“ کے لئے۔

”والحق ماقیل فی حقہ من قبل العلماء الاعلام“

فقیر محمد قمر الدین سیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

سرفراز صاحب کو چاہیے کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا فتوی پڑھیں اور اپنے منصف مزاج عالم کہنے کی لاج رکھتے ہوئے اس فتوی پر عمل کریں نیز یہ الفاظ سرفراز صاحب کے لئے قابل غور ہیں کہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جو کچھ علمائے اعلام نے اس کے بارے میں فرمایا ہے وہ حق ہے۔ علمائے اعلام نے کیا فرمایا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کافر ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے دیکھئے حسام الحرمین نیز اس مندرجہ بالا مفصل فتوی کی رو سے ''ڈھول کی آواز'' (کتاب کا نام) کے مصنف کی دیانت و امانت بھی کھل کر سامنے آ گئی۔ کہ اس نے کیا منسوب کیا اور حقیقی صورت حال کیا تھی اس سے اس کے باقی نقل کردہ اقوال کا حال بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس نے ان کے نقل کرنے میں کتنی دیانت سے کام لیا ہوگا۔

زگلستان من قیاس کن بہار مرا

اب ہم سرفراز صاحب کی ضیافت طبع کے لئے حضرت خواجہ قمر الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ایک اور فتوی پیش کرتے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک سرکش جماعت اور لغو گو گروہ وہابیہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے کذب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ تحقیق یہ لوگ کافر ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اسی طرح یہ لوگ حضور علیہ السلام کے اوصاف کاملہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے جن صفات کاملہ کا ان لوگوں نے انکار کیا ان میں علم غیب اور حاضر ناظر اور معراج کی رات حضور علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنا اور حضور علیہ السلام کی اعانت کا انکار کرنا اور آپ ﷺ سے استمداد کا منکر ہو جانا یہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں۔ پس تمام مسلمانوں پر ان سے دور رہنا لازم ہے اور ان سے علیحدہ رہنا واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ آگ کا ایندھن بن جاؤ گے پس وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کا جنازہ پڑھنا حرام ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ **محمد قمر الدین** (منقول از مذہب دیوبندی نمبر 635)

نوٹ:۔ یہ دونوں فتوے سیال شریف میں بھی موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔

مولوی سرفراز اس سلسلے میں حضرت مولانا غلام محمود پپلانوی کا حوالہ دیتے ہیں کہ تحفہ سلیمانی کے صفحہ نمبر 115 پر محمود الحسن کے بارے میں لکھا ہے کہ علوم کے امام اور رسمی فنون کے استاد بہت بڑے عالم اور ٹھٹھیں مارنے والے ناپیدا

کنار سمندر ماہرین کے دانائے بزرگ فاضلین کے سردار مغلق موتیوں میں تیرنے والے رئیس المحدثین تاج المفسرین مولانا محمود الحسن دیوبندی۔ اس سے سرفراز صاحب یہ استدلال کر رہے ہیں کہ اکابر دیوبند گستاخ ہوتے تو حضرت مولانا غلام محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پپلانوی ان کے لئے یہ الفاظ استعمال نہ کرتے تو اس بارے میں گزارش ہے کہ سرفراز ثابت کریں کہ ان کے سامنے کفریہ عبارات رکھی گئی ہوں اور انہوں نے ان پر اطلاع کے باوجود یہ الفاظ استعمال کیے ہوں حضرت علامہ غلام محمود صاحب کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد حسین شوق زید مجدھم نے ارشاد فرمایا کہ والد صاحب کے سامنے حسام الحرمین پیش کی گئی اور انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور حسام الحرمین میں صاف تصریح ہے کہ جو شخص اشرف علی تھانوی، خلیل احمد، رشید احمد، محمد قاسم نانوتوی کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے لہٰذا حضرت پپلانوی کا مسلک وہی ہے جو ان کے صاحبزادہ والا شان نے بیان کیا لہٰذا یہ الفاظ اس وقت کے ہیں جب وہ گستاخانہ عبارات پر مطلع نہیں تھے۔ سرفراز صاحب اپنی کتاب ''عمدۃ الاثاث'' میں تصریح کی ہے کہ گھر والے دوسروں کی نسبت اپنے آدمی کے حالات بہتر جانتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے صرف محمود الحسن کا نام لکھا ہو اور طابع نے یہ سمجھ کر کہ چونکہ حضرت اس کے شاگرد ہیں ساتھ القاب کا اضافہ کر دیا ہو یا مطبع والا دیوبندی ہو اور اس نے اپنی خوش عقیدگی کو دخل دیا ہو۔ اذا جاء الا حتمال بطل الاستدلال

نیز ہم نے جو ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حسام الحرمین کی تصدیق فرمائی اس کی تصدیق حضرت پپلانوی کے پوتے صاحبزادہ ریاض محمود صاحب دامت برکاتھم سے بھی کی جاسکتی ہے حضرت اپنے علاقے میں اہل سنت کے مایہ ناز عالم اور خطیب ہیں اور ہر وقت دیوبندیوں کی سرکوبی میں مصروف رہتے ہیں۔

نیز یہ گزارش ہے کہ حضرت علامہ غلام محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "نجم الرحمن لرجم حزب الشیطان" جو انہوں نے علم غیب کے بارے میں تصنیف فرمائی ہے اس کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ انہوں نے علم غیب کے منکرین کو حزب الشیطان قرار دیا ہے آیئے اب دیکھئے فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ 100 گنگوہی صاحب نے علم غیب کے مدعیوں کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے اور محمود الحسن نے اس کی تصدیق فرمائی تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ علم غیب کے قائل نہیں تھے اور علامہ پپلانوالی منکرین علم غیب کو ''حزب الشیطان'' سمجھتے ہیں۔ ''نجم الرحمان'' میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہابی دو قسم کے ہیں مسلمان وہابی اور منافق وہابی اور دیوبندی منافق وہابی ہیں لہٰذا صفدر صاحب کو چاہیے کہ اس بارے آئندہ ان کا نام نہ لیں۔

سرفراز صاحب نے اس بارے میں آخری نام قاضی عبدالنبی کوکب صاحب کا لیا ہے اور سرفراز ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ بات مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے خلاف یہی کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے علمائے دیوبند سے اظہار اختلاف کے لئے تلخ لہجہ اختیار کیا تھا اس عبارت کی وضاحت خود کوکب صاحب کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو رضائے مصطفٰی جمادی الاولی ۱۳۹۶ھ صفحہ 9 تا 11 سرفراز صاحب ان کی وضاحت کو تحریف قرار دیتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو سرفراز صاحب گستاخانہ کلمات لکھنے والوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اپنی مراد مقصد بہتر بتا سکتے ہیں۔ حالانکہ حسین احمد مدنی صاحب جو سرفراز صاحب کے استاد ہیں ان کے شیخ الاسلام بھی ہیں ''شہاب ثاقب'' میں فرماتے ہیں۔ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اگر چہ حقارت کی نیت سے نہ بھی کہے ہوں۔ اور سرفراز صاحب کی ''عین اسلام تقویۃ الایمان'' میں اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور معنی اور مراد لے انور شاہ کشمیری ''اکفار الملحدین'' میں فرماتے ہیں کہ '' التهور فی عرض الانبياء ان لم يقصد السب '' کفر اور فرماتے ہیں ''لا نظر للمقصود و النيات ''۔

لیکن اپنے اکابر کی ان تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی حضرت کا موقف ہے کہ مصنف اپنی مراد بہتر جانتا ہے لیکن کوکب صاحب اگر اپنی بات کی خود ہی وضاحت کریں تو تحریف بن جاتی ہے **یا للعجب**۔

سرفراز صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تعلق بالرسول علیہ السلام اور وابستگی و وارفتگی صرف خانصاحب کو ہی الاٹ ہوئی تھی یا اور حضرات بھی اس صفت سے موصوف تھے۔

سرفراز صاحب کو یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کہ بلکہ علمائے حرمین اور ہندوستان کے تقریباً اڑھائی سو علماء نے ان کی تکفیر فرمائی قارئین کرام اس بارے میں حسام الحرمین اور الصوارم الهندیہ کا مطالعہ فرمائیں اور سرفراز کے افتراء کا جائزہ لیں جو کہتا ہے کہ ہندوستان میں کسی اور نے ان کی تکفیر نہیں کی اور سرفراز کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے بیحد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر اور کسی غرض سے تو کافر نہیں کہتا۔ (چٹان 23 اپریل 1962)

اپنے حکیم الامت کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بھی ان کے برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں۔ اور شد و مد کے ساتھ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن

ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ﷺ ہی ہو۔(اشرف السوانح جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 128)

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشق رسول ﷺ کے جذبہ کی وجہ سے ان کی تکفیر نہیں فرمائی اور تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں عشق رسول ﷺ کی وجہ سے کافر کہا ہے اور اب سرفراز صاحب بتلائیں کہ وہ سچے ہیں یا تھانوی صاحب سچے ہیں۔سرفراز کہتا ہے ہندوستان میں کسی اور نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ساتھ نہیں دیا اور صرف انہوں نے ہی ہمارے اکابر کو کافر کہا ہے جب کہ علامہ فضل حق خیر آبادی اعلیٰ حضرت سے پہلے اسماعیل اور اس کے ماننے والوں کی تکفیر کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو تحقیق الفتویٰ فی ابطال طغویٰ اور یہ کتاب مکتبہ قادریہ لاہور سے مل سکتی ہے تو شائقین اس کا مطالعہ کریں اور سرفراز کے کذب وافتراء کی داد دیں۔حضرت علامہ خیر آبادی جنہوں نے سب سے پہلے تمہاری تکفیر کی ہے ان کو تو آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور اعلی حضرت پر سب وشتم کرتے ہیں۔سرفراز صاحب بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وہ اور اس کے اکابر انگریز کے سخت مخالف تھے اور مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انگریز کے حامی تھے اس سلسلہ میں ہم نے پچھلے صفحات میں بطور مشت نمونہ از خروارے چند حوالہ جات پیش کیے ہیں ایک اور عرض کرتے ہیں مناظر احسن گیلانی جو دیو بندی مکتب فکر کے بڑے عالم ہیں سوانح قاسمی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دیو بند کا مدرسہ انگریز کے مخالف ہوتا تو اس میں انگریز سرکار کے پنشن یافتہ ملازمین کیوں ہوتے۔جھوٹ بولتے ہوئے افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔مرنے کے بعد جوابدہی کا خوف بالکل جاتا رہا ہے۔سرفراز صاحب کہتے ہیں چونکہ دیو بندی توحید وسنت کے شیدائی ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی تکفیر کی۔اب ملاحظہ کیجئے کہ دیو بندی توحید کے کتنے قائل ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حسین احمد مدنی کو بھی خدا مانتے ہیں ملاحظہ ہو شیخ الاسلام نمبر صفحہ نمبر 59 ایک غالی اپنے پیر کی شان میں لکھتا ہے۔

تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ھے کبھی خدا کو بھی اس عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ھے۔ تم کبھی تصور بھی کرسکے که رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمھارے گھروں میں بھی آکر رھے گا۔

اب سرفراز صاحب بتلائیں کہ مذکورہ بالا الفاظ حسین احمد مدنی کے بارے میں کہنے والا مسلمان ہے یا کافر اگر کافر ہے تو تم نے کب اس کفر کا اعلان کیا۔یہی تمہاری توحید ہے جسکو آڑ بنا کر انبیاء اولیاء کی تنقیص میں کوئی دقیقہ

فروگزاشت نہیں کرتے شرم کرو۔ بہتان طرازی سے باز آؤ اور اس قدر بے لگام نہ بنو۔ آپ کے ابن شیرِ خدا مرتضٰی حسن دربھنگی جن کی کتاب توضیح البیان کا مطالعہ کرنے کا آپ نے اپنے متوسلین کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی کتاب ''اشد العذاب'' صفحہ نمبر 14 پر تحریر فرماتے ہیں۔

اگر واقعی بعض علمائے دیوبند ایسے ہی تھے جیسے خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا تو خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ان کی تکفیر فرض تھی اگر انکی تکفیر نہ کرتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا تھا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہو یا قادیانی تو خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ فقہاء کے نزدیک اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی ہو پھر بھی اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ سرفراز کو پتہ ہونا چاہیئے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب صرف احتمال ہی ہو صریح کفر نہ ہو تو اس کے حکیم الامت اشرف تھانوی الافاضات الیومیہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 24 پر فرماتے ہیں کہ کفر کے لئے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ الافاضات الیومیہ جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 234 پر فرماتے ہیں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا کافی ہے بقیہ ننانوے کفر کی ہوں تب بھی وہ مزیل ایمان نہ ہونگی حالانکہ یہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کو کافر بنایا حالانکہ یہ بات غلط ہے افاضات الیومیہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 38 پر تھانوی کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ بنایا نہیں جاتا بتایا جاتا ہے ایک نقطہ کا فرق ہے یعنی کافر وہ خود بنے ہیں۔ صرف بتایا جاتا ہے۔

سرفراز کو چاہیے کہ تھانوی صاحب اور چاندپوری کی ان عبارات کو بار بار غور سے پڑھیں اور ارشاد فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصور ہے کہ انہوں نے تکفیر کیوں کی یا عبارات لکھنے والوں کا قصور ہے جنہوں نے ایسی عبارات لکھ کر اپنے آپ کو بھی جہنم کا ایندھن بنایا اور لاکھوں پیروکاروں کو بھی دوزخ میں دھکیلا بالخصوص دربھنگی کی عبارت سرفراز کے لئے قابل غور ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ علماء دیوبند کی تکفیر نہ کرتے تو خود کافر ہو جاتے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور ان کو کافر کہا تاکہ بقول چاندپوری وہ خود کافر نہ ہو جائیں۔

اس سلسلے میں تھانوی صاحب کی ایک عبارت ملاحظہ ہو الافاضات الیومیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 60 حضرت ارشاد

فرماتے ہیں فلاں صاحب کے ایک مقرب خاص نے وعظ ہی میں بیان کیا بڑے فخر کے ساتھ کہ ندوہ پر ہم نے کفر کا فتوی دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتوی دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتوی دیا۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا جو چیز کسی کے پاس ہوتی ہے وہی تقسیم کیا کرتا ہے لیکن اگر ڈرانے دھمکانے شرعی انتظام کے لئے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے اس کا مضائقہ نہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ شرعی انتظام کے لئے دیوبندیوں کا فر کہنا جائز ہے۔ لیکن ہر وقت کافر نہیں کہنا چاہیے کبھی کبھی کہنا چاہیے۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تحریک خلافت میں حصہ لینے کی وجہ سے مولانا عبدالباری پر کفر کے فتوے لگائے۔ سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ تحریک خلافت کے تو تھانوی صاحب بھی سخت مخالف تھے۔ اور پچھلے اوراق میں ہم نے اس سلسلے میں تھانوی صاحب کے مستند ملفوظات الا فاضات الیومیہ کے حوالہ جات نقل کیے ہیں اور اس سلسلہ میں الا فاضات کے بیسیوں حوالہ جات ہیں پھر سرفراز صاحب کو علم ہونا چاہیے کہ ان کے کچھ ایسے اقوال تھے جو شرعی طور پر قابل گرفت تھے۔ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ عمرے کہ آیات وحدیث گذشت رفتی وثار بت پرستی کردی اور اس عبارت پر اشرفعلی تھانوی نے الا فاضات جلد 2 پر سخت اظہار نفرت کیا ہے اور اس طرح کے ان کے دیگر اقوال بھی تھے۔ لہٰذا اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان پر شدید مواخذہ فرمایا اور یہی ایک عالم ربانی کی شان ہے۔ پھر سرفراز صاحب کو علم ہونا چاہیے کہ ان کے وہی عقائد تھے۔ جو بریلویوں کے ہیں جن عقائد کو آپ مشرکانہ کہتے ہیں لیکن ان مشرکانہ عقائد کے باوجود آپ نے ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کیا مشرک کو اس طرح کے الفاظ سے یاد کرنا کفر نہیں؟ مولانا عبدالباری صاحب نے ان الفاظ سے توبہ کر لی تھی جن کی وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں نے بہت گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ۔ سب کی میں توبہ کرتا ہوں اے اللہ میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ میں نے جو امور قولاً وفعلاً وتحریراً وتقریراً کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا تھا مولوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا۔ ان سب سے اور ان کی مانند سے محض مولوی صاحب پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں اے اللہ تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے۔

فقیر محمد عبدالباری اخبار ہمدم لکھنؤ 20 مئی 1921ء

سرفراز صاحب بتلائیں کہ جس شخص کی تکفیر کی گئی وہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہوئے توبہ کا اعلان کریں تو پھر آپ کو ان کی تکفیر کرنے کی شکایت کیوں ہے۔ اصل میں آپ کو تکلیف تو اپنے مولویوں کی ہے لیکن خواہ مخواہ ان کو

درمیان میں لا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بس اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کام یہی تھا کہ لوگوں کی تکفیر کریں۔اور اپنے علاوہ سب کو کافر قرار دیں لیکن سرفراز کو پتہ ہونا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ جس کے اندر بھی شریعت سے بغاوت محسوس کرتے اس کو اس کی غلطیوں سے آگاہ کرتے اور توبہ کی تلقین کرتے اس کے برعکس سرفراز اور ان کے ہم مشرب لوگوں کا حال یہ ہے کہ زبانی تو کہیں گے۔کہ حضور علیہ السلام کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے بلکہ جو الفاظ گستاخی کا ایہام پیدا کریں وہ بھی کفر ہیں لیکن جب اپنی باری آئے تو خاموشی اختیار کر لی جائے۔اور ان کی عبارات کی تاویل فاسدہ کی جائیں سرفراز صاحب سے سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنی اسی کتاب عبارات اکابر میں شفا شریف اور شرح فقہ اکبر سے نقل کیا ہے **اور جو شخص حضور علیہ السلام کی بے ادبی کرے وہ کافر ھے اور جو اس کے کفر میں شك کرے وہ بھی کافر ھے** اور شہاب ثاقب میں حسین احمد مدنی نے نجدی کے عقائد بیان کرتے ہوئے کہا۔

> شان نبوت وحضرت رسالت میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم لاٹھی سے تو کتے کو دور کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم علیہ السلام سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔(شہاب ثاقب صفحہ نمبر 50)

حسین احمد مدنی کے مذکورہ بالا بیان کے باوجود آپ نے تسکین الصدور میں نجدی کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے اس بارے میں صحیح نظریہ وہی ہے جو فتاویٰ رشیدیہ میں ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ گستاخ رسول ﷺ کافر ہے صرف لوگوں کی انکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ہے ممکن ہے کہ سرفراز صاحب فرمائیں کہ حسین احمد مدنی نے نجدیوں کے طرف غلط فہمی کی وجہ سے یہ عقائد منسوب کر دیے ہیں تو پچھلے اوراق میں شیخ الاسلام نمبر کا حوالہ گزر چکا ہے کہ حسین احمد مدنی صاحب اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کر عرش سے نیچے آ کر لوگوں سے عاجزی سے پیش آئے تھے۔کیا خدا کو بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے اس لئے یا اس کو خدا ماننا چھوڑ دو یا غلط فہمی والی بات کرنا چھوڑ دو۔

سرفراز صاحب بار بار یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ہر کسی کو کافر کہا کسی کو نہیں چھوڑا اور سوائے چند لوگوں کے سب کی تکفیر کر ڈالی۔اس بات کا جواب دیتے ہوئے ہمارے مسلک کے معتبر عالم دین غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ ہم نے انہی لوگوں کو کافر

کہا جنہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں توہین آمیز کلمات استعمال کیے اور جن لوگوں نے ان گستاخیوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھا اور ان کی عبارات کو صحیح سمجھا وہی لوگ کافر ہیں باقی سب مسلمان ہیں۔ (الحق المبین)

سرفراز صاحب اعلیٰ حضرت کے بارے میں تو کہتے ہیں کہ انہوں نے سوائے اپنے چند ہمنواؤں کے سب کی تکفیر کردی بقول سرفراز انہوں نے اپنے ہمنواؤں کو تو کافر نہیں کہا لیکن سرفراز کے مذہب کے امام اول اسماعیل دہلوی نے تو کفر کی ایسی مشین چلائی کہ اپنے آپ کو بھی اپنے ہمنواؤں کو بھی کافر قرار دے دیا چنانچہ اسماعیل دہلوی ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا کہ سب بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جائیں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن کے دلوں میں کچھ بھلائی نہیں ہوگی۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد دھلوی صاحب فرماتے ہیں۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ھوا۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ نمبر 30)

اسماعیل کی اس بات سے ثابت ہوا کہ ان کے دور میں کوئی مسلمان نہیں تھا کیونکہ حدیث پاک کی رو سے تو کوئی ایمان دار زندہ نہیں رہے گا سارے ایماندار مر جائیں گے اور اسماعیل اور اس کے پیروکار بھی اس وقت زندہ تھے تو اپنے پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ دے دیا تو کیا اسماعیل کا مکفر ہونا سرفراز کو نظر نہیں آتا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گستاخوں کے بارے میں جو شرعی حکم بیان کیا ہے اس پر غصہ آرہا ہے۔

بعض منصف مزاج وھابیوں کا اعتراف کہ عبارات بظاھر گستاخانہ ھیں۔

دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور حسین احمد مدنی کے شاگرد رشید عامر عثمانی نبیرہ شبیر احمد عثمانی اپنے ماہنامہ تجلی صفحہ نمبر 42 پر رقم طراز ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں ان علمائے دیوبند کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز وحشت آفرین تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کہا جاسکتا ہے بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔ سن طباعت اگست 1957

یہی عامر عثمانی اپنے فروری کے شمارے میں فرماتے ہیں حضرت مولانا مدنی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے علمائے حق کی پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور اکابر دیوبند کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص سے کام لیا ہے۔ صفحہ نمبر 73 سن طباعت فروری 1957ء

ایک اور وہابی عالم امین احسن اصلاحی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا اسماعیل شہید کی ''تقویۃ الایمان'' وغیرہ پر کیوں نہ نظر ثانی کرائی اور جب دیوبندیوں کے خلاف امکان کذب تعالیٰ وغیرہ پر کفر کے فتوے لگے تھے تو کیوں نہ اکابر دیوبند کی کتابیں ایک کمیٹی کے حوالے کی گئیں جس میں پچاس 50 فیصد نمائندگی بریلی کی ہوتی۔ (ترجمان القرآن صفحہ نمبر 30 صفر 1371ء)

مولوی غلام نبی فاضل دیوبند ساکن فورٹ عباس لکھتا ہے کہ آپ حضرات کی نظر کبھی اپنی کتابوں پر نہیں پڑی؟ اگر آپ کو یہ مسائل معلوم ہیں تو آپ نے ان کے خلاف کبھی آواز اٹھائی آپ کو تو پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے کھرچ دینے چاہئے تھے۔ تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں لیکن آپ نے کبھی ادھر التفات ہی نہیں کیا محترم حضرات ذرا غور وفکر فرمایئے آپ کس شغل میں منہمک ہیں مسلمانوں کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اور پھر اپنے انجام پر بھی نگاہ رکھیے آخر سب کچھ یہ دینوی چار دیواری ہی تو نہیں ایک ایک لفظ کے جواب دینے کا وقت آرہا ہے۔ اس وقت کیا گلو خلاصی کو سوچ رکھا ہے۔ دنیا والوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دہی سے بہکایا جاسکتا ہے کیا خبیر ودانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔ (روزنامہ تسنیم لاہور 18 اگست 1958ء)

ماہر القادری کہتا ہے کہ اہل بدعت نے ان کی کتابوں کے بعض غیر محتاط جملوں اور غیر معتدل عبارتوں کا اس زور شور سے پروپیگنڈہ کیا کہ اس تصویر کے تمام روشن اور تابناک پہلو اوجھل ہوگے۔

اب سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ جب آپ کے ہم مسلک علماء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دیوبندی علماء نے انبیاء کرام کی شان میں غیر محتاط انداز اختیار کیا ہے اور تحریریں وحشت آفریں ہیں اور قابل اصلاح ہیں تو ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ یہ عبارات تنقیص رسالت کی موہم ہیں تو ان کو وحشت آفریں اور قابل اصلاح کہا جارہا ہے آپ کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی جو اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کر زمین پر اتر گئے تھے وہ اپنی کتاب شہاب ثاقب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم ﷺ ہوں ان سے بولنے والا کافر ہوجاتا ہے اگرچہ نیت حقارت کی نہ بھی کی ہو اور یہ عبارت حسین احمد مدنی نے گنگوہی کی کتاب لطائف رشیدیہ سے نقل کی ہے اور گنگوہی صاحب کا ارشاد

کئی بار نقل ہو چکا ہے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں ہوں مگر ہدایت ونجات موقوف ہے مری اتباع پر اور آپ کی ''عین الاسلام تقویۃ الایمان'' صفحہ نمبر 39 پر اسماعیل کہتا ہے کہ یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کوئی اور معنی مراد لے اور قرآن کی آیت۔ لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعو اوللکفرین عذابٌ الیم۔ اے ایمان والو راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو راعنا کہنے سے منع اس لئے کہا گیا کہ یہودی اس کو آڑ بنا کر گستاخی کرتے تھے اور اس لفظ کو انہوں نے گستاخی کا ذریعہ بنا لیا تھا حالانکہ لفظ اپنی جگہ ٹھیک تھا مسلمان صحیح نیت سے استعمال کرتے پھر بھی اس کا بولنا حرام بلکہ کفر قرار دیا گیا اس آیت کا یہ شان نزول حسین احمد نے شھاب ثاقب میں بیان کیا ہے اور اشرف علی نے ''بیان القرآن'' میں بیان کیا ہے جب آپ کے علماء کو بھی تسلیم ہے کہ جس لفظ سے گستاخی کا ایہام پیدا ہو وہ بولنا کفر ہے اور بولنے والا کافر ہے اور وہابی علماء بھی تسلیم کر چکے کہ عبارات بظاہر گستاخانہ ہیں تو پھر اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کیا قصور کیا کہ آپ ان کی تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہے اور تضحیک آمیز رویہ اختیار کر رکھا ہے ضد اور تعصب سے ہٹ کر غور کیجئے اور جتنی جلدی ہو سکے ان غلیظ عبارات سے توبہ کیجئے اور نار کو عار پر ترجیح نہ دیجئے ویسے بھی آپ کافی معمر آدمی ہیں کسی وقت بھی وقت نزع آ سکتا ہے۔

باب اول اسماعیل کے حالات

سرفراز صاحب جب مقدمہ لکھنے سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے سب سے پہلے اسماعیل دہلوی کے حالات زندگی لکھنا شروع کیے اور ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ وہ بڑے متبحر عالم تھے اور شہید تھے حالانکہ خود تسلیم کرتے ہیں پڑھنے میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی مطالعہ کا شوق تھا اور طالب علمی میں جب اتنی عدم دلچسپی ہو اور لا ابالی کا غلبہ ہو تو علمی استعداد کیا پیدا ہونی ہے اور جہاں تک شہادت کا تعلق ہے تو یہ محض ایک افسانہ ہے کیونکہ انہوں نے جہاد کا آغاز ہی مسلمانوں کے خلاف کیا تھا۔

اسماعیل دہلوی کا مسلمانوں کے ساتھ جہاد کا آغاز

سرفراز صاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ کیا وہ شخص شہید ہوسکتا ہے جو مسلمانوں سے قتل قتال کرے اور مسلمان اس کی بدعقیدگی کی وجہ سے اس کو واصل جہنم کریں۔ اس بات کا ثبوت سنیئے کہ اس کے جہاد کا آغاز کس کے خلاف تھا۔ چنانچہ تذکرہ الرشید میں گنگوہی کا ارشاد منقول ہے کہ اس نے کہا حافظ جانی ساکن انبیٹھوی نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ کے ہمراہ تھے بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی اور مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی محمد حسین رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ تذکرۃ الرشید جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 270 اس سے ثابت ہوا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرنے کا قائل تھا اور چونکہ نجدی کی کتاب ''التوحید'' سے متاثر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے عقائد کو مشرکانہ سمجھتا تھا۔ اس لئے ان کو قتل کرنا اس کے نزدیک باعث ثواب تھا اسی لئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں۔

وہ جسے وہابیہ نے لقب دیا ہے شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلائے نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

سرفراز صاحب کو اس کا یہ کارنامہ بھی بیان کرنا چاہیے تھا کہ اس نے تقویۃ الایمان لکھ کر پورے ہندوستان کے اندر آگ لگادی اور افتراق وانتشار کا ایسا سلسلہ قائم کیا جو ختم ہونے پر نہیں آرہا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ خود تسلیم کرتا ہے کہ اس کتاب سے شورش ہوگی لیکن پھر کتاب شائع کروادیتا ہے چنانچہ اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہتا ہے کہ

میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے۔ (باغی

ہندوستان صفحہ نمبر 115 ارواح ثلثہ صفحہ نمبر 150)

انور شاہ کشمیری کے ملفوظات میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں اس کتاب سے راضی نہیں ہوں صرف اس کتاب کی وجہ سے بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں (صفحہ نمبر 24)

اشرف علی تھانوی کا اعتراف کہ "تقویۃ الایمان" کا لھجہ گستاخانہ ھے

سرفراز صاحب کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی "تقویۃ الایمان" کی بعض کفریہ عبارات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "تقویۃ الایمان" میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے ہیں وہ اس زمانے کی جہالت کا علاج تھا۔ اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی اور گستاخی ہے۔ امداد الفتاوٰی جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 155 خود مصنف کو بھی تسلیم ہے کہ کتاب کا لب ولہجہ سخت ہے اور دیوبندی علماء بھی کہہ رہے ہیں کہ اس میں سخت الفاظ ہیں لیکن اس کے باوجود سرفراز صاحب کو اس میں کوئی سقم نظر نہیں آتا اور وہ اس بات پر مصر ہے کہ اس کتاب میں کسی قسم کا کوئی سقم نہیں۔ پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ صراط مستقیم میں جس چیز کو عین ایمان قرار دیتا ہے "تقویۃ الایمان" میں اسی کو شرک قرار دیتا ہے۔ اس کی چند مثالیں ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔

صراط مستقیم میں کہتا ہے کہ اولیاء کرام کو عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔ اور ان کو حق حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ عرش سے لیکر فرش تک ہماری حکومت ہے۔ صفحہ نمبر 54 فارسی۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ کہتا ہے کہ اولیاء کرام کا شمار ملائکہ مدبرات الامر میں ہوتا ہے اور اولیاء کرام کے احوال کو ملائکہ کے احوال پر قیاس کرنا چاہیے۔ صفحہ نمبر 136۔ صراط مستقیم میں ایک اور جگہ کہتا ہے کہ جو شخص **یاحیی یاقیوم** کا وظیفہ پڑھے اس کو عرش کرسی اور زمین وآسمان کے تمام مقامات اور جنت و دوزخ اور لوح محفوظ پر اطلاع ہو جاتی ہے۔

صفحہ نمبر 24 "تقویۃ الایمان" میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو قبر میں معاملہ کرے گا اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا حال، صفحہ نمبر 27۔

صراط مستقیم میں کہتا ہے کہ عارف تمام جہان کو اپنے اندر دیکھتا ہے۔ صفحہ نمبر 125

"تقویۃ الایمان" میں کہتا ہے کہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے کہ درخت کے پتے گن دے۔ صفحہ نمبر 57۔

صراط مستقیم میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید احمد کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جو بھی تیرے ہاتھ پر بیعت کریں اگرچہ لاکھوں ہی کیوں نہ ہوں میں سب کو کفایت کروں گا۔ صفحہ نمبر 175۔

''تقویۃ الایمان'' میں تمام انبیاء کو بھی اپنے انجام سے بے خبر ٹھہرادیا ہے۔ صفحہ نمبر 27

صراط مستقیم میں حدیث قدسی کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس مقام کے لوازمات میں سے ہے خوارق کا صادر ہونا دعاؤں کا مستجاب ہونا اور آفتوں بلاؤں کا دور کرنا۔ صفحہ نمبر 135۔

''تقویۃ الایمان'' میں کہتا ہے کہ کسی نبی ولی کو اللہ نے مشکل میں دستگیری کرنے کی طاقت نہیں دی جوان کو ایسا سمجھے خواہ ذاتی قدرت سے سمجھے یا عطائی سے وہ مشرک ہے۔ صفحہ نمبر 26۔

صراط مستقیم میں کہتا ہے کہ بادشاہوں کی بادشاہی اور غوثیت ابدالیت قطبیت میں ائمہ اہل بیت کا وہ دخل ہے جو عالم ملکوت میں سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ صفحہ نمبر 66۔

''تقویۃ الایمان'' میں انتہائی بدتمیزی کے ساتھ حضور علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ صفحہ نمبر 42۔

صراط مستقیم میں کہتا ہے کہ میرے مرشد سید احمد بریلوی نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار پر مراقبہ کیا اس طرح اس کو چشتی سلسلہ کی خلافت نصیب ہوگئی۔

''تقویۃ الایمان'' میں کہتا ہے کہ جو کسی نبی ولی کی قبر کے پاس دور دور سے قصد کر کے آوے وہ مشرک ہے۔

گویا **صراط مستقیم** میں جو چیز ولایت کے حصول کا باعث تھی **''تقویۃ الایمان''** میں اس کو شرک قرار دے دیا۔ ممکن ہے کوئی شخص کہے کہ صراط مستقیم اس کی تصنیف نہیں بلکہ اس کے پیر کے ملفوظات ہیں تو گزارش ہے کہ پیر کے ملفوظات کو اس نے حق جانا تبھی بیان کیا اگر شرک سمجھتا تو کیوں بیان کرتا دوسری گزارش یہ ہے دیوبندیوں کے مناظر اعظم مرتضی حسن دربھنگی اپنے رسالہ ''توضیع المرادلمن تخبط فی الاستمداد'' میں کہتے ہیں کہ صراط مستقیم منصب امامت شاہ اسماعیل کی تصانیف ہیں۔

شاہ اسماعیل صراط مستقیم میں اپنے پیر سید احمد بریلوی کے بارے میں لکھتا ہے کہ نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی وسعت برکت اور آنجناب ہدایت مآب کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملۃ تنازعہ رہا کیونکہ ہر ایک دو عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضہ کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے تا آنکہ تنازعہ کا زمانہ گزرنے اور شرکت

پر صلح واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں۔ اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔ صفحہ نمبر 242 (مترجم)

اس کے برعکس ''تقویۃ الایمان'' میں ارشاد ہوتا ہے اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا جو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیا جائے۔ صفحہ نمبر 2۔

ایک کتاب میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے ولایت دینے تک کا نفع تسلیم کر رہا ہے ان کی ارواح کے لئے علم غیب بھی مان رہا ہے۔ اور دوسری کتاب میں اس کے برعکس انبیاء اولیاء کو ناکارہ قرار دے کر ان کی توہین کر رہا ہے اور ان سے کسی قسم کے نفع کی امید رکھنے کو ناانصافی قرار دے رہا ہے۔ یہ اس کے مخبوط الحواس ہونے کی دلیل ہے جو حضرات اس بارے میں مزید تفصیلات دیکھنا چاہیں وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب ''مستطاب الکوکبتہ الشھابیہ'' اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی کتاب لاجواب ''اطیب البیان'' کا مطالعہ فرمائیں۔

سرفراز صاحب اسماعیل کو مظلوم قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ بریلوی ان کو کافر کہتے ہیں حالانکہ سرفراز صاحب کے نظریہ کے مطابق بھی وہ بیچارہ کافر ہے۔ کیونکہ صراط مستقیم میں اسماعیل نے کہا ان مراتب عالیہ اور مناسب رفیعہ والے عالم مثال اور عالم شھادت میں تصرف کرنے کے مطلقاً ماذون و مجاز ہوتے ہیں اس لیے ان بزرگواروں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کی اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں کہ عرش سے لیکر فرش تک ہماری حکومت ہے۔ صفحہ نمبر 157 مترجم مطبوعہ سعیدی قرآن محل کراچی۔

مولوی سرفراز کا اسماعیل دھلوی کی تکفیر کرنا

سرفراز صاحب اپنی مایہ ناز کتاب تسکین الصدور کے صفحہ نمبر 395 پر فرماتے ہیں مشرک کا معاملہ یہی جدا ہے۔ وہ توسل میں غیر اللہ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب اور متصرف فی الامور سمجھ کر توسل کرتا ہے۔ اور ان میں سے ایک ایک بات اپنے مقام پر کفر ہے۔ آپ کے فتوے کی رو سے بھی اس کا کفر ثابت ہوگیا۔ کیونکہ اسماعیل اولیاء کے لئے پوری کائنات میں تصرف مان رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ کسی کو متصرف ماننا کفر ہے۔ اور سرفراز کو پتہ ہوگا جو کفریہ عقیدہ

رکھے وہ کافر ہوگا لہٰذا اس کا کفر آپ کی عبارت سے ثابت ہو گیا۔

آپ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر خواہ مخواہ غصہ کا اظہار فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ خود ان سے متفق ہیں آپ کا پسندیدہ شعر جو آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 39 پر لکھتا ہے اس کا ورد کریں کیونکہ یا شیخ عبدالقادر شیء للہ کہنا تو آپ کے نزدیک مشرکانہ وظیفہ ہے۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا

آخر کو ہم دونوں در جاناں پر جا ملے

اسماعیل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی جتنی فضیلت دینا

سرفراز صاحب اپنی کتاب میں اسماعیل کی عبارت کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو لہٰذا جب حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرما دیا تو اسماعیل نے اگر کہہ دیا تو کیا حرج ہے حالانکہ حضرت کو ابھی اتنا پتہ نہیں کہ جو الفاظ بزرگ تواضعاً ارشاد فرمائیں۔ خدام اور نیاز مندوں کو یہ حق حاصل نہیں ہوجاتا کہ وہ بھی ان الفاظ کو استعمال کرنے لگیں مثلاً آپ اپنی ہی مثال لے لیں آپ کئی جگہ لکھتے ہیں کہ راقم اثیم تو پھر ہمیں بھی اختیار ہے کہ ہم کہیں کہ سرفراز صاحب خود مانتے ہیں کہ میں اثیم ہوں اور باری تعالیٰ فرماتا ہے۔" ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمھل یغلی فی البطون کغلی الحمیم خذوہ فاعتلوہ الیٰ سواء الجحیم" (سورۃ دخان پارہ نمبر 25)

ترجمہ محمود الحسن : "مقرر درخت سینہڈ کا کھانا ہے گہنگار کا۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی پکڑو اس کو اور دھکیل کر لے جاوے بیچوں بیچ دوزخ کے"۔

ممکن ہے سرفراز کے متعلقین اور متوسلین فرمائیں کہ حضرت امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان حضرت صفدر زید مجدہٗ کو اختیار ہے کہ جو چاہیں بطور تواضع ایسا فرمائیں ہمیں حق حاصل نہیں اس طرح امتی ہونے کے دعویدار کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کلمات کو دلیل بنا کر خود استعمال کرنا شروع کر دے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور علیہ السلام کو عرض کیا کہ اے تمام مخلوقات سے بہتر تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ صفت ابراہیم علیہ السلام کی تھی حالانکہ حضور علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل

ہیں۔اور یہاں بھی سرکار علیہ السلام کا ارشاد جس کا ترجمہ کرنے کے بعد اسماعیل نے بارگاہ نبوت میں بے باکی کا ثبوت دیا تواضع پر محمول ہوگا۔

سرفراز صاحب نے اس سلسلے میں ایک روایت بخاری شریف سے نقل کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کا بھائی ہوں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو میرا دینی بھائی ہے اور رشتہ میرے لئے جائز ہے اس سے سرفراز صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر بھائی کہنا گستاخی ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ لفظ استعمال نہ کرتے اس بارے میں گزارش ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ حضور علیہ السلام نے اپنا بھائی فرمایا تھا تو انہوں نے سمجھا کہ شاید حقیقی اخوت مراد ہے تو سرکار علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ یہ وہ اخوت نہیں جس پر رشتوں کی حرمت موقوف ہے بلکہ دینی اخوت مراد ہے۔اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی ہی عزت ہوتی جتنی بڑے بھائی کے لئے ہوتی ہے۔تو حضور علیہ السلام کے ارشاد کے باوجود کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔مصلیٰ امامت کو چھوڑ کر پیچھے نہ ہٹ آتے اور نماز سے فراغت کے بعد یہ عرض نہ کرتے کہ ”ما کان لابن ابی قحافته ان یصلّی بین یدی رسول الله“ **ترجمہ**:ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر کو یہ حق کہاں سے حاصل ہوگیا کہ اللہ کے رسول کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

مفصل روایت بخاری شریف میں موجود ہے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب نے کئی بار پڑھائی ہوگی لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد انما انا اخوک مقام ضرورت میں ہے۔اس سے یہ استدلال کرنا کہ حضور علیہ السلام کے تمام تر القابات کو نظر انداز کر کے صرف بڑے بھائی کے الفاظ سے یاد کرنا جائز ہے یہ حماقت کی اعلیٰ معراج ہے مثلاً سرفراز صاحب بزعم خویش بڑے مومن اور موحد ہیں اگر گھر جا کر اپنے والد کو کہیں کہ بھائی صاحب کیا حال ہے یا سرفراز صاحب کا بیٹا ان کے لئے یہ الفاظ استعمال کرے تو کیا وہ برداشت کریں گے؟ تو ظالمو جو الفاظ تم اپنے لئے گوارہ نہیں کرتے وہی الفاظ حضور علیہ السلام کے لئے استعمال کرتے ہو اور اس پر بضد ہو کہ یہ الفاظ ٹھیک ہیں۔

سرفراز صاحب نے اس سلسلے میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے تو صحابہ کرام نے کہا کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے تو یہ فرمانِ رسول بھی تواضع پر محمول ہے۔

سرفراز صاحب نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر ایسے ہے جیسے والد کا اولاد پر ہوتا ہے۔ مولوی سرفراز صاحب عجیب جانور ہیں کہ حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنا جائز ثابت کر رہے ہیں اور بڑے بھائی کو والد کے ساتھ جاملایا ہے حالانکہ "تنقیح الرواۃ" میں لکھا ہوا ہے کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے اگر کوئی اور ضعیف حدیث سے استدلال کرے تو حضرت موصوف پنجہ جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں لیکن خود کبھی غور نہیں کیا کہ جس روایت سے میں استدلال کر رہا ہوں اس کی حیثیت کیا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ کیا بڑے بھائی کو اُف کہنا اتنا گناہ ہے جتنا والدین کو اُف کہنا گناہ ہے ماں باپ مشرک بھی ہوں پھر بھی قرآن حکیم میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ بڑے بھائی کے بارے میں ایسی کوئی صراحت وضاحت نہیں۔ پھر سرفراز صاحب بتلائیں کہ اگر کوئی بڑے بھائی کو زدوکوب کرتا ہے یا گالی گلوچ کرتا ہے تو کیا وہ کافر ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی ماں باپ کی توہین و تذلیل کرے پھر بھی کافر نہیں ہوتا اس کو فاسق کہا جائیگا۔ لیکن حضور علیہ السلام کی آواز پر آواز بلند ہونے سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں تو پتہ چلا کہ آپ علیہ السلام کی آواز پر آواز کا بلند کرنا کفر ہے کیونکہ اعمال کفر کی وجہ سے ضائع ہوتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ۔ ''من یکفر با لایمان فقد حبط عملہ'' کہ جو ایمان کے ہوتے ہوئے کفر کرے گا اس کے سارے اعمال اکارت ہو جائیں گے (سورۃ مائدہ پارہ نمبر 6) اور ''تقویۃ الایمان'' کی اسی عبارت کے بارے میں خلیل احمد لکھتا ہے کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہہ دیا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا حالانکہ بنی آدم تو ابوجہل اور ابولہب بھی ہیں تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ دیوبندی ابوجہل اور ابولہب کے بڑے بھائی ہیں اور وہ ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔

سرفراز صاحب اس بات کو بھی سامنے رکھیں کہ بھائی کا لفظ بولنے سے مساوات کا ایہام پیدا ہوتا ہے۔ اور انبیاء علیہ السلام سے مساوات آپ کے نزدیک بھی توہین ہے حسین احمد مدنی اور رشید احمد گنگوہی ہی کے حوالے سے ہم نقل کر چکے ہیں۔ کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرورِ دو عالم ﷺ ہوں ان سے بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگرچہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ہو اور سرفراز کے مسلک کی اجماعی کتاب "المھند" میں جسے سرفراز صاحب اپنے مسلک کی پہچان قرار دیتے ہیں کہ جو "المھند" کو مانے وہ دیوبندی ہے اور جو نہ مانے وہ دیوبندی نہیں اسی کتاب میں خلیل احمد صاحب کہتے ہیں کہ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور علیہ السلام کو ہم پر اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے وہ کافر ہے۔ اب یہ فتویٰ سیدھا جا کر بالاکوٹ میں اسماعیل کی قبر میں داخل ہو گیا کیونکہ اسی نے کہا تھا کہ انبیاء بڑے بھائی

ہیں ان کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہیے۔ظاہر کہ اگر وہ بڑے بھائی جتنی فضیلت نہ مانتا تو کیوں کہتا کہ ان کی عزت بڑے بھائی جتنی کرنی چاہیے تو گویا "المھند" کے مصنف خلیل احمد اور مصدقین کفایت اللہ محمود الحسن، اشرف علی وغیرہ کا اسماعیل کے کفر پر اجماع ثابت ہو گیا کیونکہ جو مماتی شاخ والے دیوبندی ہیں وہ "المھند" کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وقتی مجبوری کی وجہ سے لکھنا پڑا اور نہ ہمارے یہ عقائد نہیں تھے جو "المھند" میں بیان کیے گئے ہیں۔

حضور علیہ السلام کو مر کر مٹی میں مل گئے کہنا، معاذ اللہ۔سرفراز صاحب ''تقویۃ الایمان'' کی ایک اور عبادت کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں عبارت یہ تھی کہ اسماعیل نے حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے کہا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا اعتراض تھا کہ یہ گستاخی ہے سرفراز صاحب نور اللغات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ مٹی میں ملنے کے کئی معانی ہوتے ہیں۔پیوستہ ہونا، ملحق ہونا، چسپاں ہونا، ایک ذات ہونا، اور کہتے ہیں کہ ''میں'' کبھی ''سے'' کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے درخت میں باندھ دو۔ان تمام حوالہ جات سے سرفراز صاحب کا مقصد یہ ہے کہ اسماعیل کی عبارت میں جو لفظ ''میں'' آیا ہے۔وہ ''سے'' کے معنی میں ہے حالانکہ مٹی میں ملنے کا متبادر معنی یہ ہے کہ مٹی کے ساتھ مٹی ہونا اور خود سرفراز کی نقل کردہ عبارات میں یہ معنی موجود ہے ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے کہ اگر ''میں'' سے کے معنی میں آتا ہے تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈنڈا سرفراز میں گم ہو گیا کیا آپ یہاں بھی یہ تاویل کریں گے یا غصے سے لال پیلے ہو جائیں گے دوسری گزارش یہ ہے کہ جس شخص کی عبارت کی آپ یہ تاویل کر رہے ہیں اس نے خود ایسی تاویلات سے منع کیا ہے۔وہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 39 انتالیس پر کہتا ہے کہ **یہ بات محض بے جا ھے کہ ظاھر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے۔** اس کی اس عبارت نے آپ کی تمام تاویلات فاسدہ کا خاتمہ کر دیا۔اس سلسلے میں آپ نے فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ دیا ہے کہ گنگوہی صاحب نے کہا کہ مٹی میں ملنے کے دو معانی ہیں۔ایک یہ کہ مٹی ہو کر زمین کے ساتھ غلط ہو جائے دوسرا مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا ہو یہاں مراد دوسرا معنی ہے۔

ملا علی قاری جو سرفراز کے نزدیک مجدد ہیں اور ان کی عبارات حجت ہیں، مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔ اجمعو اعلی ان تعیین المراد لایرفع الایراد۔اس بات پر اجماع ہے کہ مراد کا متعین کر دینا اعتراض کو ختم نہیں کرتا۔

پھر مخالف کے مقابلے میں فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ دینا برہانی طریقہ ہے نہ جدلی۔پھر مسٹر گنگوہی کا یہ کہنا کہ انبیاء کے جسموں کے خاک نہ ہونے کے مولانا بھی قائل ہیں آپ یہ بتلائیں کہ اسماعیل نے کس کتاب میں کہا ہے کہ انبیاء

کے جسم خاک نہیں ہوتے۔ بالفرض کہا بھی ہوتو اس کا یہ کہنا اس فرد جرم کو نہیں مٹا سکتا آپ کے مسلک کے بہت بڑے مناظر مرتضیٰ حسن دربھنگی اپنی کتاب ''اشدالعذاب'' میں مرزائیوں کی جب عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے کی وجہ سے تکفیر کی گئی تو (مرزائیوں نے مرزا کے وہ کلمات دکھائے جن میں اس نے عیسی علیہ السلام کی تعریف کی تھی) اس کے جواب میں دربھنگی نے کہا کہ جب تک مرزائی مرزا کی توہینی کلمات سے توبہ نہ دکھائیں یہ تعریفی کلمات اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔(اشدالعذاب،صفحہ نمبر22)

لہٰذا جب تک اسماعیل کی اس گستاخانہ عبارت سے توبہ نہ دکھائی جائے اس سے توہین کا الزام دور نہیں ہوسکتا۔

جب آپ کو تسلیم ہے کہ مٹی میں ملنے کے دو معنے ہوتے ہیں تو پھر بھی اسماعیل کو یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ راعنا میں بے ادبی والا معنی نہیں تھا لیکن یہودی اپنے خبث باطن کی وجہ سے اس لفظ کو بگاڑ کر بولتے تو اس کا معنی متکبر بن جاتا یا چرواہا بن جاتا حالانکہ مسلمان صحیح نیت کے ساتھ استعمال کرتے تھے اور اس کا صحیح تلفظ کرتے تھے پھر بھی خدا تعالیٰ نے اس کا بولنا حرام ٹھہرایا اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین نے یہ واقعہ لکھا ہے مولوی حسین احمد مدنی نے بھی شہاب ثاقب میں یہ بات لکھی ہے۔شہاب ثاقب میں حسین احمد مدنی' رشید گنگوہی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ **جو الفاظ موهم تحقیر ذات سرور دو عالم ﷺ هوں ان سے بولنے والا کافر هو جاتا هے۔ اگرچه نیت تحقیر کی نه بھی کی هو۔** بالفرض مان بھی لیا جائے کہ اسماعیل کی عبارت میں مٹی میں ملنے کا معنی مٹی میں دفن ہونے والا ہے پھر بھی ایہام اس معنی کا ہوتا ہے جو گستاخی ہے اور گنگوہی کا فتوی ہے کہ جن الفاظ سے ایہام بھی گستاخی کا ہو وہ الفاظ کفر ہیں اور بولنے والا کافر ہے۔

سرفراز صاحب بتلائیں کہ اگر ایہام پیدا نہیں ہوتا تو پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اس کا وہ مطلب نہیں جو اہل بدعت لیتے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے جو راقم اثیم بیان کر رہا ہے۔گنگوہی جی کا ایک فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ ہی سے ملاحظہ ہو۔ اس سے سوال کیا گیا کہ

شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت ﷺ کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

گنگوہی جواب دیتا ہے یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقی بمعنی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ اور جناب رسول اللہ ﷺ سے خالی نہیں۔(فتاوی رشیدیہ جلد نمبر3 صفحہ نمبر30)

اسی جلد کے صفحہ نمبر 31 پر ارشاد فرماتے ہیں الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاھر ھے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔

سرفراز صاحب سے بھی یہی عرض ہے اگر بالفرض اسماعیل نے وہ ناپاک لفظ بول کر دفن والا معنی مراد لیا ہے اور دفن والا معنی حقیقی ہو اور مٹی کے ساتھ مٹی ہونے والا معنی مجازی ہو پھر بھی بقول گنگوہی بوجہ ایہام ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا اور یہ الفاظ ایہام گستاخی واہانت واذیت حق تعالیٰ و جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں ہوں گے۔

سرفراز صاحب کا ایک اور ہم مسلک عالم فردوس علی قصوری اپنی کتاب ''چراغ سنت'' صفحہ نمبر 150 میں تسلیم کرتا ہے کہ ان الفاظ میں گستاخی کا شبہ ہے اور گنگوہی جس کا اپنے بارے میں اعلان ہے کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر، اسی گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ جو الفاظ گستاخی شبہ پیدا کریں وہ کفر ہیں اور بولنے والا کافر ہے گنگوہی صاحب کی اس منقولہ بالا عبارت سے جس میں اس نے ایہام گستاخی کو بھی کفر قرار دیا ہے۔ سرفراز صاحب کے اس قول کا ابطال ہو جائیگا وہ بار بار کہتے ہیں کہ ان کی مراد یہ نہیں تھی جو خانصاحب نے بیان کی ان کا مقصد اور تھا بریلویوں نے اور سمجھا مناسب ہوگا کہ یہاں مرثیہ گنگوہی کے چند اشعار پیش کئے جائیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ گنگوہی صاحب اپنے ہم مسلک لوگوں کے لئے کتنی بھاری بھر کم شخصیت ہیں محمود الحسن نے مرثیہ گنگوہی میں اس کی جو شان بیان کی ہے۔

اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو دیوبندیوں کے شیخ الہند ارشاد فرماتے ہیں۔

زبان پر اھل اھوا کے ہے کیوں اعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

پھر فرماتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

پھر عیسی علیہ السلام سے تقابل کرتے ہوئے کہتے ہیں!

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مزید ارشاد ہوتا ہے!

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے یا نص قرآنی

ان اشعار کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے تا کہ قارئین کو بتلایا جائے کہ دیوبندیوں کے دلوں میں اپنے اکابر سے کتنی عقیدت ہے اوران کی تعریف میں کس قدر مبالغہ کرتے ہیں ان کا پورا لٹریچر پڑھ جایئے کہیں بھی آپ کونہیں ملے گا کہ انہوں نے اپنے مولویوں کے بارے میں کہا ہو کہ وہ مرکر مٹی میں مل گئے ہیں بلکہ اپنے مولویوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تو صرف مردوں کو زندہ کرتے تھے لیکن ہمارے گنگوہی صاحب کی شان یہ تھی کہ وہ مروں کو زندہ کرتے تھے اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے تھے اور کبھی کہتے ہیں کہ تھانوی کے پردادا صاحب مرنے کے بعد مٹھائی لا کر گھر والوں کو دیتے تھے۔

ملاحظہ ہو ''اشرف السوانح'' جلد اول صفحہ نمبر 12 تھانوی صاحب کے محبوب خلیفہ عزیز الحسن لکھتے ہیں کہ تھانوی صاحب کے پردادا تو کیرانہ اور شاملی کے درمیان جہاں پختہ سڑک ہے شہید ہوئے اور شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا شب کے وقت اپنے گھر مثل زندوں کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو روزانہ آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں گے اس لئے ظاہر کر دیا اور پھر آپ نے اپنا جلوہ نہیں دکھایا۔

اب سرفراز صاحب ہی اس معمہ کو حل کریں نعوذ باللہ نقل کفر کفر نبا شد حضور علی السلام تو مر کر مٹی میں مل گئے۔ اور تھانوی صاحب کے پردادا گھر والی کو مٹھائی کھلا رہے ہیں اور ان کو قبر میں ہوتے ہوئے پتہ چل گیا کہ راز فاش ہو چکا ہے اس لئے بعد میں نہیں آئے یہ کیسا تضاد ہے جبکہ آپ اپنے رسالہ سماع موتی میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی چپکے سے قبر پر سجدہ کرتا ہے یا نیاز رکھ دیتا ہے تو قبر والے بزرگ کو کیا خبر؟ ان چیزوں میں تطبیق دیجئے اس سے لاکھوں کا بھلا ہوگا۔

اسماعیل کا انبیاء اولیا کو چوھڑا چمار کہنا

سرفراز صاحب نے ''تقویۃ الایمان'' کی ایک اور عبارت کی تصحیح کرنے کی کوشش کی ہے وہ عبارت پہلے سرفراز

صاحب نے اعلیٰ حضرت کی کتاب مستطاب ''الکوکبۃ الشہابیہ'' سے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ اعلیٰ حضرت کہتے ہیں ''تقویۃ الایمان'' میں اسماعیل نے پہلی فصل اس دعوے کے ثبوت کے بیان میں کہ انبیاء اولیاء کو پکارنا شرک ہے قائم کی ہے۔ یہ دلیل دی کہ ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھیں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر۔

مولوی سرفراز صاحب کو اس میں بھی کوئی سقم نظر نہیں آتا آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ شاہ اسماعیل نے تو عمومی الفاظ ذکر کیے ہیں انہوں نے انبیاء اولیاء کا نام لیکر تو چوہڑا چمار نہیں کہا۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت کا یہ کہنا کہ اسماعیل نے بے ادبی کی ہے یہ ان کا افتراء ہے، سرفراز پر اپنے مولویوں کی محبت اس طرح مسلط ہے کہ جتنے غلیظ الفاظ اس کے اکابر بولتے جائیں اس کو ان الفاظ میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی بلکہ جو ان الفاظ کے قبح پر دوسروں کو متنبہ کرے اور انکی شناخت بیان کرے مولوی مذکور کو ان پر غصہ آتا ہے حالانکہ اس کا یہ چکر دینا ہے کہ یہ اجمالی طور پر کہا تفصیلی طور پر نہیں کہا اگر انبیاء اولیاء کا نام لیکر کہا ہوتا تو پھر توہین ہوتی حالانکہ جب اس نے فصل یہی قائم کی ہے کہ انبیاء کو پکارنا شرک ہے اور ان لوگوں کی تردید کر رہا ہے انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں دوسری جگہ کہتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ایک اور جگہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا جو کچھ نفع نقصان نہیں دے سکتے محض ناانصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کو مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کا ثابت کیا جائے، تو ظاہر ہے کہ جن کو ناکارہ اور ذرہ ناچیز سے کمتر اور چمار سے ذلیل عاجز بے اختیار کہہ رہا ہے تو چوہڑے کے الفاظ بھی انہیں کے لئے اپنے خبث باطن کی وجہ سے استعمال کر رہا ہے۔

تھانوی بھی تسلیم کرتا ہے کہ ''تقویۃ الایمان'' میں بعض سخت الفاظ واقع ہو گئے ہیں۔ پہلے تھانوی صاحب کا حوالہ گزر چکا ہے۔ تو خود اس کو بھی اعتراف ہے کہ اس کتاب میں تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور تشدد بھی ہو گیا ہے اور اس کتاب کے شائع ہونے سے شورش ہوگی۔

اب سرفراز صاحب کو ایک مثال کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً ایک آدمی کو کوئی دیوبندی کہتا ہے کہ آپ علمائے دیوبند سے تعلیم حاصل کریں وہ جواب میں کہتا ہے کہ میرے استاد علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی ہیں۔ ان جیسے استاد کے ہوتے ہوئے میں کسی سنی عالم سے بھی نہیں پڑھوں گا کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر ہے تو کیا آپ یہ

الفاظ برداشت کریں گے اس نے علمائے دیوبند کا نام تو نہیں لیا بلکہ اجمالاً بات کی ہے آپ کے خدا حسین احمد مدنی رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ **جو الفاظ موھم تحقیر ذات سرور دو عالم ﷺ ھوں ان سے بھی بولنے والا کافر ھو جاتا ھے اگرچہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ھو۔**

کیا یہ الفاظ گستاخی کے موہم نہیں اگر نہیں ہیں تو آپ تاویلیں کیوں کرتے ہیں۔ اگر ہیں تو پھر آپ اسماعیل کے کفر کا اقرار کیوں نہیں کرتے اسماعیل نے کہا کہ کئی لوگ باوجود ایمان کے دعوی کے مشرک ہوتے ہیں۔

ومایؤمن اکثرھم باالله الا وھم مشرکون۔ (سورۃ یوسف) **ترجمہ**: نہیں اکثر لوگ ایمان لاتے اللہ پر مگر وہ مشرک ہوتے ہیں۔

تو یہاں اسماعیل ان لوگوں کو مشرک کر رہا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن انبیاء اولیاء کو متصرف اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں ان کی تردید کرتے ہوئے جب وہ یہ الفاظ بول رہا ہے اور فصل بھی یہی قائم کی ہے کہ انبیاء اولیاء کو پکارنا شرک ہے تو پھر بھی سرفراز صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے انبیاء اولیاء کی تعین نہیں کی محض تاویل فاسد ہے انور شاہ کشمیری اکفار الملحدین میں کہتے ہیں "التاویل الفاسد کا لکفر" تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔ نیز جس کی عبارت کی صفائی کی کوشش میں سرفراز ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں پھر بھی بات نہیں بن رہی اور وہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر اکتالیس پر کہتا ہے کہ یہ بات محض بے جا ہے۔ کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور معنی کچھ اور مراد لے۔ یہ لفظ ظاہر میں بے ادبی کا ہے ایک اس سے دوسرا معنی مراد لینا خود اسماعیل کے فرمان کے خلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا یہ فرمان بالکل بجا ہے کہ انبیاء کرام کے بارے میں ایسے الفاظ وہی شخص استعمال کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمان نام کی کوئی شے نہ ہو۔ اور ایسے الفاظ کی تائید بھی وہی کر سکتا ہے جو ایمان سے خالی ہو ورنہ جس کے دل میں ایمان ہو اور قرآن و حدیث میں انبیاء کرام اولیاء عظام کی جن عظمتوں کو بیان کیا گیا ہے ان سے مطلع ہو وہ ہرگز ایسی خرافات کی تائید نہیں کر سکتا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لاتجدقومایؤمنون بالله والیوم الا خریودون من حاد الله ورسوله ولو کانو اباھم او اخوانھم اوعشیرتھم (پارہ 28 سورۃ مجادلہ)۔

ترجمہ: "تو نہیں پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتی ہو اور قیامت کے دن پر کہ دوستی کرے ایسے لوگوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی"۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ جس کے دل میں ایمان ہو وہ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں اور گستاخوں سے دوستی نہیں رکھ سکتا اگرچہ وہ گستاخ لوگ اس کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں سرفراز اور ان کے ہم مسلک لوگ باوجود ان گستاخیوں کے مطلع ہونے کے ان گستاخ لوگوں کو اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں لہٰذا اس آیت کی رو سے وہ اور تو سب کچھ ہوں گے لیکن مومن نہیں ہو سکتے۔

اسماعیل کا انبیاء اولیاء کو چمار سے ذلیل کہنا

دیوبندی مذہب کے روح رواں اسماعیل دہلوی ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ نمبر 16 پر فرماتے ہیں کہ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے سرفراز صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں ذلیل بمعنی کمزور ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت کا حوالہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلة'' تحقیق اس اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم کمزور تھے۔ سرفراز صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح یہاں ذلیل بمعنی کمزور ہے ''تقویۃ الایمان'' میں بھی اسی معنی میں ہے حالانکہ حضرت کو پتہ ہونا چاہیے کہ اردو میں جب ذلیل کا لفظ بولا جائے تو اس سے کمزور والا معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ حقیر والا معنی مراد ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ سرفراز ذلیل ہے تو کیا آپ اس کی بات برداشت کریں گے؟ اور یہ تاویل کریں گے کہ چونکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں لہٰذا ممکن ہے کہ مجھے ذلیل کہنے والے نے اس وجہ سے کہا ہو کہ جب آدمی بوڑھا ہو جائے تو اس کے قوی کمزور ہو جاتے ہیں اس لئے اگر اس نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو کوئی حرج نہیں اور قرآن مجید میں بھی لفظ ذلیل کمزور کے معنی میں آیا ہے لہٰذا یہاں بھی اسی معنی میں ہوگا۔ ویسے تو سرفراز صاحب لغت کی کتابوں کا بڑا مطالعہ رکھتے ہیں اور ان کے حوالہ جات دیتے رہتے ہیں تو کیا سرفراز صاحب کو یہ پتہ نہیں تھا کہ نور اللغات اور امیر اللغات میں ذلیل کا کیا معنی لکھا ہوا ہے انہوں نے بھی لکھا ہے کہ ذلیل معنی خوار بہت حقیر پھر بقول سرفراز صاحب کے یہ ان کی بھی اخلاقی پستی ہوگی یا یہ الفاظ صرف مولانا عمر کے بارے میں ہیں؟ پھر یہ بھی دیکھیں اسماعیل چمار سے ذلیل کہہ رہا ہے اور جب کسی کی تحقیر مقصود ہو تو اسے کہا جاتا کہ تو چمار ہے تو لفظ چمار اس پر قرینہ ہے کہ یہاں ذلیل بمعنی حقیر ہے اس جملے سے پہلے اسماعیل نے کہا کہ اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا تو یہاں اس نے لفظ ذلیل کو بڑے کے مقابلے میں استعمال کیا ہے۔ اور بڑے سے مراد وہ ہے جو رتبہ میں بڑا ہو تو پھر ذلیل سے مراد بھی وہی ہوگا جو رتبہ میں کم ہو کیونکہ تقابل ہے بڑے اور ذلیل کے درمیان یہ

تب صحیح ہوتا ہے جب دونوں متقابلین آپس میں ضد ہوں آپ کے مشہور اہل قلم حسین احمد مدنی کے شاگرد خاص جناب عامر عثمانی اسی عبارت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ میں نے دیکھا شاہ اسماعیل شہید نے ''تقویۃ الایمان'' میں فصل اول فی الاجتناب عن الاشراک کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے۔ یہ عبارت ہمارے نزدیک سو فیصد صحیح ہے لیکن کیا اسکا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں کہ اولیاء کرام تو ایک طرف رہے تمام انبیاء رسل اور خاتم النبیین ﷺ بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ کیسا خطرناک انداز بیان ہے کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں۔ (ماہنامہ تجلی فروری مارچ 1957 صفحہ نمبر 71)

اب سرفراز صاحب کے ہم مسلک عالم کی عبارت سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ الفاظ لرزا دینے والے ہیں اور انداز بیان خطرناک ہے ظاہر بات ہے کہ اگر اس عبارت سے گستاخی کا ابہام نہ ہوتا تو فاضل دیوبند ان الفاظ کو لرزا دینے والے اور انداز بیان کو خطرناک قرار نہ دیتے حسین احمد مدنی جو کہ آپ استاد بھی ہیں رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے شہاب ثاقب میں کہہ چکے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور عالم ﷺ ہوں ان سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگر چہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ہو اور ارواح ثلاثہ میں گنگوہی کا ارشاد اشرف علی تھانوی نے نقل کیا ہے کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا لہٰذا آپ کے لئے کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ آپ مان جائیں ''تقویۃ الایمان'' کی عبارت کفریہ ہے نیز سرفراز صاحب فرمائیں کہ کوئی آدمی آپ کی شان میں ولد الحرام کا لفظ بولتا ہے تو آپ اس کے کلام میں تاویل کریں گے کہ چونکہ لفظ حرام کا معنی حرمت و عزت والا بھی قرآن میں مستعمل ہوا ہے۔ کما قال اللہ تبارك و تعالیٰ من المسجد الحرام ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہٰذا کوئی حرج نہیں اور میرا کوئی شاگرد اور معتقد اس سے نہ الجھے اللہ کے بندے کسی کلام کا وہی معنی کیا جاتا ہے جو عرف میں مشہور ہو دیکھئے اصول کی کتابوں میں مسئلہ ہے کہ اگر کوئی بندہ قسم اٹھائے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تو اگر وہ مچھلی کا گوشت کھائے گا تو وہ حانث نہیں ہو گا۔ حالانکہ قرآن میں مچھلی کے گوشت کو لحماً طریا کہا گیا ہے۔ لیکن چونکہ عرف میں اس کو گوشت نہیں کہا جاتا اس لئے وہ حانث نہیں ہو گا اسی طرح غور کیجئے کہ عرف میں جب کسی کو ذلیل کہا جائے تو جس کو کہا گیا ہے وہ بھی اور باقی سننے والے بھی اس سے حقارت والا مفہوم سمجھتے ہیں۔ لہٰذا جب دار و مدار عرف پر ہے تو پھر اسماعیل کے ان الفاظ کے گستاخانہ ہونے میں کیا شبہ ہے۔ سرفراز صاحب کو پتہ ہو گا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے راعنا کا لفظ بولنے سے منع فرمایا حالانکہ اس میں معنوی طور پر کوئی خرابی نہیں تھی۔ لیکن یہودی اس کو راعینا پڑھتے مسلمان

اگرچہ صحیح نیت سے کہتے تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا بولنا حرام قرار دیا کیونکہ اس لفظ کو منافقوں نے گستاخی کا ذریعہ بنالیا تھا اگرچہ بذات خود وہ لفظ ٹھیک تھا یہ روایت تمام مفسرین نے نقل کی ہے اور نئے حکم کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں انظرنا کہا کرو کا یہی شان نزول بیان کیا ہے ممکن ہے سرفراز اس کی سند پر جرح شروع کردے کیونکہ اس روایت کی سند میں محمد بن مروان سدی صغیر ہے اور حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ وہ کذاب تھا۔

تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اس روایت کی تائید قرآن سے ہورہی ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

من الذين هادو ايحر فون الكلم عن مواضعه ويقولون سمعنا وعصينا واسمع غير مسمع وطعنا فى الدين بالسنتهم ولو انهم قالو اسمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لكان خير لكهم و اقوم (پارہ نمبر 5 سورۃ النساء)

ترجمہ: محمود الحسن ''بعض لوگ پھیرتے ہیں بات کو اس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں سن نہ سنایا جائیو اور کہتے ہیں راعنا موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا ان کے حق میں اور درست''

لہٰذا جب اس شان نزول کی تائید قرآن حکیم سے ہوگئی تو اس میں سند کے لحاظ سے بحث کرنا فضول ہوگا۔ دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب اس آیت کے تفسیری فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی حضرت کی خدمت میں آتے تو یہود راعنا کہتے اس کے بھی دو معنی ہیں ایک اچھے اور ایک برے۔ جن کا بیان سورۃ بقرہ میں گزر چکا ہے اچھے معنی تو یہ ہیں کہ ہماری رعایت کرو اور شفقت کی نظر کرو کہ تمہارا مطلب سمجھ لیں اور جو پوچھنا ہو پوچھ سکیں اور برے معنی یہ کہ یہودی زبان میں یہ کلمہ تحقیر کا ہے یا زبان کو دبا کر کہتے راعینا یعنی تو ہمارا چرواہا ہے اور یہ ان کی محض شرارت تھی کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے بکریاں چرائیں۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 148)

اب علی تقدیر التسلیم اگر اردو محاورات میں ذلیل کے دو معنی بھی ہوں پھر بھی ان الفاظ کا استعمال کرنا حرام ہوگا کیونکہ بقول شبیر احمد عثمانی راعنا کے اچھے معنی بھی تھے اور برے بھی کیونکہ یہودی زبان میں کلمہ تحقیر ہے پھر بھی اس لفظ کا بولنا حرام قرار دیا گیا اسماعیل کی عبارت میں تو یہ قطعاً حقیر کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اسی کتاب میں وہ کہتا ہے کہ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں ایک جگہ کہتا ہے کہ غیب کے معاملے میں نبی اور غیر نبی یکساں نادان اور

بے خبر ہیں تو جو آدمی انبیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دے اور سب بڑوں اور چھوٹوں کو ناداں کا لقب دیتا ہو تو اس سے یہی توقع ہوسکتی ہے۔ جو پوری کتاب میں سخت لب ولہجہ اپنائے ہوئے ہو اور تنقیص انبیاء اولیاء پر کمر بستہ ہو تو اگر اس کی عبارت میں ذلیل کا لفظ آئے گا تو وہ خوار اور حقیر کے معنی میں ہی ہوگا دوسرے معنی میں قطعاً نہیں ہوگا۔

اس کے الفاظ پرغور کریں وہ کہتا ہے اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے تو اگر یہاں ذلیل کمزور کے معنی میں ہو تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے کمزور ہے حالانکہ یہ مطلب مہمل ہے شان کے آگے کمزور ہونے کا کیا مطلب پھر ذلیل کا لفظ ظاہراً بے ادبی ہے کیونکہ جس کسی کو یہ لفظ بولا جائے وہ سخت ناراض ہوتا ہے اور اسماعیل نے خود اس سے منع کیا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولا جائے اور اس سے معنی دوسرا مراد لیا جائے۔ اشرف علی نے امداد الفتاوی میں ایسے الفاظ کا بولنا اس زمانہ میں گستاخی قرار دیا ہے تو اگر ایسے الفاظ میں قباحت نہیں تھی تو آج کل بولنا گستاخی کیوں ہے۔ اسماعیل کو بھی اعتراف ہے کہ اس کتاب میں تشدد ہوگیا ہے اور تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں لہٰذا جب سرفراز صاحب کے اکابر بھی مانتے ہیں کہ الفاظ میں سختی ہے تو سرفراز صاحب کو بھی اعتراف کر لینا چاہیے اور ایسی بیہودہ اور گستاخانہ عبارات کی وکالت سے باز آ کر توبہ کر کے سنی ہو جانا چاہیے۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت کا حوالہ دے کر ثابت کیا تھا کہ اللہ کے پیاروں کو ذلیل کہنا منافقوں کا کام اور وطیرہ ہے انہوں نے جو آیت پیش فرمائی وہ یہ ہے۔ یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل ولله العزة ولرسوله وللمؤ منین ولکن المنافقین لایعلمون۔ (پارہ نمبر 28 سورة منافقون)۔ **ترجمہ**: کہتے ہیں البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور مومنین کا لیکن منافق نہیں جانتے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قرآن میں کہتے ہیں یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزت والا کون ہے یاد رکھو اصلی اور ذاتی عزت تو اللہ کی ہے اس کے بعد اسی سے تعلق رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسول علیہ السلام کی اور ایمان والوں کی روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے وہ الفاظ (عزت والا ذلیل کو نکال دے گا) جب اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے اور باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول کریم ﷺ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 95)

سرفراز صاحب نے آیت کا کوئی جواب نہیں دیا گویا زبان حال سے اپنی عاجزی اور بے بسی کا اعتراف کر لیا اگر

سرفراز کے اندر قوت ایمانی ہوتی جس طرح عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ میں تھی تو اسماعیل کے پہلے مرجانے کی وجہ سے قتل کی نہ دھمکی دیتے تو کم ازکم اس کی عبارت کو کفریہ تو سمجھتے ہی سہی۔

لیکن ایمانداری کا صرف نام ہی نام ہے باقی صرف اللہ کا نام ہے۔**نعوذ باالله من خرافات الوھابین۔**

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔**ان الزین یحادون الله و رسوله اولئك فی الاذلین۔**(پارہ28 سورۃ مجادلۃ) **ترجمہ**: **محمود الحسن**۔ ’’جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ سب سے بیقدر لوگوں میں‘‘

سرفراز صاحب ہمیں تو شرک کا شیدائی کہتے رہتے ہیں حالانکہ جن عقائد کی بنا پر کہتے ہیں اپنے مولویوں اور پیروں کے بارے میں وہی عقائد رکھتے ہیں۔لیکن چونکہ انبیاء سے عداوت ہے اس لئے جو ان کے لئے یہ چیزیں تسلیم کرے جو یہ لوگ اپنے مولویوں کے بارے میں تسلیم کرتے ہیں۔وہ ان کے نزدیک مشرک ہے جو حضرات اس بارے ان کی تضاد پالیسی کا جائزہ لینا چاہیں وہ حضرت علامہ ارشد القادری کی ’’معرکۃ الارا‘‘ کتاب زلزلہ کا مطالعہ فرمائیں مصنف نے ان کو پیچ چوراہے میں ننگا کر دیا ہے۔اوران کی ناک کاٹ دی ہے کبھی اپنی عبارات پر آپ نے غور کیا کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزت میرے لئے ہے میرے حبیب کے لئے ہے میرے رسول کے لئے ہے اور جس رسول پاک کی پیروی کرنے پر اللہ تعالیٰ محبوب خدا بننے کی بشارت دے اور جن کے غلاموں کے بارے میں فرمائے کہ تم میں سے جو متقی ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے اور جن ہستیوں کے بارے میں فرمائے کہ وہ اللہ کے ہاں وجیہ ہیں ایسی ہستیوں کو چمار سے ذلیل قرار دینا اور اس کے باوجود(مومن)اور موحد ہونے کا دعوی کرنا یہی ایمان ہے یہی آپ کی توحید ہے۔

جلد از جلد توبہ کریں اور بارگاہ رسالت میں گستاخی کرنے اور گستاخوں کی وکالت کرنے سے باز آئیں اور عذاب جہنم سے ابھی بچاؤ کا انتظام کریں ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

مولوی سرفراز کا اولیاء کا نام لے کر دھوکہ دینا

سرفراز صاحب اسماعیل کی عبارت کو توہین سے بچانے کے لئے ایک اور راستہ اختیار کرتے ہوئے ارشاد

فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شھاب الدین سھروردی عوارف المعارف میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں (عوارف المعارف، صفحہ نمبر 36)

ویسے تو سرفراز صاحب صوفیاء کی بات حجت نہیں مانتے اور ان کی نقل کردہ حدیثوں پر جرح قدح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ محدثین کی بات ہی حجت ہے جو بال کی کھال اتارتے ہیں اور صحیح وسقیم میں امتیاز کرتے ہیں۔ حضرت صاحب نے ان خیالات کا اظہار مقام ابوحنیفہ اور تبرید النواظر، تفریح الخواطر میں کیا ہے۔

مقام ابوحنیفہ میں فرماتے ہیں غنیۃ الطالبین جو غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی کتاب ہے جعلی اور موضوع احادیث سے پر ہے اور حضرت کو اس امر پر اصرار شدید ہے کہ غنیۃ الطالبین غوث پاک کی طرف صحیح منسوب ہے اور میزان الاعتدال اور لسان المیزان کا حوالہ دیا کہ احیاء العلوم اور غنیۃ الطالبین شیخ اکبر کی تصانیف فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم وغیرہ میں جعلی اور موضوع حدیثوں کی بھرمار ہے لیکن اسماعیل کی صفائی پیش کرنے کے لئے اب حضرت شیخ شھاب الدین سہروردی کی نقل کردہ حدیث کا سہارا لے رہے ہیں کیا موصوف اس کی سند پیش کرسکتے ہیں اور اس کی سند کے راویوں کی توثیق کتب اسماء الرجال سے پیش کرسکتے ہیں حضرت صاحب شیخ الحدیث کہلاتے ہیں کیا انہوں نے مسلم شریف کے مقدمہ میں امام مسلم کا یہ قول نہیں پڑھا لم نرا کذب من الصالحین فی الحدیث۔ کہ ہم نے صوفیاء سے بڑا حدیث میں کذاب نہیں دیکھا وہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتے بلکہ جھوٹ ان کی زبان پر جاری ہوجاتا ہے۔

نوٹ: جان کر احادیث گھڑنا گناہ ہے لیکن حسن ظن کی بناء پر کسی سے سنی ہوئی حدیث بیان کردینا کہ کوئی شخص جھوٹی حدیث کیسے حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کرسکتا ہے یہ وعید میں داخل نہیں ھکذا قال خصمنا اب ایک فرمان شیخ شھاب الدین سہروردی کا پیش کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ سرفراز صاحب اس پر ایمان لائیں گے اور اب تک جو اس عقیدہ کو تبرید النواظر اور تفریح الخواطر میں شرک کہتے رہے اس سے توبہ کریں گے حضرت شیخ شہاب الدین ارشاد فرماتے ہیں۔ پس باید کہ بندہ ھمچناں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ راپیوستہ برجمیع احوال خود ظاھراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول اللہ ﷺ رانیز بظاھر و باطن خود مطلع و حاضر داند۔مصباح الھدایت

ترجمہ۔ عوارف المعارف صفحہ نمبر 165 پس چاہیے کہ جس طرح بندہ حق تعالیٰ کو ہر حال میں ظاہر و باطن طور پر واقف جانتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اپنے ظاہر و باطن پر مطلع اور حاضر جانے۔

اگر سرفراز صاحب اس بات کو مانتے ہیں۔تو چشم ما روشن دل ماشاد لیکن ''تقویۃ الایمان'' جس کی عبارات کی تاویلات میں آپ حیراں و سرگردان ہیں اس میں لکھا ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ جیسا حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے جس مخلوق کو بھی سمجھے خواہ نبی ﷺ کو خواہ ولی کو اب سرفراز صاحب اسماعیل کے فتوی کی رو سے مشرک ہو جائیں گے بلکہ اسماعیل کے فتوی کی رو سے تو معاذ اللہ حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کافر ثابت ہوتے ہیں سرفراز ان کو ولی کامل مانتے ہیں اب سرفراز صاحب بتلائیں کہ جو ولی کامل کو کافر کہے اس کا کیا حکم ہے بخاری شریف میں ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے کفر خود اس پر لوٹ آتا ہے۔جب عام مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے تو جو ایک سلسلہ کے بانی بزرگ اور ولی کامل اور غوث زمان کو کافر کہے اس کا کیا حکم ہوگا ایسے شخص کی وکالت کیوں کرتے ہیں۔اگر آپ اپنے تفریح الخواطر اور تبرید النواظر والے فتوے کو برقرار رکھیں اور اسماعیل کی کتاب جو بقول گنگوہی ''عین اسلام'' ہے کو حق مانیں تو پھر آپ کے فتوی کی رو سے تو حضرت شیخ مشرک ثابت ہوتے ہیں تو پھر آپ کے نزدیک جب ان کے عقائد مشرکانہ ہیں تو پھر ان کے اقوال سے استدلال کیوں کرتے ہیں۔

لہٰذا پہلے اس حدیث کی سند پیش کریں پھر اس سے استدلال کریں ثبت العرش ثم انقش اسی مضمون کی عبارت سرفراز صاحب نے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے ملفوظات سے نقل کی ہے صوفیاء کرام کی عبارت کے بارے میں سرفراز صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ ''والمیزان فی الخیر والشر الکتاب علی تاویلہ الصریح و معروف السنتہ لااجتہادالعلماء ولا اقوال الصوفیاء'' خیر اور شر کی ترازو قرآن کریم ہے جو صریح تاویل پر مشتمل ہو اور مشہور حدیث ہے نہ حضرات علماء کرام کا اجتہاد اور نہ حضرات صوفیاء کرام کے اقوال۔مزید فرماتے ہیں عقائد و شرائع کے بارے میں ایک دو نہیں علماء کرام اور صوفیاء عظام کے سینکڑوں اقوال و عبارات پیش کیے جائیں تو لاحاصل ہے۔صفحہ نمبر 154۔صفدری اصول کے مطابق تو صوفیاء کی سینکڑوں عبارات بھی شرائع کے بارے میں حجت نہیں تو ایک عبارت کیسے حجت ہوگی۔

مینگنی والی عبارت کا جواب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زبانی

اسی عبارت کا جواب اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد برحق مولانا احمد رضا خان صاحب فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر

308 پر دیتے ہیں ہم انہی کا کلام نقل کر دیتے ہیں کیونکہ کلام الامام امام الکلام اعلیٰحضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں۔

پہلا جواب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا۔کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں بہت سارے خصوصاً حضرات اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلاً ثبوت نہیں۔

ثانیاً:۔کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں بہت سے اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواہر امام شعرانی میں ہے حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد عمدۃ الکلام میں ہے۔ قریش اعلی جد مصطفی بودو اودو پسر داشت یکے رانام هاشم بود و دوم رانام تیم بود پیغمبر ازنسل هاشم است و ابو بکررضی الله تعالی عنه ازنسبت تیم ۔کوئی جاہل سے جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے دو بیٹے تھے ایک ہاشم اور دوسرا تیم۔ہم ہرگز ایسی نسبت بھی حضرت مخدوم صاحب کی طرف نہیں کر سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے نہ کہ معاذ اللہ توہین شان رسالت یہ وہابیہ میں سے کسی کا الحاق ہے۔

ثانیاً:۔امام حجۃ الاسلام غزالی ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی طرف کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے تو کسی مسلمان کی طرف کفر یا فسق کی نسبت بلا تحقیق اصلاً جائز نہیں کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر سکتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا۔اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔اسناد اور بات ہے اور ایسے امر میں جیسے مستند کلمہ کفر بنانا۔اور اسے توہین شان رسالت کے جواز پر سند لانا ہے اس پر اعتماد اور بات ہے علماء کے نزدیک ادنی درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کے لئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو خطیب بغدادی بطریق عبدالرحمان امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبو دے کہ سیاہی سپیدی ایک ہو جائے۔فتاوی حدیثیہ میں زین عراقی سے ہے کہ علماء کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات کی سند متصل نہ رکھتا ہو اس کا نقل اسے حلال نہیں۔ہاں اس کے پاس اگر نسخہ صحیحہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخہ مصنف سے مقابلہ کیا ہو یا اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا وسائط زیادہ ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخہ کی

عبارت کومصنف کا قول بتانا جائز ہے فتاوی حدیثیہ میں ہے علماء کرام نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے کسی نسخہ میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا اور کسی ثقہ نے خاص اصل ناقل تک جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے ورنہ جائز نہیں۔ ہماری نظر میں ہیں وہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء معتمدین مثلاً امام حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہ کی کتب مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ الحاقی ہیں ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر 47 پر ہے کہ ماسمی به الرب نفسه وبسمی به مخلوقاته مچل الحی والقیوم اگر چہ کتاب ''اجمالاً'' مشہور معروف ہے بخلاف کلمات اسماعیل کے کہ موافق ومخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں۔ مخالفین رد کرتے ہیں موافقین تاویلیں کرتے ہیں اب یہیں دیکھئے کہ اس چمار والی کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی۔ خود اسماعیل کی زندگی میں اس پر مواخذے ہوئے۔

رابعاً:۔ ایسی جگہ خلق سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو عظمت دینی سے بالکل حصہ نہیں رکھتے شیخ سعدی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

نگاہ دار دآں شوخ در کیسه ذرا!

که داند همه خلق راکیسه بر

ابلیس ہوگا وہ جو کہے کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء اولیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معاذ اللہ گرہ کٹ جائے حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق دو قسم کی ہے اول وہ جو عظمت دینی رکھتے ہیں جن کے سردار مطلق حضور سید المرسلین ﷺ ہیں۔ پھر باقی حضرات انبیاء ملائکہ اولیاء اہل بیت وصحابہ پھر دیگر علماء وصلحاء اتقیا پھر سلاطین اسلام پھر عام مؤمنین اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بے شک اللہ کی تعظیم سے ہے۔ بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی اور حافظ قرآن کی نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دوری کرے اور حاکم عادل کی رواہ ابوداؤد بسند حسن مولی عزوجل فرماتا ہے۔ فان العزة لله جميعاً عزت ساری الله هی کے لئے هے اور خود فرماتا ہے لله العزة وللرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لايعلمون عزت الله اور اس کے رسول اور مسلمانوں هی کے لئے هے مگر منافقوں کو خبر نهیں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی عزت اگر عزت الٰہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہوجاتے ایک حصہ اللہ کا ایک رسول کا ایک مؤمنین کا حالانکہ رب عزوجل فرما چکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے تو قطعاً انکی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے اور انکی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم سے ہے اللہ اور

اس کے رسول میں تفرقہ کرنیوالوں کو قرآن عظیم کافر فرماتا ہے ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا۔ **یریدون ان یفر قوا بین اللہ ورسلہ** اللہ اور اس کے رسول ﷺ میں جدائی ڈالنا چاھتے ھیں۔ پھر فرمایا۔ **"اولئك هم الكافرون حقاً"** یھی پکے کافر ھیں ۔رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عظمت سے جدا ماننی اللہ اور اس کے رسول میں جدائی ڈالنی ہے۔ **خاصان خدا نه باشند' لیکن زخدا جدانه باشند۔**

لہٰذا ان کی تعظیم مدار ایمان ہے اور ان کی ادنیٰ توہین کفر۔

دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انہیں کوئی علاقہ قرب نہیں ہے۔ بعد ہی ہے ان کے بدتر وذلیل تو کفار مشرکین مثل وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین پھر باقی ضالین نیز صفات رذیلہ مثل کفر وضلال اعمال خبیثہ مثل زنا وشرب خمر' اخلاق رذیلہ مثل تکبیر عجب اماکن نجسہ مثل معابد کفار غرض دینا مافیھا جس کو اللہ عزوجل سے کوئی علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **الدنیا ملعونة وملعون مافیها الا ذکر الله اوما والاہ اوعالِم و متعلم** دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے اور عالم یا طالب علم دین۔

الدنیا ملعونة وملعون مافیها الا ماکان منها للہ عزوجل دنیا ملعون ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے ملعون ہے مگر جو اس میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"ان الذین یحادون اللہ ورسوله اولئك فی الاذلین"** بے شک تمام کافر کتابی ومشرک جھنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں اونٹ کی میگنی سے بدتر کتے سور کے غلیظ سے بدتر مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا جن کو اللہ سے علاقہ نہیں بے شک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں اور اس گمراہ نے چوہڑے چمار' چمار سے ذلیل ناکارے لوگ اور ذرہ ناچیز سے کمتر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کہا اب ان سے پوچھئے کہ یہ کہنا تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانے والا مکار عیار اور اس سے توہین شان رسالت کا ہلکا پن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں اور اگر کہیں کہ ہاں وہ حق ہے اور حضرات انبیاء وسید الانبیاء علیہم السلام معاذ اللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں تو پردہ کھل گیا ہر بچہ ہر بے علم ہر ناخواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت پر ایمان سے اس کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وہ تین باتوں پر فوراً یقین کریگا۔

(۱) یہ جوانبیاء کرام اولیاء عظام وخود حضور اقدس ﷺ سید الانام علیہ السلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتارہے ہیں قطعاً کافر ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے کھلے دشمن۔ اسے صاف روشن ہوجائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی اور نہ کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے جن کے غلامان غلام کے غلاموں کی کفش برادری سے حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہوگئے۔

(۲) اگر انہیں کو ایسا بتاتے تو خود کہاں رہتے اور اپنے آپ اس سے کتنے لاکھ درجے بدتر گندی گھنونی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق مگر حاشااللہ بات وہی ہے ”وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفر“۔ حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر کررہے ہیں۔

(۳) کھل جائیگا کہ اسماعیل دہلوی کے نجس اقوال اس لیے ہی نجس و ناپاک ہیں کہ ان کے بنانے کے لئے انبیاء اولیاء وخدا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دشنا میں دینے کی حاجت ہوتی ہے پھر وہ گالیاں اللہ اور رسول ﷺ پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں۔ وہ پاک ومنزہ ہیں انہیں اسماعیل پرستوں کے کفر خبیث پر رجسٹری ہوتی ہے کیا ان کے دل میں اللہ واحد قہار کے حبیب کی اتنی قدر ہے۔

امید ہے کہ سرفراز کی طبیعت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ان جوابات کو پڑھ کر سنٹر پر آجائے گی اور سارا بخار اتر جائے گا۔

سرفراز صاحب فرماتے ہیں ہم ان اولیاء کو مسلمان سمجھیں یا کافر؟ حالانکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے پہلے وضاحت پیش کی جاچکی ہے کہ ان اولیاء کا دامن توہین شان رسالت سے پاک ہے لہٰذا سرفراز صاحب کا کلام لغو اور باطل ہے سرفراز صاحب سے پوچھنا چاہیے کہ آپ کے نزدیک جو یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء اولیاء حاضر ناظر ہیں وہ کافر ہے تو ان اولیاء کرام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے مثلاً حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد جو ”نفحات الانس“ میں ہے کہ

”زمین در نظر ایشان همچو روئے ناخنے است هیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست“

ترجمہ: زمین اس جماعت کی نظر میں ناخن کی طرح ہے کوئی چیز ان کی نگاہ سے غائب نہیں

(خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) عارفوں کے لئے ایک مرتبہ ہے جب وہ اس مرتبہ تک پہنچتے ہیں تمام جہان کو اور جو کچھ اس کے اندر ہے اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پہلے گزر چکا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ جس طرح اللہ کو حاضر ناظر سمجھتا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کو بھی حاضر ناظر سمجھتا ہے اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کو بھی حاضر ناظر سمجھے تو کیا یہ چاروں سلسلوں کے بانی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں جبکہ ''تبرید النواظر'' اور ''تفریح الخواطر'' میں آپ اس عقیدے کو کفر لکھ چکے ہیں اور اسماعیل کا بھی یہی فتوی ہے جب آپ کے نزدیک سلاسل اربعہ کے تمام اولیاء نعوذ باللہ کافر ہیں تو آپ کو اولیاء کرام کا نام لینے کا کیا حق حاصل ہے۔

سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ ان کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی بھی ان الفاظ کو گستاخانہ قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو امداد الفتاوی جلد 5 صفحہ نمبر 348 پہلے سوال پھر تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: وہابی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا ہے کل مؤمن اخوۃ یعنی آپس میں سب مؤمن مسلمان بھائی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہیں جیسے چمار چوہڑے تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ بھائی کہنا درست ہے یا نہیں؟ اور چمار چوہڑے کے بارے میں بھی لکھنا ضرور بالضرور لکھنا تاکید کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہاں نفاق پڑا ہے وہابی کہتے ہیں کہنا درست ہے اور حضرت ﷺ کو بڑا بھائی کہتے ہیں اور سب جماعتیں کہتی ہیں کہ کہنا درست نہیں لہٰذا برائے مہربانی اس خط کا جواب بہت جلد لکھئے۔ اب تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

''تقویۃ الایمان'' میں جو سخت الفاظ واقع ہو گئے تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا جس طرح قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کو الہ ماننے والوں کے مقابلہ میں۔ قل فمن یملك من الله شیاء ان ارادان یهلك المسیح ابن مریم و امه۔ **ترجمہ**: ''فرما دو پھر کس کا بس چل سکتا ہے اللہ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ھلاک کرے مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو'' لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلاضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بیشک بے ادبی اور گستاخی ہے۔

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اب ان الفاظ کا استعمال کرنا گستاخی ہے اگر اب گستاخی ہے تو جس وقت یہ الفاظ بولے گئے اس وقت بھی گستاخی تھی کیونکہ گستاخی کا تعلق الفاظ کی شدت کے ساتھ ہے وہ اس وقت بھی تھی آج بھی ہے تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننے والوں کے رد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ چاہے تو ہلاک کرے عیسیٰ علیہ السلام کو اور حضرت مریم کو۔ لیکن تھانوی صاحب نے اس پر غور نہیں کیا کہ یہی لفظ حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں بھی موجود ہیں۔ حتیٰ اذاھلك قلتم لن یبعث الله من بعده رسولاً (پارہ 24) یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں لفظ ہلاک سخت نہیں ہے اور ان کو کسی نے خدا نہیں مانا تھا لہٰذا اردو

محاورات کو عربی پر قیاس کرنا غلط ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں سے جیسے چاہے خطاب کرے لیکن اُمتی کہلوانے والے کو قطعاً یہ حق نہیں کہ وہ بھی اپنے آپ کو خدائی سطح پر سمجھتے ہوئے وہی الفاظ استعمال کرے یا مقبولان بارگاہ کی جناب میں درشتی سے کام لے۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین (پارہ۱) **ترجمہ**: محمود الحسن اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم۔

تو کیا اس دلیل سے دوسروں کے لئے بھی آدم وحواء علیہما السلام کو ظالم کہنا جائز ہوگا۔ حالانکہ ان کو ایسا کہنا کفر ہے۔ کما صرح بہ العلماء۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں جو سخت الفاظ استعمال ہو گئے ہیں وہ اس زمانے کی جہالت کا علاج تھا حالانکہ جس چیز کو تھانوی صاحب جہالت سمجھتے ہیں وہ آج بھی موجود ہے مثلاً انبیاء اولیاء کو مشکل کشا حاجت روا سمجھنا ان کے لئے علم غیب ماننا ان کے لئے تصرفات تسلیم کرنا۔ بے شمار لوگ دنیا میں ہیں جو ان عقائد کے حامل ہیں سرفراز بھی مانتا ہے کہ بریلوی علماء لوگوں کو شرک کے جام بھر بھر کر پلاتے ہیں۔ تو پھر آج کل ان الفاظ کا بولنا گستاخی اور بے ادبی کیوں ہے جبکہ سخت الفاظ استعمال کرنے کی جو علت بقول تھانوی صاحب پہلے تھی وہ آج بھی موجود ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ تھانوی کی محض لیپا پوتی ہے تھانوی کا کہنا کہ ان الفاظ کا مطلب سمجھ میں آسکتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ عبارت گستاخی کی موہم ہے کیونکہ سمجھنے سمجھانے کی ضرورت وہیں پیش آتی ہے جہاں الفاظ کسی غلط معنیٰ کو مبہم ہوں اور جس سائل نے تھانوی صاحب سے سوال کیا اس نے بھی ''تقویۃ الایمان'' کے الفاظ کو گستاخی سمجھا تبھی سوال کیا تو سائل کے سوال اور تھانوی کے جواب سے ثابت ہو گیا کہ ''تقویۃ الایمان'' کے الفاظ موہم تحقیر ہیں رشید احمد گنگوہی لطائف رشیدیہ میں، حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم ﷺ ہوں ان سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگر چہ نیت تحقیر کی نہ بھی ہو اور یہ حوالہ کئی بار پیش ہو چکا ہے اور گنگوہی کا یہ ارشاد بھی کئی بار نقل ہو چکا ہے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اسماعیل کے یہ الفاظ کفریہ ہیں اور وہ بیدین اور کافر ہے۔

ممکن ہے سرفراز صاحب یا اس کے ہم مسلک علماء فرمائیں کہ انبیاء اولیاء اس سے مستثنیٰ ہیں تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں کہتے ہیں کہ مولوی اسماعیل کی عبارت میں حضور علیہ السلام تک تمام لوگ داخل ہیں چنانچہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں فخر عالم باوجود یہ کہ تمام مخلوق سے برتر ومعزز و بے نہایت عزیز ہیں کوئی

مثل ان کا ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اس کی سب مخلوقات اگر چہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی کمہار لوٹا مٹی کا بناوے اگر خوبصورت اور پسندیدہ ہو اس کو احتیاط سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار کے ساتھ نہیں حق تعالیٰ کی ذات پاک خالق محض قدرت سے ہے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے۔(فتاوی رشید صفحہ نمبر 43)

اوراق غم کی عبارت سے مغالطہ دھی کا جواب:۔

بعض دیوبندی علماء اس عبارت کے جواب میں بطور معارضہ اوراق غم کی عبارت پیش کرتے ہیں کہ مولانا ابوالحسنات قادری نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام شکار تیر مذلت ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کاتب کی غلطی سے بجائے مزلت کے مذلت لکھا گیا کیونکہ کاتب اکثر و بیشتر پڑھے لکھے نہیں ہوتے کچھ لکھ جاتے ہیں نئے ایڈیشنوں میں تصحیح کر لی گئی ہے وہ عبارت قرآن مجید کی آیت "فـاز لهما الشيطن" سے اقتباس ہے لہٰذا اس عبارت کو "تقویۃ الایمان" کی عبارت کی صفائی میں پیش کرنا لغو و باطل ہے۔

مولوی سرفراز کی "تقویۃ الایمان" کی عبارات کے ذریعے صفائی پیش کرنیکی ناکام کوشش

سرفراز صاحب نے تقویۃ الایمان کی کچھ عبارات یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ اسماعیل دہلوی انبیاء کرام علیہم السلام کا بالعموم اور حضور علیہ السلام کا بالخصوص بڑا معتقد ہے تو اس بارے میں گزارش ہے کہ وہ عبارات خود بے ادبی پر مبنی ہیں ان کو گستاخانہ عبارات کی صفائی میں پیش کرنا سرفراز صاحب جیسے مجذوب آدمی کا ہی کام ہے۔سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ اگر بالفرض اسماعیل کے کچھ مدحیہ کلمات ہوں بھی سہی تب بھی جب تک ان کفریہ الفاظ سے توبہ ثابت نہ ہو وہ مدحیہ کلمات ان گستاخانہ کلمات کی فرد جرم کو نہیں مٹا سکتے۔

سرفراز صاحب کے مسلک کے عظیم عالم اور ابن حجر ثانی انور شاہ کشمیری کے ملفوظات میں ہے جب ایک جگہ کلمات توہین رسالت ثابت ہو گئے تو دوسری ہزار جگہ بھی کلمات مدحیہ لکھے ہوں اور ثناء خوانی کی ہو تو وہ کفر سے نجات نہیں دلا سکتے۔(ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ۵۵)

اسی مضمون کی عبارت "اشد العذاب" میں بھی موجود ہے سرفراز صاحب نے اسماعیل کی ایک عبارت پیش کی

ہے کہ انبیاء کواللہ تعالیٰ نے جوسب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سوان کی یہی بڑائی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں اس عبارت سے سرفراز صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسماعیل بزرگوں کا بڑا معتقد ہے۔ حالانکہ یہ عبارت بھی انبیاء کی تنقیص پر مشتمل ہے کیونکہ اس نے بڑائی کا حصر اس میں کر دیا ہے کہ وہ برے بھلے کاموں سے واقف ہوتے ہیں برے بھلے کاموں سے تو علماء بھی واقف ہوتے ہیں تو اس عبارت سے انبیاء کی کونسی برتری ثابت ہوئی اصل میں یہ لوگ گستاخیاں کر کے اتنے بے حیا اور بے باک ہو چکے ہیں کہ ان کا احساس توہین بھی ختم ہو چکا ہے۔ اور جو عبارت گستاخی پر مشتمل ہے اس کو کمال ڈھٹائی اور بے ادبی و بے حیائی کیوجہ سے مدحیہ عبارت ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ سرفراز نے اسماعیل کی ایک اور عبارت پیش کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ تمام انبیاء اولیاء کے سردار پیغمبر خدا ﷺ تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے اس عبارت سے بھی حضرت مدظلہ کا مقصد یہ ہے کہ اسماعیل بڑا باادب آدمی ہے لیکن سرفراز صاحب نے یہ نہیں بتلایا۔

اسماعیل کا حضور علیہ السلام کو گاؤں کے چوہدری کے برابر قرار دینا

اسماعیل کن معنوں میں حضور علیہ السلام کو سردار مانتا ہے اسی ''تقویۃ الایمان'' میں کہتا ہے جس طرح ہر قوم کا چودھری اور ہر گاؤں کا زمیندار سوان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (صفحہ نمبر ۶۱)

سرفراز صاحب بتلائیں کیا گاؤں کے چوہدری کی آواز پر آواز بلند ہونے سے تمام اعمال تباہ ہو جاتے ہیں یا گاؤں کے چوہدری کی اطاعت گاؤں والوں پر فرض ہوتی ہے اور کیا گاؤں کے چوہدری کی وفات کے بعد اس کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہوتا ہے یا گاؤں کے چوہدری کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم دیا ہے۔ جبکہ انبیاء کرام کے بارے میں فرمایا کہ ان کی راہ پر چلنے کی اللہ سے تمنا کرو۔ کما قال تعالیٰ صراط الذین انعمت علیھم انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین۔ جن لوگوں کو اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا اور بالخصوص حضور علیہ السلام جن کے بارے میں تمام نبیوں سے عہد لیا گیا کہ جب میں تم کو کتاب وحکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ رسول گرامی ﷺ تشریف لائیں تو تمہیں ان کی اتباع کرنی ہوگی اور ان کی مدد کرنی ہوگی اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے ''لااقسم بھذا البلد و انت حل بھذالبلد'' میں قسم اس شہر کی کھاتا ہوں جس میں آپ موجود

ہوں اور جن کی طرف ہجرت کرنے کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف ہجرت قرار دے۔ ”من یخرج من بیتہ مھا جرا الی اللہ و رسولہ“ **ترجمہ**: جو اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، اور جن کی سکونت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پورے مدینہ کو ارض اللہ فرمائے ”الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھا جروا فیھا“ **ترجمہ**: کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے، اور جن کے بارے میں خدا فرمائے۔ ”تعزروہ وتؤقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلاً“ (پارہ نمبر ۲۶) کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر کرو اور جن کے بارے میں خدا فرمائے۔ ”وقیلہ یارب لعمرك انھم لفی سکرتھم یعمھون“ اللہ تعالیٰ ان کے بولنے کی قسم اٹھائے، اور فرمائے۔ ”ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ“ اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو میرے حبیب کی پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا حبیب بنائے گا، اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے کہ میرے نبی ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں اور فرمایا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے آگے لگ کر نہ چلو کیا اللہ تعالیٰ گلیوں میں چلتا پھرتا ہے پتہ چلا کہ اس کے حبیب کے آگے لگ کر چلنا درحقیقت اللہ کے آگے لگ کر چلنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”استجیبو اللہ ورسولہ اذا دعاکم“ جب حضور علیہ السلام تمہیں بلائیں اگرچہ تم نماز میں ہی کیوں نہ ہو فوراً ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ تمہاری یہ حاضری صرف حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری نہیں ہوگی بلکہ اللہ کی بارگاہ میں بھی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اس کے نبی کو ایذا دیتے ہیں وہ ملعون ہیں اور دوسری جگہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ہیں اور جو ان کی عزت کرتے ہیں فلاح پاتے ہیں۔

سرفراز صاحب بتلائیں کیونکہ آپ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ کسی کتاب میں گاؤں کے چوہدری اور زمیندار کے ایسے مراتب بیان کیے گئے ہیں۔ پھر گاؤں کے چوہدری اور زمیندار اکثر فاسق اور متکبر ہوتے ہیں ان کی تعظیم کرنا تو دین کے انہدام پر مدد کرنا ہے۔ ”کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام“ (مشکوٰۃ) جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین کے منہدم کرنے پر تعاون کیا۔ سرفراز صاحب بتلائیں کہ کیا نبی ﷺ کے بلند منصب کو گاؤں کے چوہدری کی سطح پر لے آنا توہین نہیں تمہاری اتنی مت ماری گئی کہ آیات واحادیث کے دفتر تمہارے سامنے ہیں اور بزعم خویش مولوی ہو پھر بھی تمہیں اس میں کوئی سقم نظر نہیں آتا اور تشبیہ کا قاعدہ یہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہوتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ تمہارے نزدیک انبیاء کی نسبت چودھری کی سرداری کا زیادہ مرتبہ ہے۔ شرم کرو ڈوب مرو۔ جن کا نام لینے کی وجہ سے تمہاری عزت ہے اس کا یہی حق تھا جو تم نے ادا کیا۔

اور تم پہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

اسماعیل کا نبی کریم علیہ السلام کو بے حواس کھنا:۔

سرفراز صاحب نے اسماعیل کو عاشق رسول ثابت کرنے کے لئے ایک عبارت یہ پیش کی ہے کہ اسماعیل نے کہا سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے یہ عبارت بھی بے ادبی اور گستاخی پر مشتمل ہے اور محدث اعظم پاکستان کی عقل اتنی ماؤف ہو چکی ہے اور اس کی غیرت اور علمیت کا جنازہ نکل چکا ہے کہ وہ توہین آمیز عبارات کو تعریفی قرار دے کر اپنے دجل اور تلبیس کی وجہ سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے حالانکہ اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے لیے بے حواس کا لفظ بولا گیا ہے اور یہ سخت بے ادبی ہے حالانکہ جب حضور علیہ السلام ایک گنوار کے منہ سے بات سن کر نعوذ باللہ بے حواس ہو جائیں تو پھر جبرائیل امین علیہ السلام کی وحی کو کیسے یاد رکھیں گے پھر تو قرآن پر بھی اعتماد نہ ہوا۔ نیز جب حضور علیہ السلام نے خدا کا جلوہ دیکھا اور بے حواس نہیں ہوئے تو ایک اعرابی کی بات سن کر آپ بے حواس کیسے ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مازاغ البصر وما طغٰی بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

سرفراز صاحب کے مسلک کے ناقوس اعظم انورشاہ کشمیری ''فیض الباری'' میں فرماتے ہیں۔ أنــــــه رآه کمایری الحبیب إلی الحبیب و العبدإلی مولاہ لاھو یملك ان یکف عنه نظرہ ولا ھو یستطیع ان یشخص الیه بصرہ وھوقوله تعالی مازاغ البصروماطغی (''فیض الباری'' جلداول صفحہ نمبر ۱۷)۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے باری تعالی کو ایسے دیکھا جیسے محبّ محبوب کی طرف دیکھتا ہے اور غلام آقا کیطرف دیکھتا ہے نہ وہ اس پر قادر تھے کہ اپنی آنکھوں کو دیکھنے سے باز رکھیں اور نہ اس پر قادر تھے کہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھیں جیسے اللہ نے فرمایا مازاغ البصروماطغٰی۔

سرفراز صاحب نے ''تقویۃ الایمان'' کی صرف چار عبارات کا جواب دینے کی سعی نامشکور فرمائی جس کے تاروپور میں نے فضائے محیط میں بکھیر دیے۔ باقی عبارات کے بارے میں فرمایا کہ ان میں کوئی قباحت نہیں خواہ مخواہ بریلوی کھینچ تان کر اس سے توہین ثابت کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ بقول آپکے توہین تو کسی عبارت میں نہیں اور سنی لوگ کھینچا تانی سے کام لیتے ہیں تو پھر چار عبارات کی صفائی میں اوراق سیاہ کرنے اور مغز ماری کرنے کی کیا ضرورت تھی

اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جہاں حضرت کچھ تاویلات فاسدہ کر سکتے تھے وہاں کرتے رہے اور جہاں بولنے کی گنجائش نہ تھی وہاں لفظوں کی شعبدہ بازی سے راہ فرار اختیار کر لی۔

اسماعیل کا انبیاء کے لئے خبر غیب ماننے سے انکار:۔

اسماعیل دہلوی ''تقویۃ الایمان'' صفحہ نمبر ۴۰ پر کہتا ہے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر۔

سرفراز گھکڑوی اپنی کتاب ''ازالۃ الریب'' میں کہتا ہے۔اس مقام پر یہ بتلانا ہے کہ علم غیب عالم الغیب عالم ماکان ومایکون اور علیم بذات الصدور کا مفہوم الگ اور جدا ہے اور اخبار غیب اور انباء غیب پر مطلع ہونا جدا مفہوم ہے۔دوسری بات کا سرکار علیہ السلام کے لیے منکر ملحد اور زندیق ہے اور پہلی بات کا مثبت مشرک اور کافر ہے (''ازالۃ الریب'' صفحہ نمبر ۳۸) اس عبارت میں حضرت نے فرمایا کہ جو انبیاء کرام علیہ السلام سے خبر غیب کی نفی کرے وہ ملحد اور زندیق ہے اور اسماعیل نے کہا کہ رسول کو کیا خبر تو سرفراز صاحب کے فتوی کی رو سے اسماعیل ملحد اور زندیق ہے اب کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ جو آدمی تیرے فتوی کی رو سے زندیق ہے تو اس کی وکالت کیوں کرتا ہے اور اسکی وجہ سے سنیوں کو گالیاں کیوں دیتا ہے۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا شریف میں نبوت کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب نبوت غیب پر اطلاع کا نام ہے۔زرقانی علی المواھب میں یہی عبارت موجود ہے علامہ شیخ قاسم قطلو بغا اپنی کتاب ''شرح مسائرہ'' میں نبی کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔لفظ نبی فعیل بمعنی مفعول ہے کیونکہ اللہ نے آپ کو وحی سے اسرار غیبیہ کی خبریں دیں ہیں (صفحہ نمبر ۲۱۷)

المنجد جس کا دس دیوبندیوں نے ترجمہ کیا ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ نبوت کا معنی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر غیب کی بات بتانا جسکو لفظ نبی کا مفہوم بھی نہیں آتا وہ نبی کے مقام کو کیا سمجھے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ذالك من انباء الغیب نوحیه الیك یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپکی طرف وحی کر رہے ہیں (سورۃ یوسف پارہ نمبر ۱۳) دوسری جگہ فرمایا تلك من انباء الغیب نوحیه الیك یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں (سورۃ ھود پارہ نمبر ۱۲)

عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔انبئکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم

''**ترجمہ محمود الحسن** ۔میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اتینا عیسی ابن مریم البینت ہم نے عیسی علیہ السلام کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں مفسرین کرام مثلاً بیضاوی، جلالین، قرطبی، روح المعانی، وغیرہ لکھتے ہیں کالاخبار جلد باالمغیبات ہوا کہ اسماعیل کا یہ کہنا سراسر بے ادبی اور گستاخی ہے اور سرفراز کے نزدیک بھی الحاد اور زندیقی ہے۔

اسماعیل کا انبیاء اولیا کو نادان قرار دینا:۔

اسماعیل علم غیب کی بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آنے والے واقعات کے بارے میں خبر دینے سے چھوٹے بڑے سب نادان اور جاہل ہیں (''تقویۃ الایمان'' صفحہ نمبر ۲۱) بڑے چھوٹے کی وضاحت کرتے ہوئے اسماعیل خود کہتا ہے یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے دوسری عبارت میں یوں کہتا ہے اولیاء انبیاء امام زادے پیر وشہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے (''تقویۃ الایمان'' صفحہ نمبر ۴۲)

ان عبارات سے پتہ چلا کہ وہ انبیاء اولیاء کو بڑا قرار دیتا ہے تو اب اس کی صفحہ نمبر ۱۷ والی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ انبیاء نادان اور بے خبر ہیں کیا انبیاء کو نادان کہنا ان کی گستاخی نہیں کیا اگر کوئی سرفراز صاحب کو نادان کہے تو وہ برا نہیں مانیں گے؟ مستقبل کے واقعات کی آپ ﷺ نے اتنی خبریں دیں کہ وہ شمار سے باہر ہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں۔والاحادیث فی ھذالباب بحر لایدرك قعرہ ولاینزف غمرہ کہ اس بارے میں احادیث سمندر کی طرح ہیں نہ انکی گہرائی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور نہ انکی کثرت بیان ہو سکتی ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

بخاری شریف میں حدیث ہے حضرت عمر راوی ہیں وہ فرماتے ہیں۔قام فینا رسول اللہ ﷺ فاخبر نا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم واھل النار منازلھم

ترجمہ۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے اندر کھڑے ہوئے مخلوق کی ابتداء سے لیکر انتہا تک جنتیوں کے جنت جانے تک اور جہنمیوں کے جہنم رسید ہونے تک سب کچھ بیان کر دیا۔

بخاری شریف میں حدیث ہے حضرت حذیفہ فرماتے ہیں۔قام فینا رسول اللہ ﷺ ماترك شیاء یکون فی مقامہ ذلك إلی الساعة إلانبأتکم بہ یہ حدیث بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی وغیرہ میں کئی جگہ موجود ہے سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ آج سے لے کر قیامت تک جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں تمہیں بتاؤں گا۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک

خطبہ دیا جو ہو چکا تھا وہ بھی آپ نے بیان کر دیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ بھی بیان کر دیا۔

نــوٹ:۔ نماز کے اوقات خارج میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے جو کچھ ہو چکا تھا وہ بھی بتا دیا اور جو کچھ ہونیوالا تھا وہ بھی بتا دیا جو آدمی حضور علیہ السلام کے علم غیب شریف کا مفصل بیان دیکھنا چاہتا ہو وہ خالص الاعتقاد انباء المصطفےٰ ﷺ جاء الحق، مقام رسول ﷺ، الدولة المکیة، کوثر الخیرات، الکلمة العلیا" کا مطالعہ کرے۔ میرا چونکہ فی الحال یہ موضوع نہیں اس لئے اختصار سے کام لیا ہے علامہ سعیدی زید مجدہ کی کتاب "مقام ولایت ونبوت" بھی اس موضوع پر لاجواب ہے بحرحال ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ اسماعیل کا یہ کہنا کہ سب بڑے اور چھوٹے مستقبل کے واقعات سے نادان اور بے خبر ہیں سراسر بے دینی ہے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں جسارت اور بے باکی ہے ممکن ہے سرفراز یا اس کی ذریت میں سے کوئی کہے کہ اسماعیل نے کوئی انبیاء اولیاء کا نام لیکر کہا ہے کہ وہ نادان ہیں اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اس کی عبارات وضاحت کر رہی ہیں کہ وہ بڑوں سے مراد انبیاء لیتا ہے خود سرفراز صاحب نے اسکی ایک عبارت نقل کی ہے جس سے یہ تاثر دینا چاہا کہ وہ انبیاء کا بڑا معتقد ہے وہ عبارت یہ ہے کہ انبیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے تو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ وہ اچھے برے کاموں سے واقف ہیں تو ثابت ہوا کہ اسماعیل نادان انبیاء کرام کو کہہ رہا ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد علم غیب کی تمام مخلوق سے نفی کرنا ہے اسی لئے تو وہ حصر کر رہا ہے کہ انبیاء صرف دینی امور کا علم رکھتے ہیں اور اسی کی رہنمائی کرتے ہیں اس کا اصل مقصد بھی انبیاء کرام کے بارے میں علم غیب وغیرہ کی نفی کرنا ہے لہٰذا انہی کو وہ نادان اور بے خبر کہہ رہا ہے نعوذ باللہ من هذا الخرافات۔

اسماعیل کا حضور علیہ السلام کا نام اقدس بے ادبی سے لینا

اسماعیل دہلوی اسی کتاب میں کہتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں (صفحہ نمبر ۲۸) یہاں کس قدر بدتمیزی کے ساتھ حضور علیہ السلام کا نام لیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لینے میں کس قدر بدتمیزی سے کام لیا ہے۔ مثلاً سرفراز صاحب کا کوئی شاگرد یا بیٹا ان کے بارے میں کہے کہ جس کا نام سرفراز ہے اس کا علم کچھ نہیں تو کیا سرفراز صاحب اس انداز گفتگو کو پسند کریں گے نیز اسماعیل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ محمد ﷺ کون ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں تو یہ کتنی بے حیائی ہے کہ آدمی جس ہستی کا کلمہ پڑھے اس کے بارے میں یہ انداز اختیار کرے نیز وہابی تو اپنے گھر کے مختار ہوں دوکانوں اور زمینوں کے مختار ہوں لیکن نبی پاک

علیہ السلام کسی چیز کے مختار نہ ہوں۔"العیاز باللہ تعالیٰ"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"مانقموا الا ان اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ"ان کو یہی بات بری لگی کہ ان کو اللہ نے غنی کیا اور اس کے رسول نے غنی کیا اپنے فضل سے (سورۃ توبہ پارہ نمبر ۱۰)

نیز فرمایا۔ انا اعطینک الکوثر ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمایا۔حضرت ابن عباس اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ھو الخیر الکثیر کلہ تمام خیرات اور بھلائیاں ہم نے آپ کو عطا کر دیں۔شبیر احمد عثمانی اپنے "حاشیہ قرآن" میں کہتا ہے کہ اس آیت کے عموم میں ہر قسم کی دینی دنیاوی حسی معنوی نعمتیں داخل ہیں دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل متاع الدنیا قلیل"تم فرمادو کہ دنیا کا سامان تھوڑا ہے حالانکہ دنیا کا سامان ہماری گنتی اور شمار سے باہر ہے۔کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ "ان تعدو انعمت اللہ لاتحصوھا" اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ہرگز ہرگز ان کو شمار نہیں کر سکتے اس کے باوجود فرمایا کہ یہ سب کچھ قلیل ہے تو جب رب تعالیٰ کا قلیل اتنا ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ کوثر فرمائے اس کی وسعت کتنی ہوگی جو حضرات لفظ کوثر کی تفصیل چاہتے ہیں ان کو "کوثر الخیرات لسید السادات" کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

بخاری شریف میں حدیث ہے۔واعلموان الارض للہ ولرسولہ جان لو کہ زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے مسلم شریف میں حدیث ہے ہم بطور اختصار ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

حضرت ربیعہ کا سرکار کے بارے میں عقیدہ:

حضرت ربیعہ ابن کعب اسلمی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں حضور علیہ السلام کے لئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ ﷺ کو ضرورت ہوا کرتی تھی لایا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے ربیعہ مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو میں تجھے عطا کروں گا انہوں نے کہا حضرت میں آپ ﷺ سے یہی مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو حضرت ربیعہ نے کہا بس حضرت یہی مانگتا ہوں آپ نے فرمایا کہ پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں یعنی حضور ﷺ نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور علیہ السلام کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ کے خزانوں میں سے کچھ چاہیں عطا فرمائیں ("مرقاۃ" جلد اول صفحہ نمبر ۵۵۵)

یہی عبارت شبیر احمد عثمانی نے فتح الملھم شرح مسلم میں اسی حدیث کے ماتحت لکھی ہے جلد نمبر ۲۔یہی مضمون

"اشعۃ اللمعات" میں بھی لکھا ہے۔ مولوی سرفراز نے لکھا ہے کہ وہ غیر معصوم لوگ ہیں۔ یہ ان کی لغزشیں ہیں میں پوچھتا ہوں کہ شبیر احمد عثمانی صاحب تو آپ کے بزرگ ہیں اس نے بھی یہی بات لکھی تھی کیا اس کی بھی لغزش ہے آپ تو اپنے اکابرین کو معصوم سمجھتے ہیں تو اس سے لغزش کیسے ہوگئی اگر اس سے لغزش ہوگئی ہے تو اسماعیل سے نہیں ہوسکتی جس کی وجہ سے تم صدہا کفریات کے ٹھیکیدار بنتے ہو۔ حضرت مولانا منظور احمد فیضی زید مجدہ نے فرمایا اور کیا خوب فرمایا حدیث صحیح کے ان الفاظ "سلنی فاعطیك اسئلك مرافقتك فی الجنة او غیر ذلك" سے عالم سنیت میں ایمان افروز بہار آتی ہیں لیکن بیچاری وہابیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرتا دیکھ کر پگھلنے لگ جاتی ہے محبوس بلی کی طرح اچھلتی ہے کودتی ہے کبھی شاخیں نکالتی ہے کبھی پنجے مارتی ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ کی سلاخیں اور مزید براں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محقق کی تشریحانہ الفاظ کی میخیں اس بیچاری کو نکلنے نہیں دیتی۔ کبھی کہتی ہے کہ صحیح مسلم اور نسائی شریف کے الفاظ کو میرا سلام، میں تو بدایہ نہایہ کی طرف جاتی ہوں۔ کبھی کہتی ہے کہ شیخ محقق اور ملا علی قاری غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشیں کا نام ایمان نہیں، یہ علماء کی غلطیاں ہیں اور لغزشیں ہیں، اری مظلومہ جب تیری بات آئمہ محدثین اور الفاظ حدیث کے خلاف ہے اس کوردی کے ٹوکرے میں ڈال کر آگ لگادے۔ (مقام رسول صفحہ نمبر ۳۰۹)

اسماعیل کے کلام میں تضاد:

یہی اسماعیل صراط مستقیم میں کہتا ہے حضرت علی کی وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسی باقی خدمات آپ ﷺ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں (صفحہ نمبر ۱۰۴)

دوسری جگہ لکھتا ہے اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناسب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شھادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔ مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری حکومت ہے۔ (صفحہ نمبر ۱۰۳)

محمود الحسن کا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام کائنات کا مالک قرار دینا

اسی طرح کی کئی عبارات صراط مستقیم اور منصب امامت میں موجود ہیں دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن ادلہ کاملہ صفحہ نمبر ۱۵۲ پر فرماتے ہیں آپ ﷺ اصل میں بعد از خدا مالک عالم ہیں چاہے نباتات ہو یا جمادات یا حیوانات بنی

آدم ہو یا غیر بنی آدم آپ اصل میں مالک ہیں یہ عبارت بھی دیوبندی اکابرین کی ہیں لیکن مولوی سرفراز اور اس کے ہمنوا نہ اسماعیل کی دوسری عبارات کو مانیں گے بلکہ ان کے مطابق عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک قرار دیں گے نہ اپنے شیخ الہند کی بات مانیں گے حالانکہ علم کے لحاظ سے وہ اسماعیل سے ہزاروں گنا زائد ہے اور شبیر احمد عثمانی حسین احمد مدنی کفایت اللہ اشرف علی تھانوی اور انور شاہ کشمیری جیسے جغادری مولوی اس کے شاگرد ہیں۔اور اسماعیل تو بقول اپنے چچا شاہ عبدالقادر صاحب کے ایک حدیث کا معنی بھی نہیں سمجھا اس کی اس عبارت کو حرز جان بنائے ہوئے ہے۔یہی وہابیوں کا طریقہ ہے اپنے اکابر کی متنازعہ عبارات کو اسلامی ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن ان سے جو اچھی باتیں صادر ہوگئی ہیں ان کے مطابق عقیدہ رکھنے کو شرک اور کفر قرار دیتے ہیں لیکن ان عبارات کی وجہ سے ان کو مشرک نہیں کہیں گے لیکن وہی بات سنی کہیں گے تو فوراً مشرک کہیں گے۔

نوٹ: جو حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے کا ثبوت مفصل طور پر چاہتے ہوں وہ علامہ فیضی کی کتاب مقام رسول ﷺ حضرت علامہ سعیدی صاحب کی کتاب ’’مقام ولایت و نبوت‘‘ کا ، جاء الحق ، سلطنت المصطفیٰ ، مجدد بریلوی الامن والعلی کا مطالعہ کریں۔اس وقت چونکہ میرا یہ مستقل موضوع نہیں ورنہ اس بارے میں سینکڑوں حوالہ جات بحمدہ تعالیٰ پیش کیے جاسکتے ہیں۔علامہ ارشد القادری کی کتاب ’’زلزلہ‘‘ بھی اس موضوع پر لاجواب ہے انہوں نے ثابت کیا کہ دیوبندی اپنے اکابر کے لئے وہ تمام تصرفات مانتے ہیں جو انبیاء اولیاء کے لئے شرک کہتے ہیں۔اشرف علی تھانوی کی کتاب ’’جمال الاولیاء‘‘ بھی اس موضوع پر اچھی ہے ’’التکشف‘‘ اور ’’افاضات انفاس العارفین حجۃ اللہ البالغۃ ، فیوض الحرمین‘‘ وغیرہ میں بھی اس موضوع پر اچھا خاصا مواد موجود ہے۔ من شاء فلیطالع ثم فاعتبر وایاولی الابصار

اسماعیل صاحب ’’تقویۃ الایمان‘‘ میں فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (صفحہ نمبر ۴۰) یہ اسماعیل کی دریدہ ذہنی ہے اور اس کا یہ قول صریح قرآن کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلنو لینك قبلة ترضها ہم آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیریں گے جس پر آپ راضی ہوں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد بخاری و مسلم میں موجود ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ ماأری ربك الا یسارع فی هواك **ترجمہ**: میں سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔یہ صرف موقوف حدیث نہیں بلکہ مرفوع ہے کیونکہ مرفوع حدیث کی تین قسمیں ہیں قولی ، فعلی اور تقریری۔

حضور پاک ﷺ کے سامنے جب یہ بات کی گئی تو آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا تو حدیث تقریری ہوگئی تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے بارے یہی عقیدہ ہے کہ میری خواہش کو اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

لو شئت لسارت معی جبال الزھب اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے (مشکوٰۃ)

شرح السنہ ابویعلی تنقیح الرواۃ میں ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ قرآن میں ہے۔

والذی جاء باالصدق و صدق به اولئك هم المتقون لهم مایشاؤن عند ربهم (پارہ نمبر ۲۴ سورۃ زمر)

ترجمہ: جو ہستی سچائی کو لے کر آئی اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں ان کے لئے اپنے رب کے پاس ہے جو کچھ وہ چاہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا۔ **رب هب لی ملکالا ینبغی لاحد من بعدی انك انت الوهاب** **ترجمہ**: میرے خدا مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے علاوہ کسی کو نہ ملے اللہ تعالیٰ نے ان کی عرض کو قبول کیا اور ارشاد فرمایا۔

فسخرناله الریح تجری بامره رخاء حیث اصاب و الشیاطین کل بناءٍ وغراص و آخرین مقرنین فی الاصفاد هزٰا عطاؤ نافامنن او امسك بغیر حساب۔ **ترجمہ**: ہم نے ہوا ان کے تابع کر دی تھی وہ ان کے حکم سے چلتی تھی جہاں وہ چاہتے تھے اور جنات کو بھی ان کے تابع کر دیا، یعنی تعمیر بنانے والوں کو اور موتی وغیرہ کے لئے غوطہ خوروں کو بھی اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے سو خواہ دو یا نہ دو تم سے کچھ دارو گیر نہیں ہے۔ **ترجمہ تھانوی صاحب کا ھے**۔ تفسیر بیان القران جلد آیت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہوا سلیمان کی مشیت کے تابع تھی تو جب انکا یہ اختیار ہے تو ان کے آقا علیہ السلام کا کیا اختیار ہوگا۔ اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ معجزہ نبی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے کیونکہ مفسرین کی تصریح کے مطابق یہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا جیسا کہ بیضاوی کبیر ابوسعود نیشاپوری کشاف روح المانی وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے اس آیت سے سرفراز صاحب کے اس چیلنج کا جواب بھی ہو جائے گا جو انہوں نے راہ ہدایت میں کیا ہے کہ ایک عالم کا حوالہ پیش کیا جائے کہ معجزہ مقدور نبی ہے جب اس کا ثبوت قرآن سے مل گیا تو اب کسی عالم کا قول پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ سرفراز صاحب نے علماء مشائخ کی عبارات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ غیر معصوم لوگوں کے اقوال ہیں اگر سرفراز صاحب نے شرح عقائد پڑھی ہو تو انہیں یہ علم ہوگا کہ باب الکرامات میں

معجزات کے بارے میں علامہ تفتازانی نے فرمایا۔

من قصده اظهار خوارق العادات۔ کہ معجزہ نبی کے ارادے سے صادر ہوتا ھے۔ ویسے تو حضرت فرماتے ہیں کہ میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھا کر بوڑھا ہوگیا ہوں تو یہ عبارت آج تک نظر مبارک سے نہیں گزری۔اسی مضمون کی عبارت شرح مواقف صفحہ نمبر ٦٦٦ پر موجود ہے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ معجزہ کا مقدور نبی ہونا اور بات ہے اور مقدور نبی میں معجزہ کا تحقق اور چیز ہے پتہ نہیں ان دو چیزوں میں کیا فرق ہے ہم سرفراز صاحب سے کہتے ہیں کہ عبارت سے جو بھی چیز ثابت ہوتی ہے۔اسے مان لیں معجزہ کا مقدر نبی ہونا یا مقدور نبی میں معجزہ کا متحقق ہونا جس چیز کو بھی آپ اختیار کریں ہمارا اس پر صاد ہے چشم ماروشن دل ماشاد معجزہ کے مقدور نبی کی عبارات احیاء العلوم جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۹۰،''فتح الباری'' جلد نمبر ۱۲، زرقانی علی المواھب صفحہ نمبر ۴ جلد اول، فتاوی حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۵۵ وغیرہ پر موجود ہیں۔ جو حضرات تفصیل کے طلب گار ہوں وہ علامہ سعیدی صاحب کی کتاب ''مقام ولایت اور نبوت'' مطالعہ فرمائیں علامہ فیضی صاحب نے اس بارے میں ایک کتاب لکھی ہے ''نشان ہدایت'' اس میں اس کا وافر ثبوت ہے باذوق حضرات اس کا مطالعہ کریں چونکہ میرا موضوع نہیں اس لئے ضمناً عرض کر دیا گیا۔

عبدالماجد دریا آبادی اپنی کتاب ''حکیم الامت'' میں تھانوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ نے وہی چاہا جو اس کے مقبول بندے نے چاہا یعنی تھانوی کے بارے میں تو کہا جائے کہ ان کے چاہنے سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عقیدہ یہ ہو کہ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اسماعیل کی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک اور دریدہ دھنی:

اسماعیل نے اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷ پر کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں غیب جانتا تو برائی میں قدم کیوں رکھتا۔اب ظاہر بات ہے کہ اسماعیل اور اس کی پارٹی علم غیب ماننے کو شرک قرار دیتے ہیں تو پھر لازم آیا بقول اسماعیل کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برائی میں قدم رکھا۔نعوذبالله من ذالك یہ کتنی بڑی توہین ہے۔اور کفر خالص ہے اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے مکر سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔اسماعیل ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ نمبر ۵۴ پر کہتا ہے کہ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اللہ کی بڑائی کا تو کوئی کلمہ گو منکر ہی نہیں لیکن اس کی بڑائی بیان کرتے ہوئے یہ انداز اختیار کرنا۔

اسماعیل کا انبیاء اولیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دینا:

کتنی خباثت اور بے ایمانی ہے جن ہستیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”کان عنداللہ وجیھا“ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک وجیہ ہیں، اور فرمایا ”وجیھا فی الدنیا والاخرۃ“ حضرت عیسیٰ دنیا و آخرت میں وجیہ ہیں (پارہ نمبر۳) جن ہستیوں کے قدم لگنے سے پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں بن جائیں ”ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ“ بیشک صفا اور مروۃ پہاڑی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں پر دوڑیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سعی مشروع قرار دی اور دوڑنا فرض قرار دے دیا زائد عبارت نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے ”ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب“ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا متقی ہونے کی دلیل ہے لہٰذا یہ عبارت بھی صریح گستاخی کے ضمن میں آتی ہے اس عبارت میں اسماعیل واضح طور پر کہہ رہا ہے کہ ذرہ ناچیز اتنا کمتر نہیں جتنے انبیاء اولیاء کمتر ہیں لیکن ان عبارات سے بجائے توبہ کرنے کے سرفراز صاحب اہل سنت کو خبیث کہتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں۔ وہابی گستاخ ہیں یہ بھی خوب رہی کہ جنہوں نے گستاخیاں کی ہیں وہ خبیث نہ ہوں اور جو ان کی گستاخیوں سے لوگوں کو آگاہ کریں وہ خبیث ہو جائیں شرم کرو آخرت میں کیا جواب دو گے۔

اسماعیل کا سرکار علیہ السلام کے اوصاف و کمالات بیان کرنے سے منع کرنا

اسماعیل ”تقویۃ الایمان“ میں کہتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف عام بشر جیسی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو (صفحہ نمبر۴۹) غور کیجئے جس حبیب پاک کے بارے میں اللہ فرمائے۔ ”ورفعنا لک ذکرک“ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ شفا شریف اور جلالین وغیرہ میں یہ حدیث قدسی موجود ہے۔ ”اذا ذکرت: ذکرت معِیَ“ جہاں میرا ذکر ہوگا ساتھ ہی تمہارا ذکر بھی ہوگا۔ امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اے محبوب ہم نے آپ کو بلندی ذکر عطا کی اور آپ کے ذکر کو عام کیا۔ دنیا و آخرت میں زمین و آسمان میں عالم علوی و سفلی میں تمام انبیاء رسل کی زبانوں پر تمام امتوں اور آسمانی کتابوں میں تمہارے ذکر کو عام کیا فرشتے تمہاری یاد میں مصروف انسان و جن تمہارے لئے دعا گو شجر و حجر، بحر و بر تمہاری مدح و ثناء میں مشغول تمام جاندار و حیوانات بہائم تمہارے ذکر میں رطب اللسان تمام عالم میں کوئی ایسا مقام نہیں جہاں آپ کی یاد نہ ہو بلکہ لا مکان میں بھی آپ ہی کے تذکرے ہیں امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھالذین امنو اصلوا علیہ وسلمو اتسلیما۔ امام بخاری نے صحیح میں ابوالعایہ سے نقل کیا ہی کہ اللہ کی صلواۃ یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے اپنے نبی کی تعریف کرتا ہے اب اس آیت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی ہمیشہ تعریف کرتا ہے اللہ نے یصلون کا لفظ ذکر فرمایا ہے اور مضارع دوام تجدد کے لئے آتا ہے تو اللہ تو ہر وقت تعریف کرنے کا حکم دے لیکن اسماعیل کہے کہ بشر جیسی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔ کوئی ٹھکانہ ہے اس بے ایمانی کا۔ اللہ نے اپنے حبیب کا نام ہی محمد رکھا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ وہ ہستی جس کی ہر زمانے میں تعریف کیجاتی ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ ''وتعزروہ وتؤقروہ وتسجوہ بکرۃ واصیلاً'' ۔ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ یہ تمام ضمیریں حضور علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں اب مطلب آیت کا یہ ہوا کہ تم میرے نبی کی تعظیم کرو اور توقیر کرو اور صبح شام ان کی تعریف کرو اور ان کی حمد وثناء کرو۔ ابن تیمیہ نے یہ بات ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں بیان کی ہے۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو فرمائے تم صبح شام میرے حبیب کی تعریف کرو اور اسماعیل کہے۔ عام انسان سے بھی کم کرو حضور علیہ السلام کے بارے میں ان کے اسی نظریہ کیوجہ سے امام اہلسنت نے فرمایا:

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے
پھر بھی کہے مرد کہ ہوں امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ادھر تو دیوبندی کہتے ہیں کہ عام بشر سے بھی کم تعریف کرو ادھر اپنے مولویوں کے بارے میں یوں رطب اللسان ہیں اسی سلسلہ میں محمود الحسن کے مرثیہ گنگوہی کے چند اشعار ہم قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کو پتہ چلے کہ دیوبندیوں کے دلوں میں جتنی عزت اپنے اکابر کی ہے اتنی حضور علیہ السلام کی نہیں اس وجہ سے مسلمان دیوبندیوں کے مخالف ہیں۔

شیخ الھنود کا اپنے پیر کی شان میں مبالغہ:

محمود الحسن کے عقیدت کے پھول جو اس نے گنگوہی پر نچھاور کیے ملاحظہ ہوں۔

خدا انکا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی (صفحہ نمبر ۱۲)

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم (صفحہ نمبر ۳۳)

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
کہ عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (صفحہ نمبر ۱۱)

زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی (صفحہ نمبر ۹)

پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق وشوق عرفانی (صفحہ نمبر ۱۳)

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی وجسمانی (صفحہ نمبر ۱۰)

تمہاری تربت انور کو دے کے طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی دیکھی میری بھی نادانی (صفحہ نمبر ۱۷)

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم (صفحہ نمبر ۳۱)

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی (صفحہ نمبر ۶)

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر سب کو چھوڑ کر
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی (صفحہ نمبر ۸)

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی (صفحہ نمبر ۱۶)

چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی (صفحہ نمبر ۱۶)

ضرورت قابلیت کی تو ہے ہر حالت میں لیکن
قریب و بعید یکساں مہر کی ہے نور افشانی (صفحہ نمبر ۱۶)
وہ تھے صدیق و فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی اگر ٹھانی (صفحہ نمبر ۱۶)
وہ سینہ جس کا مصباح نبوت کیلئے مشکوٰۃ
بجز مہدی نیابی ایں چنیں ہادی حقانی (صفحہ نمبر ۱۳)
شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہے جو ہے اس کی نادانی (صفحہ نمبر ۱۵)
جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری
رشید ملت و دیں غوث اعظم قطب ربانی (صفحہ نمبر ۵)
رقاب اولیا کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہاب طریقت تھے محی الدین جیلانی (صفحہ نمبر ۱۱)
ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی (صفحہ نمبر ۱۲)
فقط ایک آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب زندہ
بخاری، غزالی، بصری، شبلی و شیبانی (صفحہ نمبر ۱۷)
نہ آئے مہدی موعود تم بھی چلے جہان سے
کرے گا گلشن اسلام کی کون اب نگہبانی (مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۱۷)

اب ناظرین کرام دیکھیں کہ کونسا منصب ہے جس پر گنگوہی صاحب کو فائز نہیں کیا گیا حتیٰ کہ ان کو خدا بھی کہہ دیا گیا اور اپنے آپ کو کلیم کہا گیا۔ اسماعیل نے حدیث نقل کی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری شان میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسے عیسائیوں نے کیا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ سرکار علیہ السلام کا مقصد تو یہ ہے کہ مجھے خدا اور اس کا بیٹا نہ کہا جائے یہ نہیں ذرہ ناچیز سے کمتر، چمار سے ذلیل، چوڑھا چمار اور برائی میں قدم رکھنے والا تسلیم کیا جائے۔

سرفراز صاحب بتلائیں کہ جب سرکار علیہ السلام کی شان اور تعریف میں مبالغہ کرنا حرام ہے تو گنگوہی کے بارے میں کیسے یہ مبالغہ جات درست ہو گئے۔ ”مالکم لاتنطقون“

اسماعیل دہلوی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۳ پر ایک حدیث نقل کرتا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے تواضعاً چند کلمات ارشاد فرمائے اسماعیل اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو دیے ہیں وہی بیان کرو۔ اور وہ سب رسول کہہ دینے میں آ جاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ سرفراز صاحب اور اس کے نادان اکابر کو آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ جو کلمات کوئی ہستی بطور تواضع استعمال کرتی ہے اس سے اگر دوسرا استدلال کر کے کہے کہ بس اب میرے لئے بھی اجازت ہو گئی تو یہ اس مستدل کی نادانی کی دلیل ہے اپنے اکابر کی شان سنیں۔ مثلاً تھانوی صاحب نے کہا کہ میں بیوقوف ہوں مثل ہدہد کے۔ تو کیا تھانوی صاحب آپ کے نزدیک بیوقوف ہیں دوسری بات یہ کہ صرف رسول کہہ دینے میں آپ کے سارے کمالات کیسے آ جاتے ہیں رسول تو تین سو تیرہ ہیں۔ نفس رسالت ہی تو سرور دو عالم ﷺ کے لئے وجہ امتیاز نہیں۔ حضور ﷺ حضرت حسان بن ثابت کو منبر پر کھڑا کر کے حکم دیتے کہ میری طرف سے دفاع کرو جب تک تم میری طرف سے دفاع کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرتا رہے گا۔ یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ہے کیا حضرت حسان بن ثابت منبر پر کھڑے ہو کر صرف رسول ﷺ رسول ﷺ کہتے رہتے تھے؟ حضرت عباس نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں قصیدہ عرض کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے۔ اور وہ قصیدہ اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں ذکر کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی شان میں نعتیں پڑھتے آپ کے فضائل بیان کرتے کیا وہ سارے حضرات صرف رسول ﷺ کہنے پر اکتفا کیا کرتے تھے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ ایک بار صحابہ کرام اور انبیاء علیہم السلام کے خداداد مناصب کو بیان کر رہے تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہارے کلاموں کو سنا تم نے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے مراتب بیان کیے وہ سارے ٹھیک ہیں لیکن میرا مقام یہ ہے کہ میں اللہ کا حبیب ہوں۔

ترمذی شریف میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ”لواء الحمد یوم القیامة بیدی آدم ومن دونه تحت لوائی یوم القیامة“ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیا علیہم السلام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

ترمذی شریف میں ہی حدیث ہے کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ جب لوگ قبروں سے باہر

آئیں گے تو سب سے پہلے باہر آنے والا میں ہوں گا جب سب لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے ان کیلئے شفاعت کا دروازہ کھلوانے والا میں ہوں گا۔ جب وہ لوگ مایوس ہوجائیں گے ان کو خوشخبری دینے والا میں ہوں گا۔ جب سب لوگ چپ ہوجائیں گے ان کی طرف سے بولنے والا میں ہوں گا عزتیں ساری اور چابیاں سب خزانوں کی اس دن میرے ہاتھ میں ہونگی۔

مسلم شریف میں حدیث ہے "انا سید ولد آدم یوم القیامة" قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمام مخلوق حتیٰ کے ابراھیم علیہ السلام بھی میری پناہ ڈھونڈیں گے۔

دارمی میں حدیث ہے۔ "اقوم عن یمین العرش مقاماً یغبطنی فیه الاولون والا خرون" میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا جہاں سب اگلے پچھلے مجھے نگاہ رشک سے دیکھیں گے الغرض دیدہ بینا کے لئے اس مضمون کی ہزاروں احادیث ہیں یہ بطور مشت نمونہ از خروارے چند ایک لکھیں ہیں۔

سنی لوگوں کو تو ان احادیث کا علم ہے لیکن جن کی آنکھوں پر ابلیس نے بغض رسالت ﷺ کی پٹی باندھ دی ہے ان کو یہ روایات نظر نہیں آتیں ان کو پورے ذخیرہ احادیث میں یہی روایت ملی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو کوئی پتہ نہیں کہ ان کیساتھ کیا معاملہ ہوگا یعنی نہ حضور ﷺ کو اپنی نجات کا علم ہے اور نہ ہی اپنی امت کی نجات کا علم ہے۔ نعوذباللہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے بارے میں فرمایا۔

"ورفع بعضهم درجات ومآارسلنك الا رحمة اللعالمین۔ عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً ولکن رسول الله وخاتم النبیین" نیز فرمایا۔ "فاوحیٰ الی عبده ماأوحی والضحی والیل اذاسجی۔ وللا خرة خیر لك من الاولی ولسوف یعطیك ربك فترضی۔ الم نشرح لك صدرك ۔ لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون۔ وقیله یاربّ ان الذین یبایعونك انمایبا یعون الله۔ وما رمیت اذرمیت ولکن الله رمی من یطع الرسول فقد اطا ع الله۔"

الغرض پورا قرآن حضور علیہ السلام کے خصوصی فضائل سے بھرا ہوا ہے باقی سب رسل تو آپ کے طفیلی ہیں جیسا کہ آیت میثاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ رسول گرامی آئیں جو تمہاری تصدیق کرنے والا ہے تو تمہیں ان پر ایمان بھی لانا ہوگا اور

ان کی مدد بھی کرنی ہوگی۔لیکن ان آیات واحادیث کی صراحت کے باوجود وہابیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ بس صرف رسول کہہ دیا کرو اور تعریف عام بشر سے کم کیا کرو وہابیہ کا یہ عقیدہ صرف سیدالانبیاء ﷺ کے حق میں ہے۔اپنے مولویوں کے بارے میں وہ خدائی منصب سے کم پر قناعت نہیں کرتے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو''شیخ الاسلام نمبر'' صفحہ نمبر ۵۹ حسین احمد مدنی کے بارے میں اس کا ایک معتقد لکھتا ہے تم نے کبھی خدا کو اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت وجلال سے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا۔اب حضرت شیخ الحدیث اور مختلف علوم وفنون پڑھا کر بوڑھے ہو جانے والے مولوی سرفراز خانصاحب ہی ارشاد فرمائیں کہ حضور علیہ السلام کے بارے میں تو آپ کہتے ہیں کہ بس ان کو صرف رسول کہو کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں لیکن اپنے مولوی کے لئے الوہیت سے کم مرتبہ نہیں ظالمو کیوں تمہاری مت ماری گئی ہے جلدی توبہ کرو اور اللہ کے عذاب سے اپنی ہڈیوں اور بوٹیوں کو بچاؤ اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں توہین کرنے سے باز آؤ۔

اسماعیل کا حضور علیہ السلام کے برابر کروڑوں آسکنے کا دعویٰ کرنا

اسماعیل اسی کتاب میں کہتا ہے کہ شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

دیوبندی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی قدرت کا بیان ہے اس میں کیا توہین ہے جواباً عرض ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ گستاخ نبی کو خنزیر بنادے یا فلاں وہابی مولوی کو کتا بنادے۔اگر وہابی چین بچیں ہو تو کہہ دے کہ میں نے قدرت کا بیان کیا ہے۔تو کیا اس کا یہ عذر سنا جائے گا بے شرمو! کیا اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے پیاروں کی شان میں ہرزہ سرائی کی جائے قلندر لاہوری نے فرمایا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را که دین همه اوست
گر به او نه رسیدی تمام بولهبی ست

اسماعیل نے دعویٰ کیا کہ انبیاء اولیاء کو پکارنا شرک ہے آگے فصلیں قائم کر کے اس کا ثبوت دیتا ہے۔اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۶ پر کہتا ہے اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا جو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض ناانصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیا جائے۔یہاں اسماعیل نے انبیاء اولیاء کو

ناکارہ قرار دیا ہے۔ کیا یہ شان رسالت اور شان ولایت میں کھلی توہین نہیں ہے۔ کیا سرفراز صاحب کو ناکارہ کہہ لیا جائے تو وہ برداشت کر لے گا اگر تم اپنے لئے ایسے الفاظ برداشت کر سکتے تو پھر ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور برگزیدہ ہستیوں کے لئے استعمال کیوں کرتے ہو اور توجہ دلانے پر اہلسنت کو گالیاں کیوں دیتے ہو؟ یہاں کوئی وہابی یہ تاویل نہیں کرسکتا کہ مولوی اسماعیل نے تو بھوت پری وغیرہ کو ناکارہ کہا ہے کیونکہ اسماعیل نے دعویٰ یہ کیا ہے کہ انبیاء اولیاء کو پکارنا شرک ہے تو پھر ناکارہ بھی انہیں کو کہا اسماعیل نے ایک آیت درج کی ہے کہ کئی لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے شرک میں مبتلا ہوتے ہیں تو بقول اس کے جو لوگ ایمان کے دعویدار ہیں اور شرک میں بھی مبتلا ہیں وہی لوگ ہوں گے جو نبیوں ولیوں کو پکارتے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے دعویدار بھوت پری کو تو نہیں پکارتے یہ بحث اس لئے کی گئی ہے کہ سرفراز اور اس کے ہمنوا مولوی اپنے پیشوا کو بچانے کے لئے اجمال تفصیل کا سہارا لیتے ہیں اور خالق کل شئی اور خالق الخنازیر کی مثال دیتے ہیں اور اسماعیل کو پوری کدوکاوش بھی ان لوگوں کی تردید کے لئے ہے۔ جو مشکل کے وقت نبیوں ولیوں کو پکارتے ہیں جیسا کہ ''تذکیر الاخوان'' میں اس کا خط ذکر کیا گیا ہے۔ اور پہلے وہ صراحت کے ساتھ کہہ چکا ہے کہ انبیاء اولیاء شہید پیرزادے امام زادے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز۔

خدا نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم ان کے چھوٹے بھائی ہوئے اور اس کے ساتھ متصلاً کہا کہ چونکہ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یعنی جتنی تعظیم عبدالحمید سواتی پر گھکڑوی کے لئے ضروری ہے اتنی تعظیم بقول امام الوہابیہ تمام لوگوں پر نبی کی ضروری ہے اس عبارت پر پہلے مفصل بحث گزر چکی ہے۔ ضمناً عرض کیا گیا مقصد یہ ہے کہ اس عبارت میں اسماعیل نے انبیاء اولیاء کو عاجز کہا اور دوسری جگہ ساتھ ناکارہ بھی کہا۔ اور اس کی یہ عبارت بھی واضح کر رہی ہے کہ اس سے مراد انبیاء اولیاء ہیں وہ کہتا ہے سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں تو جو بندہ ان ہستیوں کو ذرہ ناچیز سے کمتر کہہ سکتا ہے وہ ناکارہ بھی کہہ سکتا ہے اس عبارت میں حضور علیہ السلام کی توہین کے ساتھ ساتھ خدا کی بھی توہین ہے کیونکہ اللہ کو شخص کہنا بدتمیزی ہے شخص انسانوں کو کہا جاتا ہے۔ نہ کہ باری تعالیٰ کو اور یہ امر واقعہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے حبیب کی تعظیم و توقیر نہیں کرتے وہ اللہ کی تعظیم بھی نہیں کر سکتے۔ اسی ''تقویۃ الایمان'' ہی میں کہا گیا ہے کہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کہ درخت کے پتے گن دے اور کہتا ہے غیب کا دریافت کر لینا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے دریافت کر لے یہ اللہ صاحب کی شان ہے حالانکہ سرفراز ماہر مدرس ہونے کا مدعی ہے اور اس نے ساٹھ سال تک مختلف فنون کی کتابیں

پڑھائیں اسے علم ہوگا کہ شرح عقائد میں لکھا ہوا ہے۔

"ان الصادرعن الشیء باالقصد و الاختار یکون حادثاً باالضرورۃ" **ترجمہ**: جو چیز قصد اور اختیار سے صادر ہو وہ بالبداہت حادث ہوتی ہے تو اسماعیل نے اللہ کے علم کو حادث کہا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں۔ سرفراز صاحب یہی تمہاری توحید ہے جس کی آڑ میں انبیاء اولیاء کرام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہو یہی تمہارے نزدیک اللہ کی قدر ہے کہ اگر کوئی درخت کے پتے گن لے تو وہ اللہ کا شریک ہوگا حالانکہ "صراط مستقیم" میں خود کہتا ہے کہ اگر کوئی آدمی یا حیی یا قیوم کا وظیفہ کرے گا تو اسے لوح محفوظ زمین و آسمان جنت و دوزخ اور ارواح کا کشف ہو جائے گا اور دوسری کتاب میں کہتا ہے کہ درخت کے پتے جان لینا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اللہ کے علم کے دوام کا بھی انکار کر دیا اور گویا کہہ دیا کہ اسے ہر وقت تو معلوم نہیں ہاں جب چاہے دریافت کر لے اب ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لیے انکا وحدۃ الوجود بیان کرتے ہیں "تذکرۃ الرشید" جلد۲ صفحہ نمبر۲۴۲ پر عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں گنگوہی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپوری میں بہت سی رنڈیاں مرید تھیں ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے پیر صاحب کی زیارت کے لئے آئیں مگر ایک رنڈی حاضر نہ ہوئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا کہ میں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ میں زیارت کے قابل نہیں میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اس کو میرے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون کرانے والا کون وہی تو ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ بگولا ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اگر چہ میں روسیاہ ہوں اور گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں ہوگئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔

سرفراز صاحب اور اس کے چیلے چانٹے بتائیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی باری تعالیٰ کی توہین ہوسکتی ہے کہ کنجری کے قبیح فعل اور کنجروں کے قبیح افعال کو اللہ کی طرف بطور کسب منسوب کر دیا جائے۔ حالانکہ فقہاء کرام اور متکلمین نے لکھا ہے اور سرفراز نے اسی کتاب میں اس کو نقل کیا ہے کہ اللہ کو خالق کل شیءٍ کہنا جائز ہے لیکن خالق الخنازیر کہنا کفر بنتا ہے لیکن ضامن علی جلال آبادی دیوبندی وہابی پیر نے زنا جیسے قبیح فعل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا اس

سے تو وہ کنجری ہزاروں درجے بہتر ثابت ہوئی جس نے کہا کہ میں ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی اور گنگوہی نے اس پیر کے کفریہ قول بدتر از بول کو مسکرا کر بیان کیا اور ایسے کفریہ کلمات کو استغراق فی التوحید کی دلیل بنایا حضرت علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب ''اعلام بقواطع الاسلام'' صفحہ نمبر ۳۰ پر متفق علیہ کفر کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''من تلفظ بلفظ الکفریکفر و کذامن ضحک علیه او استحسنه اور ضی یکفر''

ترجمہ: جو کلمہ کفر بولے وہ کافر ہے اس طرح جو اس پر ہنسے یا اس کو اچھا جانے یا اس پر راضی ہو وہ کفر کا مرتکب ہے سرفراز صاحب ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ رضا بالکفر بھی کفر ہے اس عبارت کے سامنے آنے کے بعد قارئین کرام کو اندازہ ہو جائیگا کہ اس فرقہ میں کتنی بے باکی پائی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا کتنا گندہ نظریہ ہے کہ زنا جیسے برے فعل کا اللہ تعالیٰ کو کاسب بنا ڈالا۔

''بحر الرائق'' جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۳۴ علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں عربی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے جو بدمذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے کہ با معنی ہے اگر وہ کلمہ کفر ہوگا تحسین کرنیوالا بھی کافر ہو جائے گا اس سے پتہ چل گیا کہ جو حکم ضامن علی جلال آبادی کا ہوگا وہی حکم گنگوہی صاحب کا ہوگا۔

''تقویۃ الایمان'' کی کفریہ عبارت کی ابحاث ختم ہوئیں اب ''تقویۃ الایمان'' کے بارے میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سرفراز نے مقدمہ کتاب میں منصف مزاج علمائے بریلوی میں شمار کیا ہے لہٰذا امید کرنی چاہیے کہ سرفراز صاحب ان کی رائے کو اہمیت دیتے ہوئے ''تقویۃ الایمان'' کی عبارات کی تاویلات فاسدہ سے باز آجائیں گے پیر صاحب اپنی کتاب ''اعلاء کلمۃ اللہ'' میں رقم طراز ہیں۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ کاملین کی ارواح اور بتوں میں واضح فرق ہے لہٰذا بتوں کے بارے میں وارد ہونے والی آیات کو انبیاء اولیاء پر چسپاں کرنا جیسا کہ ''تقویۃ الایمان'' میں کیا گیا ہے۔ قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔ (اعلاء کلمة الله صفحه نمبر ۱۷۱)

حضرت پیر صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''سیف چشتیائی'' میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو مسلیمہ کذاب اور مرزا قادیانی کی صف میں شمار کیا ہے۔

گنگوہی صاحب نجدی کے عقائد کو عمدہ کہتے ہیں اور ''تقویۃ الایمان'' کا انداز بیان اس کی کتاب ''التوحید'' سے

بالکل ملتا جلتا ہے لہٰذا پیر صاحب کے نزدیک جو حکم مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کا ہوگا وہی مرزائیوں کا ہوگا اور نجدی کے لئے اور اس کے پیروکاروں کے لئے بھی وہی حکم ہوگا۔

الافاضات الیومیہ میں اشرف علی تھانوی کا قول ہے کہ نجدی عقیدے میں اچھے ہیں۔ سرفراز صاحب جو آج کل کے دیوبندیوں کے روح رواں ہیں تسکین الصدور میں فرماتے ہیں کہ نجدی کے بارے میں صحیح نظریہ وہی ہے جو گنگوہی کا ہے۔ خالد محمود سیالکوٹی بھی دیوبندیوں کا اہل قلم ہے وہ بھی نجدی کا بڑا مدح سرا ہے۔ گنگوہی کا ارشاد کئی بار نقل ہو چکا ہے کہ نجات اس کی یعنی گنگوہی کی اتباع پر موقوف ہے لہٰذا تمام دیوبندی اسی کے فیصلے کے پابند ہونگے ورنہ وہ ناجی نہیں بنیں گے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ''تقویۃ الایمان'' اور نجدی کے بارے میں واضح ہونے کے بعد کسی وہابی کو ان کا نام لے کر اہلسنت کو دھوکا دینے کی جرأت نہیں ہوگی۔

جو حضرات ''تقویۃ الایمان'' کی خرافات کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہوں وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الکوکبۃ الشھابیہ'' اور ''صدر الافاضل'' مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی کتاب ''اطیب البیان'' کا مطالعہ کریں۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ اس کتاب میں سخت الفاظ واقع ہو گئے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''تقویۃ الایمان'' میں جو سخت الفاظ واقع ہوگئے ہیں وہ اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ ماننے والوں کے مقابلے میں "ان یھلك المسیح ابن مریم" فرمایا ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد پنجم صفحہ نمبر ٣٨٤)

تو تھانوی صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ اس میں الفاظ سخت ہیں مصنف کا اپنا بھی بیان یہی ہے کہ اس میں تیز الفاظ آ گئے ہیں اور تشدد بھی ہو گیا ہے تھانوی صاحب نے سخت الفاظ کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگوں کی جہالت کی وجہ سے یہ الفاظ استعمال کیے گئے جس طرح عیسائیوں کی جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہلاک کا لفظ استعمال کیا۔ تھانوی صاحب کی اس توجیہ کی وجہ سے مرزائی بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں الفاظ استعمال کیے ہیں وہ عیسائیوں کی جہالت کیوجہ سے کیے ہیں کیونکہ اس وقت پاک و ہند میں عیسائیوں کی حکومت تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کو وہ خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے اور اگر مرزائی بھی یہی آیت پیش کر دیں جو تھانوی صاحب نے پیش کی ہے تو تھانوی کے معتقدین کیا جواب دیں گے تھانوی کے استاد بھائی انور شاہ کشمیری اور خلیفہ مرتضیٰ حسن دربھنگی مرزا اور اس کے ماننے والوں کی ان الفاظ کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں اور ان کی کوئی تاویل قبول نہیں کرتے۔ معلوم ہوا

کہ یہ عذر لنگ ہے اور اسماعیل کی محبت میں غرق ہونے کی وجہ سے یہ عذر تراشا گیا ہے۔ مرثیہ گنگوہی میں گنگوہی صاحب کے لئے خدائی منصب ثابت کیا گیا ہے۔ تو کیا اس وجہ سے گنگوہی کو چمار سے ذلیل چوہڑہ چمار ذرہ ناچیز سے کمتر ناکارہ مرکر مٹی میں ملنے والا کہا جاسکتا ہے۔ یہ الفاظ استعمال کر کے اگر کوئی سنی یہی تاویل کرے جو تھانوی نے کی ہے تو کیا اس کی یہ تاویل قبول ہوگی تھانوی صاحب کی اس عبارت کو پہلے نقل کر کے ہم سیر حاصل تبصرہ کر چکے ہیں یہاں صرف سرفراز صاحب کو بتلانا مقصود تھا کہ ایسی کتاب کی صفائی کی کوشش کیوں کرتے ہو جس کے بارے میں تمہارا حکیم الامت بھی تسلیم کرتا ہے کہ یہ سخت الفاظ پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ وہابیوں کو سمجھ عطا فرمائے اور اپنے اکابر کی کفریات کو کفریات جاننے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ کفر پر راضی ہو کر خود نہ کافر بن جائیں اور نہ جہنم کا ایندھن بنیں۔

صراط مستقیم کی کفریہ عبارت پر مفصل بحث

اسماعیل کا حضور علیہ السلام کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر قرار دینا:۔ (معاذ اللہ)

اسماعیل دہلوی ''صراط مستقیم'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یعنی اندھیرے میں درجے ہیں بعض اوپر بعض کے زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگ کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ چپدگی ہوتی ہے۔ اور نہ تعظیم بلکہ حقیر ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اسماعیل کی یہ عبارت صراط مستقیم صفحہ نمبر ۹۱ پر موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر مواخذہ فرمایا کہ اسماعیل نے حضور علیہ السلام کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدتر قرار دیا۔ مولوی سرفراز صاحب اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ''صراط مستقیم'' اسماعیل کی کتاب ہی نہیں حالانکہ ناظم تعلیمات دیوبند مرتضٰی حسن دربھنگی اپنی کتاب "توضیح المرادلمن تخبط فی الاستمداد" میں صراط مستقیم کو اسماعیل کی تصنیف تسلیم کرتے ہیں گنگوہی نے لطائف رشیدیہ میں ''صراط مستقیم'' کو اسماعیل کی تصنیف قرار دیا ہے سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے نماز کی روح کو بیان کیا ہے۔ کہ بالکل انہماک ہونا چاہیے اور اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کسی اور ہستی کی طرف توجہ کرنے سے اس کی تعظیم پیدا ہو جائے گی اور نماز میں خلل پیدا ہو جائے گا لیکن سرفراز خان صاحب کی یہ توجیہ احادیث صحیحہ صریحہ کے سخت خلاف ہے بخاری

شریف میں حضرت سھل ابن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک قبیلے میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے جب آپ ﷺ واپس آئے تو۔

صحابہ کرام کا عین حالت نماز میں سرکار علیہ السلام کی تعظیم کرنا

صحابہ کرام نماز میں مصروف تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلائے امامت پر کھڑے تھے آپ ﷺ کے آتے ہی صحابہ کرام نے تالیاں بجانا شروع کر دیں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ پیچھے امام الانبیاء تشریف لا کر کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے مصلیٰ چھوڑنا چاہا حضور علیہ السلام نے اشارہ کر کے فرمایا اپنی جگہ کھڑے رہو پیچھے نہ ہٹو لیکن اس کے باوجود وہ حضور علیہ السلام کے ادب اور تعظیم کی خاطر پیچھے ہٹ آئے اور مصلیٰ خالی کر دیا نماز ختم ہونے کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے منع کرنے کے باوجود پیچھے کیوں ہٹے تو انہوں نے عرض کیا کہ ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اللہ کے رسول کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے (بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۵)

مولوی سرفراز بزعم خویش بہت بڑا محدث اور شیخ الحدیث ہے اس نے کئی بار یہ حدیث پڑھائی ہو گی لیکن پھر بھی وہ اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ نماز میں کسی مقدس ہستی کا خیال آنے سے آدمی کی توجہ اللہ سے ہٹ جاتی ہے کیا صحابہ کرام کو یہ علم نہیں تھا وہ خود بھی حضور اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے امام کو بھی متوجہ کیا حضور علیہ السلام کے سامنے صحابہ نے تالیاں بجائیں امام نے مصلیٰ چھوڑا اگر یہ خلاف شرع فعل ہوتا تو حضور علیہ السلام کا فرض بنتا تھا کہ اس سے منع کرتے کیونکہ شارع کا کام بھی یہی ہوتا ہے کہ خلاف شرع کام سے منع کرے وہابیوں کو تو فکر ہو کہ لوگوں کی نماز صحیح ہونی چاہیے حضور علیہ السلام کو فکر نہ ہو کہ لوگوں کی نماز صحیح ہونی چاہیے۔ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے دین سکھانے کے لئے مبعوث فرمایا نعوذ باللہ انہوں نے شرک کے ارتکاب پر خاموشی اختیار فرمائی ان لوگوں کی مت ماری گئی ہے اپنے امام اسماعیل کی محبت میں اتنے غرق ہیں کہ نہ حدیث کو دیکھتے ہیں نہ اقوال علماء کو دیکھتے ہیں اور نہ سرکار ﷺ کی تعظیم کا خیال کرتے ہیں بس ان کی یہی کوشش ہے کہ کسی طرح اسماعیل کا بھرم باقی رہے افسوس ہے ایسی بے دینی پر اللہ رب العزت بھی وحی نہیں بھیجتا کہ تمہارے صحابہ نماز میں تمہاری تعظیم کر رہے ہیں میری نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم کیوں ہو رہی ہے جب اللہ کو فکر نہیں تو تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بخاری شریف میں ہی حدیث ہے کہ حضرت خباب ﷺ سے پوچھا گیا سرکار دو عالم ﷺ نماز ظہر میں اور عصر میں قرأت کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا، ہاں، پوچھا گیا تمہیں کیسے

پتہ چلتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ سرکار ﷺ کی داڑھی مبارک ملنے سے ہمیں پتہ چلتا تھا کہ آپ قرأت فرمارہے ہیں (بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۴۲۔)

حالانکہ بیہقی شریف میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان منقول ہے کہ نظر سجدہ والی جگہ پر ہونی چاہیے لیکن صحابہ کرام کی توجہ کا مرکز حضور علیہ السلام کا چہرہ انور ہے۔

بخاری شریف میں حضرت برآ بن عازب کا فرمان موجود ہے کہ جب ہم آپ کے پیچھے نماز ادا فرماتے تو اس چیز کو محبوب رکھتے کہ حضور ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہوں تا کہ سلام پھیرتے وقت پہلے نظر ہم پر پڑھے۔ (بخاری شریف جلد اول) ان دونوں حدیثوں سے صراحتاً معلوم ہوا کہ نماز میں صحابہ حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار علیہ السلام کیساتھ نفل پڑھنے شروع کیے تو حضور علیہ السلام نے لمبی سورۃ پڑھنا شروع کی اور میں تھک گیا اور میں نے برا ارادہ کیا پوچھا گیا آپ نے کیا ارادہ فرمایا؟ کہنے لگے میں نے یہ ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور حضور علیہ السلام کو کھڑا چھوڑوں (بخاری شریف جلد اول، مسلم جلد اول، مسند امام احمد، بیہقی، طحاوی) حالانکہ نفل پڑھتے ہوئے کوئی تھک جائے بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں لیکن صحابی اس کو بھی برا فرمارہے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کو بے ادبی سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کھڑے ہوں میں بیٹھ جاؤں صحابہ کی توحید تو یہ ہے۔ رخصت کے باوجود حضور علیہ السلام کی خاطر کھڑے ہو کر نفل ادا فرمارہے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام صبح کی نماز میں مصروف تھے کہ اچانک حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کمرے کا پردہ اٹھایا۔ اور اپنے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھا مسکرائے اور خوشی میں ہنسے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اس خیال سے کہ حضور علیہ السلام تشریف لائیں گے پیچھے ہٹ گئے۔ تا کہ صف کیساتھ مل جائیں اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ رسول خدا ﷺ کی زیارت اور دیدار کی خوشی میں نماز کو توڑ دیں تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو پورا کرو پھر آپ ﷺ حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ بخاری شریف کی روایت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ قریب تھا صحابہ کرام شوق دیدار میں نماز توڑ بیٹھیں اور اگر آپ اشارے سے اتمام نماز کا حکم نہ فرماتے تو نماز مکمل نہ ہو سکتی۔ وہ حجرہ اقدس جہاں ایام علالت میں سرکار تشریف رکھتے تھے۔ وہی آج گنبد خضرا کے روپ میں قبلہ اہل ایمان بنا ہوا ہے اور مرکز تجلیات بنا ہوا ہے۔ وہ مسجد کے قبلہ والی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے اس جانب سے حضور علیہ السلام کا دیکھنا التفات نظر بلکہ چہروں کو قبلہ سے پھیرے بغیر ممکن نہیں اور پھر

آپ کے اشارہ کو دیکھنا چہروں کو قبلہ سے پھیرنا بغیر اس کے متصور نہیں ہوسکتا کہ سب پروانوں کی نظریں اس شمع نبوت پر لگی ہوئی ہوں نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلیٰ امامت سے امام الانبیاء کی خاطر پیچھے ہٹے لیکن کسی کی نماز میں خلل واقع نہیں ہوا یہاں حال یہ ہے کہ گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہونے کی تو اجازت ہے لیکن حضور علیہ السلام کیطرف توجہ کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

حضرت ابوسعید ابن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے یاد فرمایا تو جلدی سے نماز مکمل کر کے حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا تم کہاں تھے عرض کیا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا "استجیبو اللہ وللرسول اذا دعاکم" کہ اللہ اور اس کے رسول گرامی کی بارگاہ میں حاضری دو۔ جب میرا رسول تمہیں پکارے حاضری دو ہستیوں کی بارگاہ میں دینی ہے کس وقت دینی ہے۔ جب حضور علیہ السلام بلائیں بلانے والی ہستی ایک ہے اور حاضری اللہ کی بارگاہ میں بھی دینی ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی تو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہے یہ حدیث بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔ اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام تو فرمائے کہ نماز چھوڑ دو اور پہلے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دو اور یہ بدبخت اور شیطان کے ایجنٹ کہیں کہ نماز میں خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور نمازی مشرک ہوجاتا ہے۔

امام بخاری حضرت کعب ابن مالک کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب میں فرض پڑھ لیتا اور نفل پڑھنے لگتا تو میں نماز میں حضور علیہ السلام کی طرف نظریں چرا کر دیکھتا۔ کنت اسارقه النظر

(بخاری شریف جلد اول، مسند امام احمد)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر عصر کی نماز قضا کر دینا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خیبر والے دن سرکار علیہ السلام کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھ لی تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی حضور علیہ السلام ان کی گود میں آرام فرما رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصر کی نماز قضا ہوگئی جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پوچھا کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی

ہے عرض کیا نہیں حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اے اللہ علی رضی اللہ تعالی عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھا سورج کو واپس لے آ حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہو گیا تھا اور دعا فرمانے کے بعد پھر ظاہر ہو گیا۔اس حدیث کو ''شفا شریف'' میں قاضی عیاض نے صحیح قرار دیا ہے۔امام طحاوی نے مشکل الآثار میں اس کو نقل کر کے فرمایا اس کے راوی ثقہ ہیں ،علامہ قسطلانی نے مواھب الدنیہ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے،علامہ زرقانی نے مواھب کی شرح میں اس کو صحیح قرار دیا ہے،امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں فرمایا کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں۔ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے ،علامہ ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔امام نورالدین ھیثمی نے مجمع الزوائد میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،علامہ قطب خیضری نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،علامہ شامی نے سیرت میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،ملا علی قاری نے شرح شفاء اور موضوعات کبیر میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے،مولوی سرفراز صاحب نے تسکین الصدور میں امام مالک اور منصور کا مکالمہ شفا شریف کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جب قاضی عیاض جیسے محدث اسے نقل کرتے ہیں تو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اپنی کتاب ''دل کا سرور'' میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی مذکورہ بالا روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں لیکن یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث شفا شریف صفحہ نمبر ۲۷۰ پر موجود ہے اور قاضی عیاض اس کی تصحیح کرتے ہیں۔

کوئی اس سے پوچھے کہ ابو جعفر منصور اور امام مالک کے مکالمے کو اگر قاضی عیاض نقل کر دیں تو آپ کہتے ہیں کہ اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی مذکورہ روایت کی وہ نقل کر کے تصحیح بھی کریں پھر اس کے تسلیم کرنے میں کیوں حرج ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے واقعہ سے پتہ چلا کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عصر جیسی مؤکد نماز جس کے بارے میں حکم ہے ''حافظو اعلی الصلوٰت و الصلوٰۃ الوسطی '' کو آرام مصطفیٰ پر قربان کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی حدیث ان کے علم میں ہو گی جس نے عصر کی نماز ترک کی گویا اس کا گھر بھی برباد ہو گیا اور مال بھی برباد ہو گیا۔لیکن اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ جو نماز آرام مصطفیٰ علیہ السلام میں خلل انداز ہو کر پڑھی جائے اس کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی وقعت نہیں۔

پھر حضور علیہ السلام نے جو دعا مانگی اے اللہ علی تیری اطاعت میں تھا اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا۔ تو کیا نماز پڑھنا اللہ کی اطاعت ہے یا قضا کر دینا اللہ کی اطاعت ہے حضور علیہ السلام کی دعا سے سمجھ آ رہا ہے۔ کہ نماز آرام مصطفیٰ ﷺ کی خاطر قضا کر دینا یہ بھی اللہ کی اطاعت ہے کیونکہ رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ”من یطع الرسول فقد اطاع اللہ“

صحاح ستہ میں حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تشہد میں بیٹھے تو اس کو کہنا چاہیے کہ تمام قولی عبادتیں مالی اور بدنی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

امام غزالی احیاء العلوم جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۵ پر فرماتے ہیں۔ ” قبل قولك السلام عليك ايها النبیؐ ورحمة الله و بركاته' احضر شخصه الكريم فی قبلك وليصدق املك فی انه يبلغه' سلامك وير دعليك بما هو اوفی منه“ **ترجمہ**: یعنی التحیات پڑھتے وقت جب تو السلام علیك ايها النبی تک پہنچے تو اپنے دل میں نبی پاک اور آپ کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھ اور پھر عرض کر السلام عليك ايها النبی ﷺ اے نبی آپ ﷺ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہو۔

ملا علی قاری نے ”مرقات“ جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۲۳ پر اس عبارت کو نقل کیا ہے شبیر احمد عثمانی نے ”فتح الملہم“ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۴۳ پر اس عبارت کو مرقاۃ سے نقل کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ويحتمل ان يقال على طريق اهل العرفان ان المصلين لما استفتحو اباب الملكوت بالتحيات اذن لهم بالدخول فی حريم الحی الزی لايموت فقرت اعينهم باالمناجات فنبهو على ان ذلك بواسطه نبی الرحمة و بركت متابعته فاالتفتو فاذا الحبيب فی حرم الحبيب حاضر“ فاقبلو عليه قائلين السلام عليك ايها النبیؐ ورحمة الله و بركاته“

تشہد میں صیغہء خطاب کی توجیہ عرفاء کی زبان سے:

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکت متابعت کے طفیل ہے نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم

میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)

(''زرقانی شرح موطاء امام مالك'' جلد۱ صفحه نمبر ۱۷۰ ''سعایه'' جلد ۲ صفحه نمبر ۲۲۸ ''نورالایمان'' صفحه نمبر ۱۰ ''فتح الملهم'' جلد نمبر ۲ صفحه نمبر۱۴۳ اور ''اوجز المسالك'' جلد اول صفحه نمبر ۲۶۵ ''شرح مشكوٰة للعلامة طیبی'' جلد۲ صفحه نمبر ۳۵۳ ''المسمی باالكاشف حقائق السفین التعلیق الصبیح'' جلد ۱ صفهه نمبر ۳۹۸۔)

مولانا عبدالحی لکھنوی سعایہ میں فرماتے ہیں۔''السر فی خطاب التشهد ان الحقیقة المحمدیة كانها ساریة فی كل وجود و حاضرة فی باطن كل عبدٍ و انكشاف هذه الحالة علی الوجه الاتم فی حالة الصلوة فحصل محل الخطاب'' (جلد۲ صفحه نمبر۲۲۸)

ترجمہ: یعنی التحیات میں السلام علیك ایها النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر موجود میں جاری و ساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر اور موجود ہے اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے لہٰذا محل خطاب حاصل ہو گیا۔

امام عبدالوہاب شعرانی میزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار علی خواص سے سنا وہ فرماتے تھے۔ شارع علیہ السلام نے تشہد میں نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم صرف اسی لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی علیہ السلام بھی تشریف فرما ہیں اس لئے وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باالمشافہ سلام کے ساتھ خطاب کرے۔ (جلد ۱ صفحه نمبر ۱۵۴)

اختصار کیوجہ سے ہم نے عربی عبارت کا ترجمہ پیش کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں پھر اس کے بعد التحیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا۔ ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت کرنے کو اور ان کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لئے۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعته اللمعات صفحه نمبر ط میں رقم طراز ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و واقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور بعض عرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام تمام موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات میں جاری و ساری ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں

موجود اور حاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے حضور اکرم ﷺ کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔ (جلد ۱ صفحه نمبر ۴۳۰ تیسر القاری جلد ۱ صفحه نمبر ۲۸۱ مسك الختام جلد ۱ صفحه نمبر ۲۴۴)

مولوی سرفراز اور پوری دیوبندی قوم ان عبارتوں کو دیکھے کہ ائمہ دین بلکہ اکابر دیوبند کیا کہہ رہے ہیں اور تم کیا تاثر دے رہے ہو۔ مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اسماعیل کی عبارت میں گدھے بیل سے مراد بالخصوص گدھا بیل مراد نہیں ہے بلکہ ہر امر جو اللہ سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے وہ مراد ہے مولوی سرفراز صاحب نے ''عبارات اکابر'' کے صفحہ نمبر ۹۱ پر خود اسماعیل کی عبارت نقل کی ہے کہ اس نے ''صراط مستقیم'' کے صفحہ نمبر ۸۶ پر کہا ہے کہ زنا کے وسوسہ سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ اس قدر چیدگی ہوتی ہے۔ اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے خود یہ عبارت نقل کرنے کے باوجود لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ کہ بریلوی عوام کو بھڑکانے کے لئے یہ تاثر دیتے ہیں کہ اسماعیل نے حضور علیہ السلام کے خیال کو بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے برا کہا ہے۔ حالانکہ اس کی اپنی نقل کردہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اسماعیل کے نزدیک زنا کے خیال کی نسبت بیوی کی مجامعت کا خیال کر لینا بہتر ہے۔ کیونکہ یہ اسکی نسبت اچھا ہے اور گدھے بیل کی صورت میں مستغرق ہو جانا حضور علیہ السلام کی طرف خیال پھرنے سے بہتر ہے اور وجہ اس کی یہ بیان کی ہے۔ گدھے کا خیال حقیر ہوتا ہے اور دل کے ساتھ نہیں چمٹتا لیکن نبی ﷺ اور ولی کا تصور کرنے سے ان کی تعظیم پیدا ہوتی ہے جو شرک کی طرف لے جاتی ہے تو وہ صاف طور پر گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے کی وجہ بیان کر رہا ہے اور اس کا فائدہ بیان کر رہا ہے اور یہ رئیس المحرفین تاثر دے رہا ہے کہ اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونا حضور علیہ السلام کی طرف خیال کو پھیرنے سے بہتر ہے۔ مولوی ہو کر اور سفید ریش ہو کر جھوٹ بولتے ہوئے شرم تو نہیں آئی ہوگی اور یہ خیال بھی نہیں آیا ہوگا کہ لوگ جب میرے جھوٹ پر مطلع ہوں گے تو میرے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے کہ دیوبند کا یہ مایہ ناز شیخ الحدیث اتنے صریح جھوٹ بولتا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اس عبارت پر مواخذہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر درود

شریف پڑھنا سنت نہیں؟ اور حضرت امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تو فرض ہے پھر درود حضور اکرم ﷺ کی یاد نہیں تو کیا ہے؟ درود کو محمد رسول اللہ ﷺ کے خیال باعظمت وجلال سے انفکاک کیونکر ممکن ہے مسلمانوں ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام ومنفرد پر واجب ہے ان سے کہو "صراط الذین انعمت علیهم" نکال دیں یعنی راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا جانتے ہو وہ کون ہیں ہاں قرآن سے پوچھو وہ کون ہیں۔ "اولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین" جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہدا اور نیک لوگ ہیں جب صراط مستقیم پڑھ کر ان کی راہ مانگی جائیگی ضرور عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا اور وہ خیال اس کے نزدیک شرک ہے تو الحمد میں سے شرک کو دور کرنے کی کوشش کریں صرف غیر المغضوب علیهم و لا الضالین رکھیں کہ انبیاء صدیقین کی جگہ نماز میں یہود ونصاریٰ کی یادگیری رہے مسلمانوں میں صرف الحمد کو کہتا ہوں، نہیں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورۃ کا نماز میں تلاوت کرنا اس وہابی شرک سے نہ بچے گا جن سورتوں میں حضور پرنور ﷺ یا دیگر انبیاء کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا متقین ومحسنین وعباد اللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا یونہی وہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیهم السلام کے قصص مذکور ہیں ان کا تو تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سورتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر صریح سے خالی ہونگی اور کچھ نہ ہو تو کم از کم حضور علیہ السلام سے خطاب ہوں گے۔ جیسے چاروں قل تبت یدا میں کھلا ہوا حضور اقدس ﷺ کا ذکر لکھا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائیگا کہ یہ بھاری انتقام اللہ عزوجل کس کی طرف سے لے رہا ہے۔ یہ سخت غضب الٰہی کس کی جناب میں گستاخی کرنے سے اتر رہا ہے۔ لایلف قریش میں اگر حضور اکرم ﷺ کا صراحتاً ذکر نہیں تو کعبہ معظّمہ کا ذکر ہے اور وہ بھی کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی اضافت فرمایا اس کا تصور کیا بے عظمت آئے گا بنظر ظاہر صرف سورۃ تکاثر اس عالمگیر وبا سے بچے گی باقی تمام وکمال ہر سورۃ کی تلاوت شرک میں ڈالے گی، میں صرف نماز میں گفتگو کرتا ہوں نہیں نہیں۔ اس کے نزدیک بیرون نماز بھی قرآن عظیم کی تلاوت شرک ہے کیا فقط نماز ہی میں عبادت غیر اللہ کی روا نہیں اور قرآن کی سورتیں محمد رسول اللہ ﷺ کی نعت ان کے ذکر ان کی یاد اور ان کی تعظیم وتکریم سے گونج رہی ہیں تو عبادت تلاوت بے تصور عظمت سید عالم ﷺ کیونکر متصور ("الکوکبۃ الشہابیہ" صفحہ نمبر 59)

مولوی سرفراز نے اگر عبارات اکابر لکھ کر ان کی صفائی پیش کرنی تھی تو اس کو چاہیے تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

تعالی علیہ نے دلائل کے ساتھ جوان کا رد کیا تھا ان دلائل کو ذکر کے ان کا بھی جواب دیتا لیکن بجائے ان کے دلائل کا جواب دینے کے گالی گلوچ سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا اوران کی کسی دلیل کو ہاتھ تک لگانے کی جرات نہیں ہوئی جب ان کے اکا کو جرات نہیں ہوئی کہ وہ اپنا ایمان ثابت کریں تو کسی بعد والے سے کیسے ممکن ہے کہ ان کو گستاخی سے بری اندام ثابت کرسکے اسماعیل دہلوی اوراس کے متبعین حضور علیہ السلام کی طرف خیال کرنے کو مفسد نماز قرار دیتے ہیں ان سے سوال یہ ہے کہ گنگوہی صاحب کی نمازوں کے بارے میں کیا کہوگے ''ارواح ثلاثہ'' کے صفحہ نمبر ۳۰ پر موجود ہے۔

امیر شاہ خانصاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی جوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسئلہ درپیش تھا فرمایا کہہ دوں، عرض کیا گیا فرمایئے، پھر فرمایا گیا، کہہ دوں، عرض کیا گیا فرمائیں، پھر فرمایا کہ کہہ دوں، عرض کیا گیا فرمایئے تو فرمایا تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا پھر اور جوش میں آئے اور فرمایا کہہ دوں، عرض کیا گیا ضرور ضرور فرمایئے۔ فرمایا اتنے سال محمد رسول اللہ ﷺ میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات آپ سے پوچھے بغیر نہیں کی۔ اب مولوی سرفراز صاحب خانصاحب فاضل دیوبند ارشاد فرمائیں آپ تو فرمارہے تھے کہ جب دل کے مہمان خانہ میں کسی عظیم ہستی کی آمد ہوگی تو بندہ ادھر متوجہ ہوکر نماز میں اللہ سے توجہ ہٹا بیٹھے گا اور تعظیم کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہو جائے گا۔ تو گنگوہی صاحب بقول آپ کے مشرک ہوئے یا نہ ہوئے۔ دونوں آپ کے امام ہیں اسماعیل کی بات کو آپ صحیح مانیں تو گنگوہی کا مشرک ہونا ثابت ہوتا ہے اور گنگوہی کی بات صحیح مانیں تو اسماعیل کی عبارت لغو ثابت ہوتی ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ مشرک بنانے والا ثابت ہوتا ہے یہ آپ کا اور آپ کے آباء کا معاملہ ہے جس کی مرضی کرے گمراہ قرار دیجئے۔

من نہ گویم این مکن و آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

مولوی سرفراز کو اس امر پر بڑا اصرار ہے کہ اسماعیل نے تصوف کا اعلیٰ مقام بیان کیا ہے۔ کہ نماز میں بالکل استغراق ہونا چاہیے اور اللہ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے یہ عجیب تصوف ہے کہ زنا کی نسبت بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال سے گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جائے بہتر ہے اگر تصوف کا وہ مقام ہو تو آدمی کو نہ اپنا ہوش رہتا ہے نہ اپنے عمل کا ہوش رہتا ہے چہ جائیکہ اس سے یہ درس دیا جائے کہ وہ جماع اور گدھے اور بیل کے خیال کے اگر آپ اتنے صوفی ہیں تو اس واقعہ کا جواب دیں جو ''اشرف المعمولات'' صفحہ نمبر ۱۴ پر

موجود ہے تھانوی صاحب اپنی ایک نماز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گرگئی ہیں میں نے یہ خبر سنتے ہی نماز توڑ دی۔ یہی آپ کا نماز میں استغراق ہے کہ حضور علیہ السلام کا خیال لانے کی صورت میں نماز کی یکسوئی میں فرق آتا ہے اور توجہ صرف اللہ کی طرف ہونی چاہیے اور اپنا یہ حال ہے کہ بیوی کی خاطر نماز توڑ دی افسوس ہے ایسی عقل پر اور تف ہے ایسی دیانت پر۔

تھانوی صاحب کے خلیفہ مجاز عبدالماجد دریا آبادی اپنی کتاب ''حکیم الامت'' صفحہ نمبر ۶۴ پر لکھتے ہیں کہ میں نے تھانوی صاحب کی طرف لکھ بھیجا کہ آپ کو جب نماز میں مصروف تصور کرتا ہوں تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ جاتا ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا بہر حال یہ امر اگر محمود ہے تو تصویب فرمائی جائے ورنہ آئندہ احتیاط کروں۔ جواب ملا محمود ہے جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو۔ دیکھیے سرفراز صاحب آپ کے نزدیک تھانوی صاحب کو اپنی بجائے نماز پڑھتے تصور کرنا محمود ہے۔

اور تھانوی کی طرف توجہ عین حالت نماز میں کرنا درست ہے اور حضور علیہ السلام کی طرف توجہ کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے۔ شرم کرو اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کرنے سے باز آؤ اور توبہ کر کے جہنم کی آگ سے بچو۔

اس بحث کے آخر میں ایک روایت پیش کر کے اس عبارت کی سنگینی کو مزید واضح کیا جاتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانہ اقدس میں بعض عراقیوں نے فتویٰ دیا کہ نمازی کے سامنے سے کتا گزرے گدھا گزرے عورت گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس فتویٰ کو سننے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ او عراقیو بدبختو منافقو تم نے ہمیں کتا بنا دیا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عورت کا ذکر کتے اور گدھے کیساتھ سنا تو آپ نے اس کو توہین سمجھا آپ کا مقصد یہ تھا کہ جب عورت کا ذکر آئے گا تو ازواج مطہرات کا ذکر بھی اسی ضمن میں آئے گا تو گویا اس طرح تم نے ہماری توہین کر دی اور یہاں اسماعیل نے بیل اور گدھے کے تصور کو حضور علیہ السلام کے خیال سے اچھا بتایا ہے تو ایسے الفاظ اگر آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں کوئی استعمال کرتا تو آپ ﷺ کا ردعمل کیا ہوتا؟ وہابی کہتے ہیں کہ یہ تو خود مرفوع حدیث میں ہے جو ابوداؤد و مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت نماز کو توڑتی ہے، گدھا نماز کو توڑتا ہے، کتا نمازی کے سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ مسند امام

احمد جلد ۶ مسند عائشہ میں حضور علیہ السلام سے یہ روایت خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو عرض نہیں کی کہ آپ نے ہمارا ذکر کتوں اور گدھوں کے ساتھ کیوں کیا ہے لیکن جب مولویوں نے فتویٰ دیا اور عورت کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ کیا تو آپ نے اھل شقاق ونفاق کے لفظ سے یاد فرمایا معلوم ہوا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے امتیوں کے اس قسم کے اکٹھا ذکر کرنے پر ناپسندیدگی ظاہر کی کیونکہ امتی ہونے کے دعویدار کو اپنی حیثیت ملحوظ رکھ کر بات کرنی چاہیے۔

مولوی صاحب بار بار کہتے ہیں کہ ''صراط مستقیم'' مولوی اسماعیل کی تصنیف نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان کے قطب عالم کے حوالے سے ثابت کیا جائے ''صراط مستقیم'' مولوی اسماعیل ہی کی تصنیف ہے۔فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ ''تقویۃ الایمان''،''صراط مستقیم''،''ایضاح الحق'' اسماعیل دہلوی کی تصانیف ہیں (''فتاوی رشیدیہ'' جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۹۷)

''تذکرۃ الرشید'' میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے گنگوہی کے بارے میں لکھا ہے آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور میں باقسم کہتا ہوں میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔(تذکرہ الرشید جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۷)

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ اگر دیوبندیوں کو ہدایت ونجات چاہیے تو وہ گنگوہی صاحب کی اتباع پر موقوف ہے اور گنگوہی صاحب کی اتباع تبھی ہوگی جب مانا جائے گا کہ ''صراط مستقیم'' اسماعیل کی تصنیف ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے دو نظریے ہیں ایک جوانی اور اور دوسرا بڑھاپے کا۔جوانی میں انہوں نے اسماعیل کو کافر کہا اور بڑھاپے میں ان کو کافر کہنے سے کف لسانی کیا۔سرفراز کہتے ہیں مولوی اسماعیل صاحب اگر مسلمان تھے تو اعلیٰ حضرت انکو کافر کہہ کر خود کافر ہو گئے کیونکہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے اس بارے میں سرفراز صاحب کو فتاویٰ رشیدیہ دیکھنا چاہیے کہ کیا واقعی اسماعیل کو کافر کہنے والا خود کافر ہے فتاوی رشیدیہ سے سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال: جو شخص اسماعیل صاحب شہید کو کافر اور مردود کہتا ہے تو وہ شخص خود کافر ہے یا فاسق اگر وہ خود کافر ہے تو اس کے ساتھ معاملہ کافر کا سا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مولانا اسماعیل کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ ان کی تاویل غلط ہے لہٰذا ان لوگوں کو

کافر کہنا اور معاملہ ان کے ساتھ کفار جیسا نہ کرنا چاہیے جیسا کہ روافض خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ شیخین اور صحابہ کرام کو اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہتے ہیں۔ پس جب سبب تاویل باطل کے ان کے کفر سے بھی آئمہ نے تحاشی کی تو مولوی اسماعیل کے کافر کہنے والوں کو بطریق اولیٰ کافر نہ کہنا چاہیے۔ (فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۷)

مولوی سرفراز بتلائے کہ اسماعیل کی شان اور مرتبہ آپ کے نزدیک خلفائے راشدین سے زیادہ ہے کہ ان کے کافر کہنے والوں کے کفر سے بقول گنگوہی آئمہ نے تحاشی کی تو اسماعیل کے کافر کہنے والوں کو آپ کافر قرار دیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسماعیل کا مقام خلفائے راشدین سے زیادہ ہے۔ نعوذ باالله من ذلك

مولوی سرفراز صاحب نے فرمایا کہ اگر مولوی اسماعیل صاحب کافر تھے تو اعلیٰ حضرت نے تکفیر سے کف لسان کر کے خود کفر کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ سمجھے وہ خود کافر ہے۔ سرفراز صاحب نے تو یہ قاعدہ بیان کیا ہے۔ کہ کافر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے۔

لیکن مولوی اشرف علی تھانوی "مجالس الحکمت" میں فرماتے ہیں اگر کوئی واقعہ میں کافر ہے ہم نے کافر نہ کہا تو کیا نقصان ہوا اور اس میں کیا حرج ہے لیکن اگر وہ کافر نہیں اور ہم نے کہہ دیا تو یہ خطرناک بات ہے۔ (مجلس پنجاہ و دوم)

اب مولوی صاحب اپنے حکیم الامت سے پوچھیں کہ کافر کو کافر کہنا کیوں ضروری نہیں آپ کا تو یہ فتوی ہے کہ جو کافر کی تکفیر نہ کرے وہ مسلمان نہیں رہتا اور تھانوی صاحب کے نزدیک وہ مسلمان ہے اب تھانوی صاحب آپ کے نزدیک کیا ہوئے اور تھانوی صاحب کے نزدیک آپ کا حکم کیا ہوگا سرفراز صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

لیکن "الافاضات الیومیہ" میں مرقوم ہے کہ تھانوی صاحب نے فرمایا کہ ایک رئیس صاحب نے کوشش کی کہ دیوبندیوں اور بریلویوں کی صلح ہو جائے تھانوی صاحب نے کہا کہ ہماری طرف سے کوئی لڑائی نہیں وہ نماز پڑھائیں تو ہم پڑھ لیتے ہیں اور اگر ہم پڑھائیں تو وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو پھر مزاحاً فرمایا کہ ان کو کہو آمادہ نر آ گیا۔ (افاضات جلد۵ صفحہ نمبر ۲۲۰ ملفوظ نمبر ۲۲۵)

انور شاہ صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کیطرف سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلویوں کی تکفیر نہیں کرتے۔ (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ نمبر ٦٩)

اب حضرت صاحب سے سوال یہ ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کافر تھے۔ نعوذ باللہ تو کافر کو مسلمان کہہ کر انور شاہ صاحب کیا ہوئے اور پوری جماعت دیوبند کیا ہوئی کیونکہ وہ صرف اپنی بات نہیں کر رہے پوری جماعت کی بات کر رہے ہیں۔ اگر بریلوی مسلمان ہیں تو ان کو کافر کہہ کر آپ کیا ہوئے؟ کیونکہ آپ کہہ چکے ہیں کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ ”کذالك العذاب و لعذاب الاخرة اکبر“

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں مفتی شفیع کا فتوی ہے کہ مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متبعین کو کافر کہنا صحیح نہیں (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۴۲)

فتاوی دارالعلوم دیوبند جو عزیز الرحمٰن کا ہے اس میں بھی ہے کہ بریلوی بدعتی ہیں کافر نہیں ہیں (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ٥ صفحہ نمبر ٦٧)

اب رہا سرفراز صاحب کا یہ کہنا کہ اگر وہ گستاخ تھا تو اس کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھاپے میں کافر کہنے سے کیوں گریز کیا۔ جوانی میں اور فتویٰ دیا اور بڑھاپے میں اور فتویٰ دیا تو اس کی وجہ یہ ہے اس کی توبہ مشہور ہوگئی تھی۔ فتاوی رشیدیہ میں ایک سائل سوال کرتا ہے۔ سوال کی عبارت ملاحظہ ہو ایک بات یہ مشہور ہوگئی ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل ”تقویۃ الایمان“ سے توبہ کی ہے۔ دیوبندی سائل کی بات سے معلوم ہوا کہ اسماعیل کی توبہ مشہور ہوگئی تھی اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ سوچ کر کہ شاید اس نے توبہ کر لی ہو فرمایا علماء محتاطین اسے کافر نہ کہیں لیکن بقول گنگوہی توبہ نہیں کی ہے لہٰذا اسے کافر سمجھنا چاہیے اور اس کی کفریات کو کفر ہی سمجھنا چاہیے تا کہ ایمان محفوظ رہے۔

باب دوم بحث متعلقہ تحذیر الناس

مولوی قاسم نانوتوی کا حضور علیہ السلام کی ختم نبوت زمانی سے انکار

مولوی قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' کے صفحہ نمبر ۳ پر ارشاد فرماتے ہیں بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب گذارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبین کے معلوم کرنے چاہیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبین'' فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ یاوہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد وقامت میں اور شکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہے کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں نانوتوی صاحب کی اس عبارت میں اس قدر کفریات ہیں۔

خاتم النبین کے معنی سب میں آخری نبی ہونے کو جو تفاسیر واحادیث اور اجماع امت سے قطعی اور متواتر طور پر ثابت ہوچکے ہیں انہیں عوام اور جاہلوں کا خیال بتلانا۔ انہیں یعنی حضور علیہ السلام صحابہ کرام ائمہ دین کو کوتاہ فہم ٹھہرانا تمام امت کو عوام اور نافہم قرار دینا۔

مخالفین معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کو اھل فھم بتلانا:

معنی متواتر قطعی جو ثابت باحادیث واجماع ہیں کچھ فضیلت نہ ماننا۔ اس متواتر معنی کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا اور کہنا۔ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی جب تک صحیح نہیں کہ یہ مانو کہ یہ مدح کا مقام ہے اور یہ وصف اوصاف مدح میں سے ہے۔

اگر حضور علیہ السلام کو آخری نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح جانے تو خدا کی طرف یاوہ گوئی کا وہم ہونا اور

حضور کی جانب نقصان قدر کا احتمال پیدا کرنا اور یاوہ گوئی۔ بیہودہ بکواس کو کہتے ہیں اور اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔ ان تمام کفر کے ہوتے ہوئے مولوی سرفراز صاحب کو اس میں کوئی سقم نظر نہیں آتا اور وہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تین عبارتوں کو ملا کر کفریہ معنی پیدا کر لئے۔ مولوی صاحب سے سوال یہ ہے کہ ان تین عبارتوں کا مجموعہ کفر ہے یا فرداً فرداً کفر ہے۔ اگر فرداً فرداً کفر ہے تو ملا کر وہ عبارات کیسے کفریہ نہ ہونگی۔ اور اگر فرداً فرداً کفر ہے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کیا قصور ہے اگر مجموعہ کفر ہے تو اگر وہ عبارات فرداً فرداً ٹھیک تھیں تو ان کا مجموعہ کفر کیوں ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''تحذیر الناس'' کی جو عبارات نقل کی ہیں ان میں سے ہر ایک عبارت مستقل کفر ہے سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ نانوتوی کے نزدیک اس آیت میں ختم نبوت مرتبی مطابقۃ مراد ہے اور ختم نبوت زمانی التزاماً مراد ہے حضرت یہ فرمائیں کہ خاتم النبین کا یہ معنی کہ حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء بالعرض نبی ہیں کس حدیث میں ہے اور کونسی تفسیر میں ہے آپ تو ماشاء اللہ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں کسی ایک کتاب کا حوالہ پیش کریں ورنہ آیت معلوم پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں۔ مفتی دیوبند محمد شفیع اپنی کتاب ''ہدیۃ المھدیین'' میں کہتے ہیں۔ ان اللغة العربية حاكمة بان معنى خاتم النبين فى الاية هو آخر النبين لا غير

ترجمہ: بے شک لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبین کا لفظ ہے اس کا معنی آخری نبی ہے نہ کچھ اور ''(هدية المهديين' صفحہ نمبر ۲۱)

مفتی شفیع ہی روح المعانی سے ناقل ہیں۔ ''كونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبين مما نطقت به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه'' حضور علیہ السلام کا خاتم النبین ہونا قرآن سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے جو اس کے خلاف دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

نانوتوی صاحب نے آیت کی یہ تفسیر بالرائے کی ہے اور خود انہوں نے ''تحذیر الناس'' میں حدیث نقل کی ہے کہ جو آدمی قرآن کی تفسیر بالرائے کرے وہ کافر ہے۔ اگر نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے تو وہ اثر ابن عباس کی تصحیح وتقویت کیوں کر رہے ہیں کیونکہ اس میں بالفصل حضور علیہ السلام کی مثل چھ نبی تسلیم کیے گئے ہیں لہٰذا نانوتوی صاحب کا تمام تفاسیر اور احادیث کو رد کر دینا گمراہی نہیں تو کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اعتراض یہ کیا تھا کہ خاتم النبین کے معنی آخری نبی خود حضور علیہ السلام نے فرمائے ہیں اور نانوتوی صاحب یہ معنی کرنے والے کو اہل فہم کے مقابلے میں ذکر کر رہے ہیں لہٰذا لازم آیا کہ حضور علیہ السلام اہل فہم نہیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے

قاسم العلوم کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ ''جز انبیاء علھیم السلام یار اسخین فی العلم همه عوام'' اندر باب تفسیر میں سوائے انبیاء کرام یا راسخین فی العلم کے سارے عوام ہیں لیکن ''تحذیر الناس'' میں اس نے خاتم النبین کا معنی آخری نبی کرنے والوں کو عوام قرار دیا ہے اور ان کو اہل فہم کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے اور حضور علیہ السلام نے خود خاتم النبین کا معنی لا نبی بعدی ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب دکھائیں کہ حضور علیہ السلام نے خاتم النبین کا معنی بالذات نبی کیا ہو الہٰذا قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب نے اس آیت سے ختم نبوت سمجھنے والوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے۔ عوام' نافہم' ضروریات دین کی طرف کم التفات رکھنے والے کم فہم' مقام مدح کے سمجھنے سے قاصر' اوصاف فضائل کی معرفت سے ناآشنا تناسب جمل قرآنی سے ناواقف عطف واستدراک کے فوائد سے جاہل' ذکر و عدم ذکر کے مقاصد سے لاعلم کلام الٰہی کی بے ربطی سے نادان۔ نانوتوی صاحب کا خیال ہے کہ اگر اس آیت کا معنی یہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں تو کلام میں بے ربطی پیدا ہو جاتی ہے اور لکن کے ماقبل اور مابعد میں کوئی تناسب نہیں رہتا اس سے لازم آیا کہ حضور علیہ السلام صحابہ کرام ائمہ دین نے اس سے جو آخری نبی والا معنی سمجھا تو ان کو پتہ نہ چلا کہ اس صورت میں کیا خرابیاں لازم آئیں گی۔

نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ اگر بوجہ کم التفاتی کے بڑوں کا فہم اس مضمون تک نہیں پہنچا تو ان کی شان میں کوئی گستاخی لازم نہیں آئیگی۔ لیکن یہ بات عقل سے ماوراء ہے کہ دین کی اتنی اہم چیز کے بارے میں نبی علیہ السلام اور صحابہ و تابعین توجہ نہ کریں اور چودھویں صدی کے ایک عالم توجہ کریں۔

مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ترجمہ پر جو انہوں نے ''تحذیر الناس'' کی عبارت کا کیا ہے۔ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ''تحذیر الناس'' میں بالذات کا لفظ تھا تو اس سے بطور مفہوم مخالفت یہ مطلب نکلتا تھا تقدم یا تاخر زمانی میں بالعرض فضیلت ہے حالانکہ سرفراز کا یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ اگلی عبارت ہے پھر مقام مدح میں **ولکن رسول الله و خاتم النبين** فرمانا اس صورت میں کیونکہ اگلی عبارت ہے پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ مقام مدح میں مذکور ہونے کے لئے کسی وصف کا بالذات ہونا ضروری نہیں نانوتوی صاحب کے نزدیک حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء بالعرض حالانکہ باقی انبیاء کی نبوت کو ان کی تعریف کے مقام میں ذکر کیا گیا ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند کا یہ کہنا کہ وہ بالعرض فضیلت کے قائل ہیں یہ غلط ہے خود نانوتوی صاحب اپنے مکتوب میں جو انہوں نے مولوی فاضل کو لکھا فرماتے ہیں۔

معنی خاتم النبین در نظر ظاهر پرستان همیں باشد که زمانه نبوی آخراست از زمانه گذشته و باز نبی دیگر نخواهد آمد مگر میدانی که ایں سخن ایست که مدحی است دراں نه ذمی۔

ترجمہ: خاتم النبین کا معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ گذشتہ انبیاء کرام سے آخر کا رہے اوراب کوئی نبی نہیں آئیگا مگر آپ یہ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس میں نہ تعریف ہے اورنہ مذمت ہے۔(انوارالنجوم ترجمہ قاسم العلوم صفحہ نمبر ۵۵)

اس عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ آخری نبی ہونا قاسم نانوتوی کے نزدیک تعریف والی بات نہیں ہے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی طرف سے کوئی فتویٰ کفر نہیں دیا بلکہ ''شفا شریف'' میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کی معنی آخری نبی کے علاوہ کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔ ''لا نه اخبر صلی الله علیه و آله و سلم انه خاتم النبين لانبی بعد اخبر عن الله تعالیٰ انه خاتم النبين اجمعت الامة على حمل هذا لكلام على ظاهره وان مفهومه امرادبه دون تاويل ولا تخصيص فلاشك فی كفر هولاء الطوائف كلها قطعا واجماعاً وسمعاً''(شفا شریف، صفحہ نمبر ۲۸۵)

اس لئے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اوراسی پرامت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے جو اس کا انکار کرے یہ قطعی اوراجماعی عقیدہ ہے۔

مفتی شفیع دیوبندی کا بانی مدرسہ دیوبند کو کافر کہنا:

مولانا صفدر کے استادمحترم مفتی شفیع دیوبندی کراچی والے نے اس عبارت کو ختم نبوۃ فی الاثار صفحہ نمبر ۱۰۷ پر نقل کیا ہے۔مولوی سرفراز صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لئے نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے قائل تھے ''تحذیر الناس'' کی یہ عبارت نقل کی ہے سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسے تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔اس عبارت سے تو ثابت ہوا کہ جو وتروں کی تعداد تین سے کم یا زیادہ مانے وہ نانوتوی صاحب کے نزدیک کافر ہے۔حالانکہ ان کی تعداد میں علمائے امت کے درمیان شدید اختلاف ہے ایک

رکعت کے قائلین سے لے کر تیرہ تک کے قائلین ملتے ہیں اور روایات بھی ہر قسم کی ملتی ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے (اختصار کیوجہ سے ترجمہ پیش خدمت ہے)

ہم نے جب سے لوگوں کو پایا ہے انہیں تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور گنجائش سب میں ہے ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت قاسم کے قول کے معنی یہ ہے کہ وتر ایک رکعات' تین رکعت' پانچ رکعت اور سات رکعت سب جائز ہے۔

نانوتوی کا ائمہ ھدیٰ کی تکفیر کرنا:

نانوتوی صاحب کے کلام سے لازم آیا کہ جو ایک' پانچ' سات' نو' گیارہ یا تیرہ کے قائلین ہیں وہ سب کافر ہیں۔ اس بحث کے آخر میں ہم دیوبندیوں کے خاتم الحفاظ انور شاہ کشمیری کا کلام پیش کرتے ہیں اختصار کے پیش نظر صرف اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس کے اثر مذکورہ کی شرح میں مولانا نانوتوی نے ایک مستقل رسالہ ''تحذیر الناس'' عن انکار اثر ابن عباس لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی اور خاتم کسی دوسری زمین میں ہو تو **محمد رسول اللہ** ﷺ کی خاتمیت کے خلاف نہیں جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے اس اثر میں مذکور ہے اور مولانا نانوتوی کے کلام سے ظاہر جو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان سات زمینوں کے لئے ہیں۔ اور قرآن سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان اسی زمین کیلئے ہیں۔ فیض الباری جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۳۳ انور شاہ کشمیری جو بالواسطہ نانوتوی صاحب کے شاگرد ہیں نے وضاحت کے ساتھ نانوتوی کے کلام کو قرآن کے خلاف قرار دیا ہے۔ فیض الباری کی ایک اور عبارت کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ہم نے اثر مذکور کو شاذ پایا اور اس کے ساتھ ہماری نماز اور روزے کا کوئی امر متعلق نہیں نہ اس پر ہمارے ایمان سے کوئی امر موقوف ہے ہم نے مناسب جانا کہ اس کی شرح کو ترک کر دیں اور اے مخاطب اگر تیرے لیے کوئی چارہ نہیں اور تو اس بات پر مجبور ہے کہ ایسی چیز میں دخل انداز ہو جس کے بارے میں تجھے کچھ علم نہیں تو ارباب حقائق کے طریق پر تجھے یہ کہنا چاہیے کہ غالباً اثر مذکور میں سات زمینوں کے لفظ سے سات عوالم کو تعبیر کیا گیا ہے۔ جن میں تین کا وجود تو درجہ صحت کو پہنچ چکا ہے۔ عالم اجسام عالم مثال عالم برزخ پھر عالم ذر عالم نسمہ تو بے شک ان دونوں کے متعلق بھی حدیث وارد ہوئی ہے۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ دونوں مستقل عالم ہیں یا نہیں بس یہ پانچ عالم ہیں اور انہیں پانچ کی طرح دو اور بھی نکال لے تا کہ پورے سات ہو جائیں تو ایک چیز اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف نہیں گزرتی لیکن اس حال میں گزرتی ہے کہ اس عالم کے احوال لے لیتی ہے اور بے شک ایک شے کے

لئے اس عالم میں آنے سے پہلے کئی وجود شرع مطہر میں ثابت ہو چکے ہیں اور اس وقت تیرے لئے بغیر کسی دشواری کے یہ ممکن ہے کہ تو مختلف عالموں میں ایک ہی نبی ہونے کا التزام کرے۔ (فیض الباری جلد۳ صفحہ نمبر ۳۳٤)

''فیض الباری'' کی ان منقولہ عبارات سے پتہ چلا کہ نانوتوی کے بالواسطہ شاگرد کشمیری صاحب بھی اثر ابن عباس کی تحقیق کے بارے میں نانوتوی صاحب سے متفق نہیں اور انہوں نے لطیف انداز میں نانوتوی پر چوٹیں کی ہیں مولانا سرفراز صاحب صفدر نے یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ مولوی قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے قائل تھے فرمایا حضرت نانوتوی نے منطقی طور پر ختم نبوت ثابت کی ہے۔ کیونکہ نانوتوی صاحب نے فرمایا ہے مابالعرض کا سلسلہ مابالذات پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرے انبیاء وصف نبوت کے ساتھ بالعرض متصف ہیں حضور علیہ السلام بالذات متصف ہیں لہٰذا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہو گیا۔

قاسم نانوتوی کا باقی انبیاء کی نبوت سے انکار

سرفراز صاحب بھی قاسم نانوتوی کی اس عبارت کو ختم نبوت زمانی پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں حالانکہ اس طرح تو باقی انبیاء علیھم السلام کی نبوت سے تو انکار ہو جائے گا کیونکہ جو کسی وصف سے بالعرض موصوف ہو اس کے ساتھ اس کا اتصاف مجازی ہوتا ہے جس طرح جالس فی السفینہ کو بھی متحرک کہا جاتا ہے۔ کشتی وصف تحرک کے ساتھ حقیقتاً متصف ہے اور جو اس میں سوار ہے وہ مجازاً متصف ہے اور اس سے اس کی نفی بھی جائز ہوتی ہے جیسے کسی کو کہا جائے کہ تو شیر سے ہے تو اس سے شیر ہونے کی نفی کرنا بھی جائز ہے۔ مولانا سرفراز صاحب نے ''اتمام البرھان'' میں فرمایا ہے کہ حضرت نانوتوی نے واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض مراد لیا ہے۔ جیسے چابی کی حرکت ہاتھ کے واسطہ سے ہوتی ہے اور خود ہاتھ بھی حرکت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور دونوں متحرک ہونے کے ساتھ حقیقتاً متصف ہیں حالانکہ یہ حضرت کا سفید جھوٹ ہے کیونکہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبین کا معنی بالذات نبی کیا ہے اور حسین احمد مدنی نے ''شھاب ثاقب'' میں کشتی والی مثال دیکر وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کشتی وصف تحرک کے ساتھ حقیقتاً متصف ہے اور کشتی سوار مجازاً متصف ہے حسین احمد مدنی نے اسے واسطہ فی العروض قرار دیا ہے کشتی سوار کے لئے حرکت سے متصف ہونے کے لئے واسطہ فی العروض ہے اس طرح حضور علیہ السلام باقی انبیاء علیھم السلام کے لئے وصف نبوت میں واسطہ فی العروض ہیں مولوی صاحب نے تلبیس سے کام لیتے ہوئے واسطہ فی العروض کو واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض قرار دیا جس میں واسطہ اور ذوالواسطہ وصف سے حقیقتاً متصف ہوتے ہیں حالانکہ واسطہ فی

النبوت غیر سفیر محض اور واسطہ فی العروض آپس میں قسیم ہیں۔

اور علامہ موصوف کو علم ہوگا کہ ”قسیم الشیء یجب ان یکون غیرہ“ جو کسی شی کا قسیم ہوتا ہے ضروری ہے کہ وہ اس کا غیر ہو۔

نیز اس دلیل سے اگر نبوت کا آپ ﷺ پر مختتم ہونا ثابت ہوتا ہے تو ایمان اور علم کا بھی آپ پر ختم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی ”تحذیر الناس“ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر تحریر ہے کہ حضور علیہ السلام وصف ایمان سے بالذات متصف ہیں اور باقی لوگ بالعرض اور مابالعرض کا سلسلہ مابالذات پر ختم ہوتا ہے تو لازما آیا کہ ایمان بھی آپ ﷺ پر ختم ہو اور بعد میں کوئی مومن نہ ہو۔

اسی ”تحذیر الناس“ کے صفحہ نمبر ۱۱ پر ہے کہ علم حضور علیہ السلام میں بالذات ہے اور آپ ﷺ کے علاوہ باقیوں میں بالعرض ہے پھر ثابت ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی میں علم بھی نہیں ہے کیونکہ مابالعرض کا سلسلہ مابالذات پر ختم ہوتا ہے نیز لازم آئیگا کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد سارے جاہل ہوں دیوبندیوں کے خاتم الحفاظ انور کشمیری اپنے رسالہ خاتم النبین کے صفحہ نمبر ۳۷ میں فرماتے ہیں۔ ”وارده مابالذات و مابالعرض عرف فلسفه است نه عرف قرآن کریم نه حوار عرب نه نظم راهیچ گونا ایما ودلالت بر آن اضافه استفاده نبوت زیاده است بر قرآن محض باتباع هواء“۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ مابالذات اور مابالعرض فلسفے کا عرف ہے قرآن کریم اور محاورات عرب سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ الفاظ میں اس کی طرف کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس پر کوئی دلالت موجود نہیں پس مراد قرآنی پر استفادہ نبوت کا اضافہ کرنا قرآن پر زیادتی ہے اور خالصتاً خواہش نفسانی کی اتباع ہے۔

سرفراز صاحب اب تو مان جائیے کہ نانوتوی صاحب نے قرآن کی تفسیر بالرائے کی ہے۔ آپ کے خاتم الحفاظ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی تمام عبارت کا رخ یقیناً ”تحذیر الناس“ کی طرف ہے اور نانوتوی صاحب نے اسی ”تحذیر الناس“ میں تفسیر بالرائے کرنے والے کے لئے حدیث نقل کی ہے کہ۔

حدیث:۔ ”من فسر القرآن برایه فلیتبوء مقعده من النار“۔ جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ کافر ہے۔

آج تک کسی مفسر اور کسی عالم نے خاتم النبین کی یہ تفسیر نہیں کی جو نانوتوی صاحب نے کی ہے اگر کسی نے کی ہے

تو اس کا حوالہ دیا جائے۔ نیز یہ جو کہا ہے کہ ما بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر ختم ہوتا ہے۔ یہ ماضی کی جانب ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان کا وجود اپنے سے پہلے انسان والد کی وجہ سے ہے اس طرح اس کا اپنے سے پہلے کی وجہ سے اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے تو تسلسل لازم آئے گا جو باطل ہے اگر کسی ممکن پر جا کر رکے تو ما بالعرض کا تحقیق بغیر ما بالذات کے لازم آئے اور یہ بھی باطل ہے اور اگر ما بالذات پر ختم ہو تو ثابت ہو گیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں کیونکہ وہ واجب الوجود ہے اور باقی ممکن ہے اور واجب ممکن کے لئے علت ہے۔ نیز یہ کہنا کہ خاتمیت ذاتی ختم زمانی کو مستلزم ہے غلط ہے کیونکہ اسی ''تحذیر الناس'' کے صفحہ نمبر ۱۳ پر مرقوم ہے اگر بالعرض آپ کے زمانے میں کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور قائم رہتا ہے۔ صفحہ نمبر ۲۵ پر کہتے ہیں اور اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔

کیونکہ ان کے نزدیک اگر نیا نبی آ جائے تو خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آتا تو جب خاتمیت زمانی جو لازم تھی باطل ہو گی تو خاتمیت ذاتی جو ملزوم تھی وہ بھی باطل ہو گئی کیونکہ لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان پر دلیل ہوتا ہے۔ بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ یہاں بالعرض کا لفظ ہے لہٰذا عبارت ٹھیک ہے، ان سے چند استفسار کیے جاتے ہیں امید ہے وہ جواب دیں گے۔ اگر کوئی کہے بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال دی جائیں تو اس کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئیگا تو کیا اس کی بینائی میں فرق نہیں آئے گا؟ اگر کوئی کہے بالفرض کوئی مسلمان اللہ کے الہ ہونے کے بعد کسی اور کو اِلہ مانے تو اس کے عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اگر مسئولہ بالا عبارات ٹھیک ہیں تو ''تحذیر الناس'' کی عبارت بھی ٹھیک ہے''واذلیس فلیس''

مولانا سرفراز صاحب نے اپنے رسالہ ملاعلی قاری اور علم غیب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ملاعلی قاری کی مفصل عبارات حجت ہیں، وہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ ﴿بعد العلم بخاتميته السلام لايجوز الفرض و التقدير ايضا﴾ یہ جاننے کے بعد کہ حضور علیہ السلام خاتم النبین ہیں فرض اور تقریر کے طور پر کسی نبی کے آنے کا قول کرنا جائز نہیں۔ دیوبندی حضرات اپنے مولویوں کے بارے میں جو یہ کہہ رہے ہیں ان کا مقصد یہ نہیں تھا بلکہ اور مقصد تھا اس کے بارے میں ملاعلی قاری فرماتے ہیں۔ ﴿من القاعدة المقررة ان تعين حراد لايدفع الايراد﴾ پختہ قاعدہ ہے کہ مراد کا متعین کر دینا اعتراض کو دور نہیں کرتا تھا۔ (جلد ٤ صفحہ نمبر)

سرفراز صاحب نے مناظرہ عجیبہ کی عبارات پیش کی ہیں جن میں نانوتوی صاحب نے فرمایا خاتمیت زمانی میرا عقیدہ ہے اگر خاتمیت زمانی ان کا عقیدہ ہے تو انہوں نے اثر ابن عباس کی وضاحت میں مستقل رسالہ کیوں تصنیف کیا کیونکہ اس اثر میں تو حضور علیہ السلام کی مثل چھ نبی تسلیم کیے گئے ہیں اور ظاہر مفہوم کے لحاظ سے ختم نبوت کے منافی ہے اور مصنف ''تحذیر الناس'' نے اس کو صحیح تسلیم کر کے آیت میں تاویل کر دی اور اس کا جو منقول متواتر معنی تھا اس کو خیال عوام قرار دیا۔ جب مصنف ''تحذیر الناس'' اس اثر کے مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں تو وہ ختم زمانی کے قائل کیسے ہیں اس کے ظاہری مفہوم کو دیکھتے ہوئے علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اس کو اسرائیلیات سے قرار دیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی اور علامہ آلوسی نے اس کی تاویل کی ہے لہٰذا جب تک نانوتوی صاحب کی کوئی ایسی عبارت نہ دکھائی جائے جس میں انہوں نے کہا ہو کہ میں نے خاتم النبین کے اصلی معنی کی تغلیط کر کے جو نیا معنی گھڑا تھا اس سے توبہ کرتا ہوں اس وقت تک بات نہیں بن سکتی۔ مرتضٰی حسن دربھنگی ''اشد العذاب'' میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو آیت خاتم النبین کے مضمون کا انکار کیا ہے جب تک مرزائی ان کی توبہ اس انکار سے نہ دکھائیں ان کی کوئی بات قبول نہیں لہٰذا یہ قانون یہاں بھی چلے گا اور دیوبندیوں کو ثابت کرنا پڑے گا کہ نانوتوی صاحب نے جو نیا معنی گھڑا تھا اور خود اس کو ایجاد بندہ قرار دیا تھا انہوں نے اس سے توبہ کر لی ہے۔

﴿ودونہ' خرط القبتاد﴾

آخر میں دیوبندی مولوی محمد شفیع کی عبارت پیش کی جاتی ہے وہ سرفراز صاحب کے استاد بھی ہیں امید ہے کہ حضرت ان کا لحاظ فرمائیں گے۔ مفتی شفیع اپنی کتاب ''ختم نبوت'' کے صفحہ نمبر ۱۰۸ پر فرماتے ہیں۔

خوب سمجھ لو کہ تمام امت خاتم النبین سے یہی سمجھی ہے کہ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کیساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس اور ہذیان ہے اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے۔

اب تو مفتی دیوبند محمد شفیع نے قاسم نانوتوی کو کافر کہہ دیا لہٰذا بلا وجہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نہ کوسیے بلکہ توبہ کیجئے۔

سرفراز صاحب نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ مولانا دیدار علی شاہ نے فرمایا کہ مولانا واستاذنا مولانا

محمد قاسم صاحب مغفور کے فتوی کی نقول میرے پاس موجود ہیں مقدمہ کے اندر ہم نے اس کے جھوٹ کا مکمل و مفصل جواب دیا ہے۔ مزید اس بارے میں گذارش ہے کہ مولانا دیدار علی شاہ صاحب حسام الحرمین کے سخت حامی اور مؤید ہیں الصوارم الھندیہ میں آپ کا ارشاد موجود ہے۔ حسام الحرمین جو فتوی علمائے حرمین شریفین ہے وہ سرتاپا حق اور بجا ہے اور جن اقوال پر فتوی دیا گیا ہے۔ فریقین میں منصف کو ان کتابوں سے ان اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے نفع نہیں بخشا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حق بات سمجھنے کی توفیق اور انصاف دے اور ان بے دینوں سے اپنے امن میں رکھے۔

اب سرفراز صاحب کو یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں ہوگی کہ حسام الحرمین میں نانوتوی صاحب پر فتوی کفر ہے۔ کیونکہ اس چیز سے حضرت صاحب آگاہ ہیں تو جب حسام الحرمین کی تائید ہوگی تو اس میں مندرج سارے فتوؤں کی تائید ہوگی لہٰذا جو قول سرفراز صاحب نے ان کی طرف منسوب کیا ہے وہ افترا ہے۔﴿انما یفتری الکذب الذین لایؤ منون﴾ پارہ ١٤ سورۃ نحل

اس بحث میں اختصاراً یہی کافی ہے جو حضرات تفصیل کیساتھ ''تحذیر الناس'' کا رد دیکھنا چاہیں التبشیر بردالتحذیر جو غزالی زماں حضرت علاماں کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے اس کا مطالعہ کریں۔ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''التنویر'' بھی اس موضوع پر لکھی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ بھی سود مند رہے گا حضرت العلام مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ''تحذیر الناس'' کا رد لکھا ہے جو زیر طبع ہے۔

اور ''تحذیر الناس'' کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ صاحب کے اٹھارہ سوالات ہیں جو حضرت قبلہ شرف صاحب نے مختلف دیوبندی مدارس میں بھجوائے لیکن ان کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ عنقریب افادہ عوام کے لیے ان کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

ان صفحات میں بقدر ضرورت اس بارے میں بحث کی گئی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ یہی نانوتوی صاحب اپنی کتاب ''تصفیۃ العقائد'' کے صفحہ نمبر ٢٨ پر لکھتے ہیں بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔ اس عبارت میں انبیاء کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ دروغ صریح کی مرتکب ہیں اور ہر قسم کے جھوٹ کا مرتکب کہنا اور یہ کہنا کہ ان کے لئے ہر قسم کے جھوٹ سے معصوم ہونا ضروری نہیں کتنی بڑی بے ادبی ہے۔

امید ہے جب سرفراز صاحب عبارات اکابر کا دوسرا حصہ لکھیں گے تو دوسری عبارتوں کے علاوہ جن کے جوابات پہلے حصے میں نہیں دیے اس عبارت کا بھی جواب دیں گے قاسم نانوتوی صاحب کی ایک اور عبارت آپ کے ذوق کی نذر کرتا چلوں، ملاحظہ ہو "تحذیر الناس" صفحہ نمبر ۵ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیھم السلام علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں عمل میں بظاہر امتی بڑھ بھی جاتے ہیں۔

یہاں مولوی صاحب نے بظاہر کے لفظ سے بڑا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اور کئی اوراق سیاہ کر دیے ہیں۔ حالانکہ عبارت میں لفظ ہی استعمال ہوا ہے اس کے ذریعے حصر ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک قوت علمی میں انبیاء کو امتیاز ہوتا ہے قوت عملی میں نہیں ہوتا بظاہر کا لفظ یہاں مہمل ہے کیونکہ حصر تو لفظ ہی کے ذریعے ہو گیا تو کیا سرفراز صاحب کو معلوم نہیں کہ وہ انبیاء علیھم السلام کے بارے میں کہنا کہ امتی اعمال میں ان سے بڑھ جاتے ہیں انبیاء کی تنقیص ہے اور کتاب کے مقدمے میں سرفراز صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ انبیاء کی توہین کفر ہے تو اب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بارے کہنا کہ انہوں نے انگریز کا ایجنٹ ہونے کی وجہ سے اکابر دیوبند کو کافر کہا ہے سفید جھوٹ ہے سرفراز اپنی ہر کتاب میں کہتے رہتے ہیں کہ مولانا رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ انگریز کے ایجنٹ تھے اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ انہوں نے فتویٰ دیا تھا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔

گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ میں کہتے ہیں کہ ہندوستان دارالاسلام ہے ۔اشرف علی تھانوی صاحب تذکیر الاخوان میں کہتے ہیں کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اب گنگوہی اور تھانوی کے بارے میں کیا ارشاد ہے ﴿مالکم لاتنطقون﴾ نیز حضرت موصوف ارشاد فرمائیں کہ آج کل ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام اگر ہندو حکومت ہو تو دارالاسلام نگریز کی حکومت ہو تو دارلحرب ہو اس تفریق کی کیا وجہ ہے حالانکہ انگریز اہل کتاب ہیں اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح بھی جائز ہے۔ ﴿کماقال تبارك و تعالیٰ طعام الذین اوتو الکتان حل الکم و المحصنات من الذین اوتو الکتاب حل لکم﴾ اور اگر اب ہندوستان دارالحرب ہے تو وہاں کے دیوبندی وہاں سے ہجرت کیوں نہیں کرتے۔

باب سوم

سرفراز صاحب جب بزعم خویش اسماعیل دہلوی اور قاسم نانوتوی کی صفائی پیش کر چکے تو گنگوہی صاحب کی صفائی پیش کرنے کی تیاری شروع کی پہلے سرفراز صاحب صفدر نے گنگوہی صاحب کا نسب نامہ پیش کیا اور صرف باپ کا نام لکھا ان کے دادے کا نام نہیں لکھا۔ پہلے تذکرۃ الرشید سے گنگوہی صاحب کا نسب نامہ پیش کیا جاتا ہے۔

رشید احمد ابن ہدایت احمد بن پیر بخش اور ماں کی طرف سے نسب نامہ یوں ہے کریم النساء بنت فرید بخش مولوی اسماعیل دہلوی ''تقویۃ الایمان'' صفحہ نمبر ۵ پر فرماتے ہیں کہ کوئی نام رکھتا ہے علی بخش، پیر بخش غلام محی الدین، غلام معین الدین یہ سب جھوٹے مسلمان شرک میں مبتلا ہیں۔

اب حضرت صاحب سے استفسار یہ ہے کہ گنگوہی صاحب کے دادا نانا مشرک ہیں تو پھر گنگوہی صاحب کا نسب نامہ مشکوک تو نہیں ہو جائے گا۔ گنگوہی صاحب اسی کتاب کی تعریف و تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کتاب ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۴) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اس کا رکھنا پڑھنا عین اسلام ہے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں تمام ''تقویۃ الایمان'' پر عمل کرے اس کے سب مسائل صحیح ہیں۔

بہشتی زیور میں تھانوی صاحب نے بھی پیر بخش، علی بخش فرید بخش نام رکھنا شرک قرار دیا ہے۔ گویا تھانوی صاحب کے نزدیک گنگوہی صاحب کے دادا نانا مشرک تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے حرمین کے سامنے گنگوہی کا ایک فتویٰ پیش کیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے وقوع کذب کا قائل ہو اس کی تکفیر اور تفسیق نہیں کرنی چاہیے گنگوہی صاحب کے فتوی کی فوٹو کاپی کئی علماء اہلسنت کے پاس موجود ہے ذیل میں گنگوہی صاحب کا فتویٰ نقل کیا جاتا ہے پہلے سوال کی عبارت ملاحظہ ہو۔

دو شخص کذب باری تعالیٰ میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔﴿ان الله لايغفران يشرك به و يغفر مادون ذالك لمن يشاء﴾ لفظ ''ما'' عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو اس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی فرما دے گا اور دوسری آیت میں ہے۔﴿من قتل مومناً متعمداً فجزا ؤه جهنم﴾ اب یہاں لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس

سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل بالعمد کی مغفرت نہیں ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری تعالیٰ ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت میں **یغفر** ہے نہ کہ **یمکن ان یغفر** یہ سن کر اس قائل نے جواب دیا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں اور دوسرا قول اس قائل کا یہ ہے کہ **کذب علی العموم فبیح بالطبع** نہیں آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر۔ اگر مسلمان ہے تو بدعتی ضال ہے یا اہل سنت والجماعت باوجود قول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے۔ (فتاوی رشیدیه صفحه نمبر)

اب گنگوہی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔ حضرت نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ خلف وعید خاص اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقعہ کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے اور گاہ وعدہ' گاہ خبر اور یہ سب کذب کی انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے اگر انسان ہوگا تو حیوان بھی ضرور ہوگا لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہونگے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بنا علیہ اس ثابت کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہے۔ مگر تاہم متقدمین میں کے مذہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں لہٰذا اس ثالث کو تفسیق و تکفیر سے مامون کرنا چاہیے۔ (رشید احمد گنگوهی۔ ۱۳۰۱)

مولوی سرفراز کا خیال ہے کہ مندرجہ بالا فتویٰ خود ساختہ ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی طرف سے گھڑ کر علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا اور اس کے ثبوت میں سرفراز صاحب نے فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۰ سے گنگوہی کا فتوی نقل کیا ہے جس میں گنگوہی نے وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائلین کی تکفیر کی ہے پہلے سوال ملاحظہ ہو۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے۔ گنگوہی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

حضرت گنگوہی صاحب نے فرمایا ذات پاک حق تعالیٰ منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جائے اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں جو شخص تبارک وتعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے اور زبان سے کہے وہ ہرگز مومن نہیں وہ قطعاً کافر ہے۔ ملعون ہے اور مخالف قرآن وحدیث اور اجماع امت کا ہے۔

سرفراز صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اگر گنگوہی صاحب وقوع کذب کے قائل ہوتے اور اس کے معتقد کو کافر کہنے سے منع کرنے والے ہوتے تو فتاویٰ رشیدیہ میں وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل کی تکفیر نہ کرتے جب انہوں

نے وقوع کذب کے قائلین کی تکفیر کردی تو ثابت ہوا کہ عدم تکفیر والا فتوی جعلی ہے لیکن یہ احتمال بھی تو ہوسکتا ہے کہ گنگوہی صاحب نے پہلے وہ فتویٰ دیا ہو لیکن فتاوی رشیدیہ کے طبع کرانے والے اور ناشر چونکہ دیوبندی تھے لہٰذا انہوں نے فتاوی رشیدیہ میں وہ فتویٰ درج نہ کیا ہو اور اس کی بجائے اپنی طرف سے گھڑ کر تکفیر والا فتویٰ اس میں درج کر دیا ہو اور تکفیر کے ڈر سے پہلا فتویٰ دبا دیا گیا ہو۔ جس طرح براہین قاطعہ گنگوہی نے خود لکھ کر خلیل احمد سہارنپوری کے نام سے شائع کروائی اسی طرح ایک کتاب ''تقدیس القدیر'' کسی اور کے نام سے شائع کروائی اس ''تقدیس القدیر'' کی چند عبارات ملاحظہ ہوں جواز وقوع میں بحث ہے۔ (''تقدیس'' صفحہ نمبر ۷۸)

گفتگو ''جواز وقوعی'' میں ہے نہ ''جواز مکانی'' میں۔ صفحہ نمبر ۷۹

جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں۔ ''تقدیس'' صفحہ نمبر ۴۴

''تقدیس القدیر'' صفحہ نمبر ۲۱ پر فرماتے ہیں کذب جنس ہے خلف وعید اس کی ایک نوع ہے اور میزان منطق کا طالبعلم بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم ہے پس یہ فرمانا کہ جواز خلف وعید کے معتقد جواز کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا ہے علماء متکلمین کو کوئی ایسا گمان کرسکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس ضروری ہے کہ وہ جواز کذب کے قائل ہوں گے یہ وہی مضمون ہے جو براہین قاطعہ میں ہے کہ خلف وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکان خلف کی امکان کذب فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلف وعید نوع اس کی۔ براہین قاطعہ میں خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں امکان کذب کا مسئلہ اب تو کسی نے نہیں نکالا۔ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا خلف وعید جائز ہے یا نہیں۔ دیکھئے یہاں امکان کذب کو خلف وعید پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور خلف وعید بالفعل ہوگی لہٰذا اس پر کذب کو قیاس کیا گیا ہے تو وہ بھی بالفعل ہوگا کیونکہ مقیس اور مقیس علیہ میں مساوات ہوتی ہے لہٰذا آج کل کے وہابیوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں یہ محض دھوکہ ہے کیونکہ ان کے دلائل کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹا ہے۔ نعوذ باالله من ذلك

ایک دلیل امکان کذب پر دی جاتی ہے کہ ﴿ان الله علی کل شیء قدیر﴾ بیضاوی شریف میں صاف لکھا ہوا ہے کہ شی وہ ہے جو تین زمانوں میں سے کسی میں موجود ہو اور جب جھوٹ بھی یہاں شی میں داخل ہے تو پھر لازم آئیگا کہ اللہ تعالیٰ بالفعل کاذب ہو جائے لہٰذا منافقت چھوڑ و اور صاف اعلان کرو کہ ہم وقوع کذب کے قائل ہیں کیونکہ جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان سے وقوع ثابت ہوتا ہے نہ کہ فقط امکان۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ''اسکات المعتدی'' میں رقم طراز ہیں تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا فتویٰ اس کے باب میں مقصود ہے کہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں علی ھذا القیاس صاحب مسائرہ نے جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے۔(اسکات المعتدی صفحہ نمبر ۲۳)

دربھنگی صاحب دیوبندیوں کے وہ عالم ہیں جن کا کام یہی تھا کہ وہ اکابر دیوبند کی عبارات کی صفائیاں پیش کریں ان کی منقولہ بالا عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ گنگوہی صاحب کو وقوع کذب کا قائل مانتے ہیں تو تبھی کہہ رہے ہیں جن دوسرے اکابر کے کلام سے وقوع کذب لازم آ رہا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان کی تکفیر کیوں نہیں کرتے۔

سرفراز صاحب کو دربھنگی کی یہ عبارت دیکھنی چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ گنگوہی جی وقوع کذب کے قائل تھے یہ عذر لنگ کہ اگر وہ وقوع کذب کے قائل ہوتے تو وقوع کذب کے قائلین کی تکفیر کیوں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دیوبندی امکان کذب کے قائل بھی ہیں اور امکان کذب کے قائلین کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔سرفراز صاحب کے استاد محترم اور شیخ الاسلام حسین احمد ''شہاب ثاقب'' میں کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں بریلوی کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک خداوندا کرم جل جلالہٗ کاذب اور جھوٹا ہوسکتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو یہ سب بالکل غلط اور افترائے محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر اور زندیق کہتے ہیں(''شہاب ثاقب'' صفحہ نمبر ۱۰۵)

امکان کذب کی بحث کرتے ہوئے سرفراز صاحب خود تنقید متین میں لکھتے ہیں کسی چیز کے کر سکنے میں اور کرنے میں جو دقیق فرق ہے یا تو یہ لوگ اسے سمجھتے نہیں یا گڈ مڈ کر رہے ہیں (صفحہ نمبر ۱۶۱) اس عبارت میں صاف اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور مولوی موصوف کی پسندیدہ لغت کی کتاب نور اللغات میں لکھا ہوا ہے کہ امکان کا معنیٰ ہے ہوسکنا (صفحہ نمبر ۲۲۰)

اب امکان کذب کا عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر بھی کی جا رہی ہے اور عقیدہ بھی یہی ہے۔

مولوی حسین احمد مدنی ''شہاب ثاقب'' میں صفحہ نمبر ۱۰۵ پر فرماتے ہیں ہمارے اکابر صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند کریم جملہ عیوب سے پاک اور اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے اب بدیہی بات ہے کہ محال بالذات قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا اور تمام کتب کلامیہ میں تصریح ہے کہ قدرت ممکنات سے متعلق ہوتی ہے نہ کہ

واجبات اور مستحیلات سے۔

توجب دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے تو محمود الحسن کو جھد المقل لکھنے کی کیا ضرورت تھی اور مولوی سرفراز صاحب کو تنقید متین میں یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ جھوٹ بول سکنا اور بات ہے اور بالفعل جھوٹ بولنا اور بات ہے۔ امکان کذب کی بحث میں ان لوگوں نے جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا فرض سمجھ لیا ہے۔

مولوی سرفراز کا سارا زور اس پر ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے وقوع کذب والا فتویٰ خود گھڑ کر علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ وہ تو خود وقوع امکان کذب کے قائل کو کافر کہتے ہیں لہٰذا ان کا یہ فتویٰ کیسے ہوسکتا ہے کہ قائل وقوع کذب کی تکفیر و تفسیق نہیں کرنی چاہیے۔

گنگوھی کے متضاد فتاوے

اس سلسلے میں عرض یہ ہے متضاد فتویٰ دینا گنگوہی صاحب سے ہرگز بعید نہیں۔ اسی ''فتاوی رشیدیہ'' میں ان کے کئی متضاد فتوے موجود ہیں مثلاً ان سے سوال ہوا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا تو جواب ملا کہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے (''فتاوی رشیدیہ'' جلد اول صفحہ نمبر ۷) اور اسی فتاوی کے صفحہ نمبر ۶۲ پر رقم طراز ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا حال مجھے معلوم نہیں تو دیکھیے عقائد کو عمدہ بھی کہا جارہا ہے اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ ان کے عقائد کا حال مجھے معلوم نہیں۔

''فتاوی رشیدیہ'' جلد اول صفحہ نمبر ۲۱۹ پر فرمایا کہ جو اسماعیل دہلوی کا کافر کہے وہ خود کافر ہے اور جو ان کو مردود کہے وہ خود مردود ہے اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۸۷ پر فرمایا جو لوگ مولانا اسماعیل کو کافر کہتے ہیں تاویل کہتے ہیں اگرچہ تاویل ان کی غلط ہے لہٰذا ان لوگوں کو کافر نہ کہنا اور معاملہ کفار کا سا نہ کرنا چاہیے۔

اب ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ دونوں فتویٰ گنگوہی صاحب کے ہیں ایک فتوی میں کہتے ہیں کہ مولانا اسماعیل کو کافر کہنے والے خود کافر ہیں اور دوسرے فتوے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کو کافر کہنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہیے تو اگر گنگوہی صاحب نے قائل وقوع کذب باری تعالیٰ کی تکفیر بھی کی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے عدم تکفیر کا فتویٰ نہ دیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تکفیر والا فتوی پہلے کا ہو اور بعد میں تکفیر کرنے سے منع فرمادیا ہو جس طرح اسماعیل کو کافر کہنے والوں کو کافر بھی کہا اور کافر کہنے سے منع بھی فرمادیا۔ لہٰذا متضاد فتوے دینا حضرت سے قطعاً بعید نہیں پہلے کچھ کہہ دیا بعد میں کچھ کہہ دیا۔

مزید دیکھئے اسی ''فتاوی رشیدیہ'' جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۱ پر کہا جب انبیاء علیہم والسلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو یہ کلمہ مشابہ بکفر ہے۔ اسی فتاوی رشیدیہ میں ندائے یا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ندا غیر کو دور سے کرنا شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جائے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیں گے تو فی حد ذاتہ نہ شرک ہے نہ معصیت۔ صفحہ نمبر ۱۷۴

گنگوہی صاحب سے جب پوچھا گیا کہ ﴿یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ شیاءً للّٰہ﴾ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

تو اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا اور جلدی سے کسی کو کافر بنا دینا غیر مناسب ہے۔ (''فتاوی رشیدیہ'' صفحہ نمبر ۲۰۸)

اب دیکھئے ندا غیر اللہ کے بارے میں دو متضاد فتوے دیئے ہیں ایک جگہ ندائے غائبانہ اور دور سے پکارنے کو شرک قرار دیا ہے اور دوسری جگہ کہا کہ ''فی حد ذاتہ'' نہ شرک ہے نہ معصیت۔

اسی ''فتاوی رشیدیہ'' کے صفحہ نمبر ۴۹۵ پر کہا کہ شیعہ کافر ہیں، ان سے سنی عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا اگر نکاح ہو جائے تو بھی بغیر طلاق کے کسی اور سے نکاح کرسکتی ہے لیکن صفحہ نمبر ۲۹۶ پر ارشاد فرمایا جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو ان کی نعش کو ویسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر داب دینا چاہیے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونی چاہیے اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔

یہاں کوئی دیوبندی وہابی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہاں تفضیلی شیعہ مراد ہیں کیونکہ تفضیلی شیعہ کی تکفیر کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے اور گنگوہی صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک اس کو ویسے ہی دبا دینا چاہیے۔ لہٰذا یہاں تفضیلی ہرگز مراد نہیں ہے۔ اسی طرح کی کئی متضاد باتیں ''فتاوی رشیدیہ'' اور ''تذکرۃ الرشید'' وغیرہ میں موجود ہیں لہٰذا متضاد ہونا تو وہابیت کی جان ہے۔ ''صراط مستقیم'' اور ''تقویۃ الایمان'' اسماعیل کی مؤلفہ کتابیں ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک چیز ''صراط مستقیم'' میں عین ایمان ہے تو ''تقویۃ الایمان'' میں عین شرک ہے گنگوہی صاحب

نے اپنے فتاویٰ کے صفحہ نمبر ۲۹۷ پر کہتے ہیں کہ ''صراط مستقیم'' اور ''تقویۃ الایمان'' اسماعیل کی مؤلفہ کتابیں ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور کہا ہے کہ میں ان کتابوں سے خوب واقف ہوں۔

مؤلف دونوں کتابوں کا ایک ہے لیکن دونوں کتابیں ایک دوسرے کی ضد ہیں سرفراز صاحب نے اپنی کتاب میں ''فتاویٰ رشیدیہ'' سے حاجی امداد صاحب کی ایک عبارت امکان کذب کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ لیکن حضرت اپنی کتاب ''اتمام البرھان'' کے صفحہ نمبر ۱۵۵ پر فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیر اور شر کی شناخت کی ترازو قرآن کریم ہے نہ کہ حضرات علمائے کرام کا اجتہاد اور نہ حضرات صوفیائے کرام کے اقوال تو حضرت ارشاد فرمائیں کہ جب صوفیائے کرام کے اقوال خیر اور شر کی میزان نہیں ہوسکتے تو حاجی صاحب بھی تو صوفی ہیں ان کے قول سے آپ امکان کذب کیسے ثابت کریں گے۔ ملفوظات اشرف العلوم بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ صفحہ نمبر ۸۸ پر فرمایا۔ حاجی محمد علی انبیٹھوی کلیر شریف سے واپس آئے اور فرمایا کہ حاجی صاحب نے مجھ کو سماع کی اجازت دی ہے۔

گنگوھی کا حاجی امداد اللہ صاحب کی بات ماننے سے انکار:

حضرت مولانا گنگوہی صاحب دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے اور بہت بڑا مجمع تھا۔ مولانا سے اس کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا محمد علی غلط کہتا ہے اور اگر یہ صحیح کہتا ہے تو حاجی صاحب غلط کہتے ہیں حضرت حاجی مفتی نہیں ہیں یہ مسائل حضرت حاجی صاحب کو ہم سے پوچھنے چاہیں جب گنگوہی صاحب کے بقول وہ مسائل دینیہ سے بے خبر ہیں تو امکان کذب کے مسئلے میں وہ مسائل دینیہ سے باخبر اور مفتی کیسے بن گئے اور باقی مسائل میں مثلاً میلاد شریف عرس وغیرہ میں ان کی بات کیوں نہیں مانی جاتی صرف امکان کذب کے مسئلہ میں وہ حجت کیوں ہوگے مولوی مذکور نے ''اتمام البرھان'' میں خود لکھا ہے کہ مسائل شرعیہ میں طریقت کے بادشاہ کی بات حجت نہیں تو یہاں کیوں حجت ہوگئی آپ جب مرید ہوکر ان کی بات نہیں مانتے تو ہم پر کیوں ضروری ہے کہ ان کی بات پر عمل کریں۔

حضرت نے ''فتاوی رشیدیہ'' سے بیضاوی کی عبارت نقل کی ہے کہ ﴿عدم غفران الشرك مقتفى الوعيد فلا امتناع فيه لذاته﴾ اسی بیضاوی میں لايتطرق الكذب الى خبره بوجه لانه نقص وهو على الله محال

ترجمہ: کذب اللہ کی خبریں کسی طرح راہ نہیں پاسکتا کیونکہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

یہی عبارت تفسیر ابوسعود' کبیر' روح' المعانی' کشاف' مظہری' خازن اور مدارک وغیرہ میں بھی ہے اور کشاف کا حوالہ خصوصاً قابل غور ہے کہ معتزلی بھی امتناع کذب کے قائل ہیں لیکن یہ سنیت کے دعویدار اللہ پر امکان کذب کی تہمت

رکھتے ہیں۔ مسلم الثبوت جو داخل درس کتاب ہے اس میں بھی کہا گیا ہے کہ معتزلہ اور اہلسنت دونوں کے نزدیک جھوٹ محال ہے مولوی صاحب کی پیش کردہ عبارت جو انہوں نے بیضاوی سے پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرک کی مغفرت عقلاً ممکن ہے اور ممتنع بالغیر ہے اور جو دلیل اس کو ممتنع بنا رہی ہے وہ اللہ کے جھوٹ کا محال ہونا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن تھا تو اس نے مغفرت شرک کو محال بالغیر کیسے بنا دیا محال بالغیر وہی تو ہوتا ہے جو محال بالذات کو مستلزم ہو۔

مسئلہ امکان کذب کے رد میں جو حضرات تفصیلی دلائل دیکھنا چاہتے ہوں وہ کتاب ''سبحان السبوح'' اور حضرت غزالی زماں علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تسبیح الرحمان'' کا مطالعہ فرمائیں۔

اور حضرت علامہ سعیدی صاحب نے توضیح البیان میں اس پر شاندار بحث فرمائی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ مسٹر گنگوہی پر صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی کفر لگایا ہے یا وہ سرفراز صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے چنانچہ ''تذکرۃ الرشید'' کا حوالہ پیش خدمت ہے حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ اولیاء کے تصرفات مرنے کے بعد باقی رہتے ہیں۔ (صفحہ نمبر ۲۵۲)

مولوی مذکور اپنی مایہ ناز کتاب ''تسکین الصدور'' میں فرماتے ہیں مشرک کا معاملہ ہی جدا ہے وہ توسل میں غیر اللہ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب اور متصرف فی الامور سمجھ کر توسل کرتا ہے اور ان میں سے ایک ایک بات اپنے مقام پر کفر ہے۔ (صفحہ نمبر ۳۹۵)

سرفراز صاحب نے اپنی ایک اور کتاب ''گلدستہ توحید'' میں ''بحر الرائق'' سے نقل کیا ہے کہ جو آدمی میت کو اللہ کے علاوہ متصرف سمجھے وہ کافر ہے۔

تو اب سرفراز صاحب کے نزدیک بھی گنگوہی صاحب کا کفر ثابت ہو گیا حضرت نے تنقید متین میں اہلسنت پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ جو عقیدہ رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا غلط ہے کیونکہ جب کہ سایہ نہ ہو گا تو آپ ﷺ بشر بھی نہ ہوں گے اور اسی کتاب میں مسئلہ نور بشر پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ بشریت کا انکار کرنا کفر ہے اور حضور اکرم ﷺ کو بشر جاننا ضروریات دین سے ہے اور حضرت کے نزدیک جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا وہ بشریت کا منکر ہے اور بشریت کا منکر کافر ہے۔

گنگوہی صاحب امداد السلوک میں لکھتے ہیں کہ یہ بات متواتر روایات سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا سایہ نہیں تھا اور نور کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ہوتا ہے۔

صفدر صاحب کے فتویٰ کی رو سے گنگوہی صاحب کا کفر ثابت ہو گیا اب سوال یہ ہے کہ جب گنگوہی صاحب

آپ کے نزدیک بھی کافر ہیں اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک بھی کافر ہیں تو اس مسئلہ میں تو آپ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ متفق ہیں تو پھر سب شتم کا کیا جواز؟ یہ تو ہمارا اور آپ کا اجماعی مسلک ہوا وجہ میں اختلاف سہی لیکن اصل مدعا میں اور نظریہ میں تو کامل یکسانیت ہے حضرت کا پسندیدہ شعر حاضر ہے۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں درجاناں پہ جا ملے

باب چھارم

دربارہ خلیل احمد سھارنپوری

مولوی مذکور نے پہلے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عبارت حسام الحرمین سے نقل کی ہے ہم وہ عبارت قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ارشاد فرمایا:

چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہے اور یہ تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب ''براہین قاطعہ'' میں تصریح کی ہے اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگر ان چیزوں کو جن کو جوڑنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا برا قول خود اس کے بدالفاظ میں صفحہ 47 پر یوں ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت علمی کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت ﷺ نے اس پر مواخذہ کرتے ہوئے فرمایا کہ شرک تو اس چیز کا نام ہے کہ خدا کی صفت غیر اللہ میں ثابت کی جائے شیطان و ملک والموت کو آپ خدا مانتے ہیں کہ ان کے اندر یہ صفت مانی جائے تو شرک نہیں بنتی۔ (حسام الحرمین صفحہ 103)

مولوی مذکور نے اپنی کتاب ''اتمام البرھان'' کے صفحہ 73 پر لکھا ہے کہ '' میں نے اس کا جواب دیا ہے۔'' حالانکہ ''عبارات اکابر'' میں اس اعتراض کا قطعاً کوئی جواب نہیں دیا اور حضرت جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔ لہٰذا ہمیں آیت معلوم پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین''

عقائد قطعی بھی ھوتے ھیں اور ظنی بھی

مولوی سرفراز نے خلیل احمد سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا عقیدہ سے متعلق ہے اور عقیدہ قطعیات سے ثابت ہوتا ہے اور قیاس سے اس کا ثابت کرنا جہل ہے۔ پہلے تو یہ عرض ہے کہ مولانا عبدالسمیع نے اس کو قیاس سے ثابت نہیں کیا بلکہ دلالۃ النص سے ثابت کیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو جب ادنیٰ درجہ کی لطافت حاصل ہے تو ان کو روئے زمین کا علم حاصل ہے تو حضور ﷺ کو اعلیٰ درجہ کی لطافت حاصل ہے تو آپ ﷺ کو بطریق اولیٰ یہ علم حاصل ہوگا۔ ابھی تک ان کو قیاس اور دلالۃ النص کے درمیان فرق کا بھی پتہ نہیں ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ عقائد قطعیات سے ثابت ہوتے ہیں تو عقائد دو قسم کے ہوتے ہیں قطعی اور ظنی۔

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ اسمعیل قطعی جنتی ہے تو اس کے قطعی جنتی ہونے پر کون سی آیت یا خبر متواتر ہے۔ نیز تھانوی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی شان تمام کمالات عملیہ اور علمیہ میں یہ ہے کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر" تو تھانوی کے پاس جو قطعی دلیل ہے وہ خلیل احمد کو سنا دو۔ نیز المھند میں علمائے دیوبند نے لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ السلام کے روضہ اقدس کی شان عرش سے زیادہ ہے اور انہوں نے اس بات کو اپنا عقیدہ قرار دیا تو کیا اس عقیدہ پر تمہارے پاس کوئی قطعی دلیل ہے؟ تو ثابت ہوا کہ ہر عقیدہ قطعی نہیں ہوتا۔ عقائد دونوں قسم کے ہوتے ہیں۔۔۔۔ قطعی بھی اور ظنی بھی۔

علامہ پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ نبراس میں شرح عقائد میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اختصار کی خاطر ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس امر میں کوئی اخفا نہیں کہ یہ مسئلہ ظنی ہے جس میں ظنی دلائل پر اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ یہ شرح عقائد کی عبارت کا ترجمہ ہے، پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے فرمایا،

شارح کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ مسائل اعتقادیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس میں یقین مطلوب ہو جیسے واجب تعالیٰ کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق اور دوسری وہ جس میں ظن پر اکتفا کر لیا جائے جیسے تفضیل رسل کا مسئلہ (نبراس صفحہ 598) اسی مضمون کی عبارت شرح مواقف میں بھی موجود ہے۔ شرح عقائد اور نبراس کی عبارات سے ثابت ہوا کہ عقائد ظنیہ میں ظنی دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں۔

دوسرے نمبر پر مولوی مذکور نے یہ جواب دیا کہ مولوی خلیل احمد نے علم غیب کی نفی میں دو احادیث پیش کی ہیں اور ایک بحر الرائق کی عبارت پیش کی ہے۔

پہلی حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے۔ مولوی اسماعیل نے "تقویۃ الایمان" میں کہا یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا ("تقویۃ الایمان" صفحہ 18)

مولوی خلیل نے جو حدیث پیش کی ہے مولوی اسماعیل نے وہی حدیث نقل کر کے اس کا ترجمہ اور مطلب بیان کیا ہے۔ خلیل احمد اور اسماعیل کا ان احادیث سے استدلال کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام کا اپنی نجات کا علم نہیں کیونکہ "تقویۃ الایمان" کے تمام مسائل ان کے نزدیک صحیح ہیں اور تمام پر عمل کرنا واجب

ہے اوراس کا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے جیسا کہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ کے حوالے پہلے دیے جا چکے ہیں۔

مولوی سرفراز کا مفتی احمد یار خان صاحب رحمة الله علیه پر دھوکه دھی کا الزام

لیکن اس کے باوجود مولوی مذکور اپنی کتاب ''ازالۃ الریب'' کے صفحہ 290 پر سب لوگوں کی آنکھوں میں یوں دھول جھونکتا ہے۔ مفتی صاحب کا ہمارے ذمہ یہ بہتان لگانا کہ ہم کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اپنی نجات اور امت کی نجات کا علم نہیں ہے یہ مفتی صاحب کا دجل ہے۔ حالانکہ دجل تو آپ کا ہے کہ اپنی دو مستند کتابوں میں لکھا ہوا ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ مفتی صاحب ہم پر بہتان باندھتے ہیں۔ کچھ تو انسان کو شرم بھی کرنی چاہیے۔ اپنے آپ کو شیخ الحدیث بھی کہلوائے اور عمر بھی نوے سال سے تجاوز کر چکی ہو پھر بھی جھوٹ بولنے پر کمر بستہ ہو۔ کیا آخرت میں جواب دہی کا خوف بالکل جاتا رہا۔

قرآنی آیات سے تصریح که حضور نبی کریم علیه السلام کو اپنی عاقبت کا علم هے

ذیل میں چند آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اپنی نجات کا علم ہے یا نہیں۔

''عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً'' (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل)

'' والآ خرۃ خیرلك من الاولی ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ'' (پارہ نمبر 30)

''لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد الفتح وقاتلو کلاً وعد الله الحسنی'' (سورۃ حدید پارہ 27)

''والسبقون الا وّلون من المهاجرین والا نصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه'' (سورۃ توبہ پارہ نمبر 11)

''الآ ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنو و کانو یتقون لهم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ'' (سورۃ یونس پارہ 11)

''ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحز نوا وابشر وا بالجنة التی کنتم تو عدون ''

”ان الذين قالو اربنا الله ثم استقامو فلا خوف عليهم ولا هم یحزنون“ (پارہ26)

”لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر“ (پارہ26)

”لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتھا الانھار یوم لایخزی الله النبی والذین امنو معه نور ھم یسعی بین ایدیھم“ (پارہ28)

”قد افلح من تزکی“ (پارہ30)

”قدافلح المؤمنون الذین ھم فی صلا تھم خاشعون الزین یرثون الفردوس فیھا خالدون“ (پارہ18)

”والذی جاء بالصدق و صدق به اولئك ھم المتقون لھم مایشاؤن عندربھم“ (پارہ24)

” اعدت للمتقین ان الذین امنو وعملو الصالحات لھم جنات تجری من تحتھا الانھار و ذلك ھوالفوز الکبیر ولمن خاف مقام ربه جنتان“ (پارہ27)

الغرض سینکڑوں آیات سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کو اپنی نجات کا علم ہے اور اپنے امتیوں کے انجام کا علم ہے۔

احادیث رسول ﷺ سے ثبوت

مولوی سرفراز اور خلیل احمد سہارنپوری کہتے ہیں کہ عقیدہ میں قطعی دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ کیا مولوی خلیل احمد نے یہ قطعی دلیل پیش کی ہے حالانکہ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد ظنی ہوتی ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ انبیاء اولیاء کرام تو دوسروں کی شفاعت کریں گے اور کئی گناہگاروں کو جہنم میں جانے سے پہلے جنت میں داخل کروائیں گے اور کئی ایسے لوگ ہوں گے جن کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروایا جائے گا لیکن ان تمام احادیث کے ہوتے ہوئے وہابیوں کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو نہ اپنے انجام کا علم ہے اور نہ امت کے انجام کا علم ہے اس بارے میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہے، علی رضی اللہ عنہ جنتی ہے، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہے، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہے، ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ جنتی ہے، سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہے۔

ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف، مسند امام احمد کنز العمال، جامع صغیر، بخاری شریف میں حدیث ہے کہ ایک عورت نے جس کا بیٹا جنگ بدر میں شہید ہو گیا تھا آ کر عرض کی اگر میرا بیٹا حارثہ جنت میں ہے تو صبر کروں ورنہ اس پر افسوس کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ام حارثہ جنتیں کئی ہیں اور تیرا بیٹا سب سے اعلیٰ درجے میں ہے۔ (بخاری شریف جلد اول)

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة۔

موطا امام مالک میں ہے کہ سرکار فرماتی ہیں ما بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس کو فرمایا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو زندہ رہے تو تیری تعریف ہوتی رہے اور تیری وفات ہو تو شہادت نصیب ہو اور تو جنت میں داخل ہو۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں کتابیں تھیں جو کتاب آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے اس میں جنتیوں کے نام ہیں اور جو کتاب آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا کہ اس میں جہنمیوں اور ان کے آباؤ اجداد کے نام ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مسلم شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انا اول شافع و اول مشفع سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور سب سے پہلے شفاعت قبول بھی میری ہوگی۔

مسلم شریف میں ایک اور حدیث ہے "اتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بك امرت ان لا افتح لاحدٍ قبلك" میں جنت کے دروازے پر آؤں گا پس دربان کہے گا کہ آپ کون ہیں میں ارشاد فرماؤں گا کہ میں محمد ﷺ ہوں تو دربان کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے سب سے پہلے آپ ﷺ کے لئے ہی دروازہ کھولوں۔

مسلم شریف میں ایک اور حدیث ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "انا اول من یقرع باب الجنة" سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ من یضمن لی مابین لحییه و ما بین رجلیه اضمن له الجنة۔ جو مجھے ضمانت دے اس چیز کی جو اس کے جبڑوں کی درمیان ہے اور پاؤں کے درمیان ہے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جو دوسروں کے لئے جنت کے ضامن ہیں کیا معاذ اللہ انہیں اپنی نجات کا علم نہیں ہوگا۔

ترمذی شریف اور مسند امام احمد اور مستدرک میں حدیث ہے۔ الحسن و الحسین سید اشباب اهل الجنة۔ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

ترمذی شریف میں ایک اور ارشاد مروی ہے، ابو بکر و عمر سید اکهول اهل الجنة۔ حضرات شیخین

جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہوں گے۔

مسند امام احمد میں حدیث ہے، جنت تمام نبیوں پر حرام ہے جب تک میں داخل نہ ہوں جاؤں اور تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت داخل نہ ہو جائے۔

دارمی میں حدیث ہے۔ الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی۔ عزتیں ساری اور چابیاں سب خزانوں کی میرے ہاتھ میں ہوں گے۔

مسلم شریف میں حدیث ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تین دعاؤں کا اختیار دیا تھا دو میں نے مانگ لیں ہیں اور تیسری میں نے بچا کر رکھ لی ہے۔ اس دن کے لئے جب ساری مخلوق میرے در پر سوالی بن کر آئے گی حتیٰ کہ ابراھیم علیہ السلام بھی اخرت الثالثة لیوم یرغب الی الخلق کلھم ھتی ابراھیم تو جن کی مدد کا سہارا ابراھیم علیہ السلام ڈھونڈ رہے ہوں گے انہیں اپنے انجام کا علم کیسے نہ ہوگا۔

مسلم شریف میں ایک اور حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور آیات مبارکہ فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحیم ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم یہ دو آیات تلاوت فرما کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اللہ رب العزت نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جا کر پوچھو کہ تمہیں کونسی چیز رلا رہی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ ان کی بارگاہ میں جا کر عرض کرو کہ ہم آپ کو امت کے بارے میں راضی کریں گے۔ اور غمگین نہیں کرینگے۔

تفاسیر معتبرہ میں روایت ہے کہ آیت مبارکہ ﴿ولسوف یعطیك ربك فترضی﴾ نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا﴿ لا ارضی واحد من امتی فی النار ﴾ تفسیر روح المعانی، درمنثور، تفسیر کبیر، معالم التنزل، تفسیر خازن، مدارک، قرطبی، جمل، صاوی، بیضاوی، ابوسعود، نیشا پوری، تفسیر مظہری اور جامع البیان وغیرہ میں۔ اس کے علاوہ اور علماء نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مثلاً نواب صدیق حسن بھوپالی جو غیر مقلد وہابی ہے اس نے اپنی تفسیر فتح البیان کے اندر اس کو نقل کیا ہے۔

مسلم شریف میں حدیث ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت سے ستر ۷۰ ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔

ابوداؤد میں حدیث ہے۔ النبی فی الجنة الشھید فی الجنة والوئید فی الجنة۔ نبی جنتی ہے شہید جنتی

ہے اور زندہ در گور کیا ہوا ہے جنتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہا کرتا تھا ایک دن میں وضو کے لئے پانی لے کر آیا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو میں نے عرض کی کہ جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں گویا صحابی کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام جنت کے مالک ہیں اور جنت عطا کرنے پر قادر ہیں لیکن وہابی رٹ لگا رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کو نہ اپنے انجام کا پتہ ہے نہ امت کے انجام کا پتہ ہے اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

مسند ابو یعلی اور مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے چار ارب نوے کروڑ 4,900,000,000 آدمی بلاحساب و کتاب ضنت میں داخل ہوں گے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک بوڑھی عورت سے یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک کے بارے میں پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے پتہ ہے لیکن میں تب بتاؤں گی کہ جنت میں جب آپ مجھے اپنے ساتھ رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو اپنے والی جنت عطا فرما دو۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اس کو عطا فرما دی۔ یہ حدیث مستدرک جلد 2 ،طبرانی اوسط جلد 3 ،مجمع الزوائد، ابو یعلی میں صحیح سند کیساتھ منقول ہے۔

الغرض اسی مضمون کی ہزاروں احادیث ہیں یہ تو بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کی ہیں ورنہ ان احادیث کے لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔

سہارنپوری کی پیش کردہ روایت کی تحقیق

مولوی خلیل احمد نے جو روایت نقل کی ہے اس میں درایت کا لفظ ہے۔ مرقاۃ، ردالمختار، المنجد، مفردات امام راغب جس کا ترجمہ دیوبندیوں نے کیا ہے۔ میں لکھا ہے درایت کا معنیٰ ہے حیلہ اور قیاس کے ذریعے جاننا تو یہاں اٹکل پچو کے ذریعے جاننے کی نفی ہے نہ کہ وحی کے ذریعے جاننے کی۔ یہی مضمون آیت ان ادری ما یفعل بی و لا بکم میں بھی ہے لیکن ساتھ ان اتبع الا مایوحی الی بھی موجود ہے کہ میں اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے وحی کی گئی ہے۔

ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۃ الفتح، بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے کہ جب آیت ﴿لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبك وما تاخر﴾ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہو آپ کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ﴿لیدخل المؤمنین و المؤمنات جناتٍ تجری من تحتھا الانھار﴾ لیکن خلیل احمد کو یہ تمام آیات و روایات

نظر نہیں آئیں بلکہ یہی نظر آیا کہ حضور علیہ السلام کو نہ اپنے انجام کا علم ہے اور نہ امتیوں کے انجام کا علم ہے۔

برین عقل و دانش بباید گریست

دیوبندیوں کا حضور علیہ السلام کے بارے میں تو عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے خاتمے کا علم نہیں لیکن صراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی اپنے پیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ نے سید احمد بریلوی کے ہاتھ کو تھاما اور کہا کہ جو تیری بیعت کریں گے اگرچہ لاکھوں ہی کیوں نہ ہوں میں سب کو کفایت کروں گا (''صراط مستقیم'' مترجم ص 222)

یعنی سید احمد بریلوی کے مریدوں کے لئے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ جنتی ہیں اور ان کی نجات یقینی ہے لیکن امام الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ یہ ہے انہیں معاذ اللہ اپنے انجام کی خبر نہیں۔ افسوس ہے ایسی بے دینی پر اور تف ہے ایسی عقل و دانش پر۔

''تذکرۃ الرشید'' میں گنگوہی صاحب کا ارشاد موجود ہے کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات ہے میری اتباع پر۔ (''تذکرۃ الرشید'' حصہ دوم ص 17)

یعنی گنگوہی صاحب کی پیروی نجات کی ضامن ہے لیکن نبی الانبیاء کی پیروی کرنے والوں کی نجات کا حضور علیہ السلام کو بھی علم نہیں ہے۔ **معاذ اللہ**

مولوی سرفراز صاحب ''اتمام البرھان'' میں کہتے ہیں کہ راقم اثیم نے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ہمعات کی عبارت کو بغور پڑھا اور حضرت شاہ صاحب کی متعدد دیگر عبارات کو بھی غور و فکر سے پڑھا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی منزل جنت الفردوس ہے، دہانہ سقر نہیں اور راقم اثیم بھی اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کا امیدوار ہے۔

مولوی صاحب کو تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنے بارے میں یقین ہے کہ جنت ان کی منزل ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کے موافق یہی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو کوئی علم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا۔ کچھ تو شرم کرنی چاہیے۔ دراصل دیوبندی حضرات کو جتنی عقیدت اپنے پیروں اور مولویوں سے ہے اتنی ہرگز نبی علیہ السلام سے نہیں۔ اسماعیل دہلوی کا حوالہ اوپر گزرا کہ اللہ نے سید احمد کے ہاتھ کو تھام کر کہا کہ اگر لاکھوں لوگ بھی تیری بیعت کریں گے میں سب کو کفایت کروں گا۔ لیکن ''تقویۃ الایمان'' میں انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان کو کوئی حکم فرماتا ہے تو وہ دہشت کی وجہ سے بے حواس ہو جاتے ہیں، یعنی سید احمد تو اللہ کے ساتھ بے تکلفی سے بات چیت کرتے ہیں اور اللہ انہیں بڑی بلند پایہ چیزیں عطا کرتا

ہے۔لیکن انبیاء کرام اس کے رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں اس کا صاف صریح اور بدیہی مطلب تو یہ ہوا کہ انبیاء کرام کے حواس کا مرتبہ سید احمد کے حواس سے کم ہے۔

''تقویۃ الایمان'' میں حضور علیہ السلام کے بارے میں کہا ایک گنوار سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔سید صاحب تو بالمشافہ بات کرتے ہوئے نہ گھبرائیں لیکن حضور السلام ایک جنگلی کی بات سن کر نعوذ باللہ بے حواس ہو جائیں تو ثابت ہوا دیوبندی دھرم میں جتنی عزت اپنے پیروں کی ہے اتنی انبیاء کرام کی ہرگز نہیں بہرحال یہ تو ضمناً بات آ گئی۔

کیا حضور ﷺ کو صرف اجمالی علم ہے تفصیلی نہیں

اصل بات تو یہ چل رہی تھی کہ دیوبندی دھرم میں حضور علیہ السلام کو اپنے جنتی ہونے یا قبر میں پیش آنے والے معاملات یا دنیا میں پیش آنے والے معاملات کا کوئی علم نہیں۔بعض وہابی یہ تاویل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عاقبت کا تفصیلی علم نہیں اجمالی ہے۔اس کے بارے میں اولاً تو یہ گزارش ہے کہ براہین قاطعہ کے مولف نے تفصیلی واجمالی کی کوئی بات نہیں کی اس نے صرف حدیث درج کی ہے۔یہ تاویلات ان کو بچانے کے لئے ان کے پیروکار کرتے ہیں یہ تاویل کرنے کی ضرورت تبھی پیش آئی کہ عبارت سے گستاخی کا ایہام پیدا ہو رہا تھا۔

رشید احمد گنگوہی صاحب ''فتاوی رشیدیہ'' میں اور حسین احمد مدنی صاحب ''شہاب ثاقب'' میں فرماتے ہیں۔ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم ﷺ ہوں ان سے بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔اگرچہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ہو۔اجمالاً تو ہر مسلمان کہلانے والا اپنی نجات کا علم رکھتا ہے پھر حضور علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہوئی بالفرض براہین قاطعہ میں تفصیلی علم کی نفی مراد ہو کہ حضور علیہ السلام کو اپنی نجات کو تفصیلی علم نہیں ہے پھر بھی گستاخی ہے کیونکہ سینکڑوں احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے محشر کے احوال بیان فرمائے ہیں معراج کی رات آپ ﷺ نے جنت کی سیر فرمائی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے محل کو دیکھا پھر ان کو بیان بھی فرمایا کہ میں نے جنت میں تیرے محل کو دیکھا ہے یہ روایت بخاری کی ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے جنت میں تم داخل ہو گے۔(ابوداؤد)

بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو زیادہ تعداد فقراء کی تھی اور جہنم میں جھانکا تو زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا

فی مقامی ھذا۔ تمہاری میری ملاقات حوض پر ہوگی اور میں اس کو یہاں بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے کہ حضرت انس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں قیامت کے دن آپ کو کہاں طلب کروں تو فرمایا حوض پر یا میزان پر یا پل صراط پر۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک منافق نے پوچھا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ فرمایا جہنم میں۔

الغرض اس مضمون کی بیشمار احادیث موجود ہیں لیکن جو لوگ بغض رسول ﷺ میں اندھے ہو چکے ہوں ان کو یہ احادیث کیسے نظر آئیں دراصل اس طرح کا نظریہ اپنا کر دیوبندیوں نے اسلام کی خدمت نہیں کی بلکہ عیسائیت کی خدمت کی ہے۔ مثلاً ایک دیوبندی عیسائی کو اسلام کی دعوت دے وہ پوچھے کہ اگر میں اسلام لاؤں تو مجھے کیا حاصل ہوگا دیوبندی کہے تجھے اللہ تعالیٰ جنت عطا کرے گا۔ جواب میں عیسائی کہے کہ جب تمہارے عقیدے کے مطابق تمہارے نبی ﷺ کو اپنے انجام کا علم نہیں تو میں کیسے ان کا امتی بن کر جنتی ہو جاؤں گا۔ اب وہ اسلام کی دعوت دینے والا دیوبندی کیا جواب دے گا، اس لئے جلد از جلد توبہ کرو اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی توہین کرنے سے باز رہو اسلام کو بدنام نہ کرو۔

خلیل احمد کا شیخ محقق رضی اللہ عنہ پر افتراء

مولوی خلیل احمد نے دوسری دلیل حضور علیہ السلام کے علم کی نفی میں یہ پیش کی ہے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ مدارج النبوت کے اندر شیخ نے اس کو نقل کر کے فرمایا۔

این سخن اصلے ندارد دور وایتے بداں صحیح نشدہ یہ روایت موضوع من گھڑت ہے۔

ملا علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔ ﴿قال العسقلانی لا اصل له عسقلانی﴾ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں یہ روایت موضوع ہے اور علامہ ابن حجر مکی نے افضل القری میں فرمایا ﴿لم یعرف له سند﴾ اس کی سند نہیں پہنچائی گئی۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ خلیل احمد صاحب کے پیش نظر صرف اشعۃ اللمعات ہے اس میں شیخ صاحب نے اس روایت پر کوئی جرح نہیں کی۔ لیکن یہ مولوی مذکور کی سخن سازی ہے کیونکہ دیوبندی اصول یہ ہے کہ اگر ایک مصنف ایک کتاب میں ایک بات لکھتا ہے تو اس بات کی وضاحت کے لئے اس کی دوسری کتب کی عبارات کو بھی دیکھنا چاہیے اس اصول کے پیش نظر مدارج النبوت کی عبارت کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے تھا۔ شیخ نے اشعۃ اللمعات میں روایت نقل کر کے ساتھ یہ بھی فرمایا یعنی بے دانیدن حق تعالیٰ یعنی اللہ کے جتلانے کے بغیر میں دیوار کے پیچھے نہیں جانتا۔

مولوی انبیٹھوی صاحب اگر اشعۃ اللمعات سے ہی روایت نقل کر رہے تھے تو پھر بھی ان کی خیانت ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے بے دانیدن حق تعالیٰ کا جملہ چھوڑ دیا۔

مولوی صاحب تنقید متین میں ﴿اول ماخلق اللہ نوری﴾ والی روایت جس کو شیخِ محقق نے صحیح قرار دے کر نقل کیا تھا پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں ان باطل اور موضوع روایات کے چکر میں پڑ کر مسلمان کو کیا پڑی کہ وہ قرآن پاک کی نصوص قطعیہ اور صحیح ومتواتر احادیث کی تاویل بیجا کریں اور معاذ اللہ ان کو رد کر کے عذاب خداوندی کا شکار ہوں اور آتش دوزخ کا ایندھن بنیں۔ (تنقید متین ص 114)

تو اس سے واضح ہو گیا کہ اگر حدیث اپنے نظریہ کے خلاف ہو اور شیخ عبدالحق اس کو صحیح قرار دیں اور اس کے مطابق عقیدہ رکھیں پھر بھی حضرت کے نزدیک وہ روایت موضوع اور باطل ہو اور اس کے مطابق اعتقاد رکھنے والے بھی دوزخ کا ایندھن ہوں لیکن دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہونے کی روایت اگر وہ ایک کتاب میں نقل کر دیں اگر چہ وہ ان کے نزدیک موضوع ہو۔ وہ پھر بھی حجت ہے یا للعجب۔ نیز گزارش ہے کہ اگر وہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہوتی تو وہ حدیث ﴿فعلمت مافی السموت والارض﴾ کی تشریح کرتے ہوئے یہ کیوں فرماتے۔ عبارت است ازحصول تمام علوم کلی و جزوی و احاطہ آں آیت ﴿ھو الاول والاخر و الظاھر و الباطن وھو بکل شیءٍ علیم﴾ کے بارے میں شیخ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ کی حمد بھی ہے اور حضور علیہ السلام کی تعریف بھی ہے۔ اگر شیخ کے نزدیک اس روایت کا مضمون صحیح ہوتا تو پھر یہ ارشادات ان کے کیوں ہوتے مدراج میں فرمایا ۔ہرچہ درد دنیا است از زمان آدم علیہ السلام تا اوان نفخہ اولی بروئے منکشف ساختند۔

اشعۃ اللمعات میں حدیث جبرئیل کی تشریح کرتے ہوئے علوم خمسہ کے متعلق فرمایا۔ مراد آنست کہ بے دانیدن حق تعالیٰ ہیچ کس ازینھارا زنداند مگروے کہ حق تعالیٰ اور بدانا ندعلوم اولین وآخرین اور دارہ اند و حقائق اشیاء کماھی نمودہ اند۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔ افاضہ کردہ است بروئے علوم و اسرار و علم ما کان و مایکون

نیز سرفراز صاحب سے التماس ہے کہ اگر آپ کو شیخ کی نقل کردہ روایت پر اتنا اعتماد ہے تو انہوں نے مدراج میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ نجس زمین پر نہ پڑے۔تو کیا شیخ کی منقولہ روایت پر ایمان لاکر سایہ نہ ہونے کا قول کریں گے حالانکہ آپ کے نزدیک سایہ کا منکر بشریت کا منکر ہے اور بشریت کا منکر سب کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ تنقید متین میں ہے۔

اگر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب کی اس نقل کردہ روایت (دربارہ عدم سایہ) کو آپ تسلیم کریں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے نزدیک کافر ٹھہریں گے۔نعوذ باالله من ذلك

چونکہ شیخ بھی سایہ نہ ہونے کے قائل ہیں جیسا کہ مدراج میں انہوں نے لکھا کہ نبود مر آنحضرت را سایه نه در آفتاب ونه در قمر ونه در چراغ تو شیخ بھی آپ کے نزدیک کافر ٹھہریں گے۔نیز شیخ صاحب نے حضور علیہ السلام کے لئے ماکان وما یکون کا علم ثابت کیا ہے اور ''ازالۃ الریب'' میں آپ نے صاف لکھا ہے کہ جو حضور علیہ السلام کے لیئے مـاکـان ومـا یکون کا علم مانے وہ کافر ہے اس کا مطلب بھی یہی ہوا کہ شیخ صاحب آپ کے نزدیک معاذ اللہ کافر ہیں۔

جس کو کافر سمجھا جائے اس کی نقل کردہ روایت کو پیش کرنا کیسے جائز ہوگا؟ جس کے عقائد آپ کے نزدیک کفریہ ہوں کیا اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا کفر نہ ہوگا؟

یہ ساری بحث مولوی سرفراز کے زعم کے مطابق ہے ورنہ ہمارے عقیدہ کی رو سے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کامل اور مجدد ہیں اور ہندوستان کے اندر علم حدیث پھیلانے والے ہیں۔وکیل صفائی اور مولوی خلیل احمد دوسروں کو تو کہتے ہیں کہ عقیدے کے لئے قطعی دلیل درکار ہوتی ہے، خبر واحد صحیح سے بھی عقیدہ ثابت نہیں ہوتا اور خود موضوع و من گھڑت روایت پیش کرتے ہیں۔اگر آپ کے نزدیک حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے تو آپ کو چاہیے تھا کہ اس پر قطعی دلیل پیش کرتے۔

علامہ سعیدی صاحب نے توضیح البیان میں حضور علیہ السلام کے سایہ کی نفی میں الوفا مصنفہ ابن جوزی سے حضرت ابن عباس کی روایت پیش کی تھی۔اس کے جواب میں صفدر صاحب ''اتمام البرھان'' میں فرماتے ہیں کہ مؤلف مذکور کا فرض بنتا ہے کہ اپنے علمی تھیلے اور پٹاری سے اس کی سند پیش کریں اور ہر راوی کی کتب اسماء الرجال سے توثیق کریں۔﴿ودونه خرط القتاد﴾

مولوی مذکور طبقات کی تقسیم کے بڑے قائل ہیں اور اپنی کتاب میں طبقات کی بحث چھیڑتے رہتے ہیں اور زیادہ

زوراسی بات پر دیتے ہیں کہ فلاں حدیث طبقہ ثالثہ کی ہے اور فلاں حدیث طبقہ رابعہ کی ہے۔ طبقہ ثالثہ کے بارے میں حضرت کا فیصلہ جسے وہ تمام محدثین کا فیصلہ قرار دیتے ہیں یہ ہے کہ اس کی اکثر احادیث معمول بہ نہیں ہیں اور طبقہ رابعہ کے بارے میں حضرت کا ارشاد ہے کہ اس کی تمام احادیث موضوع اور باطل ہیں اب حضرت صاحب سے استفسار یہ ہے کہ اشعۃ اللمعات کون سے طبقہ کی کتاب ہے؟ نیز یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ مولوی خلیل کا یہ کہنا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو گیارہویں صدی کے محدث ہیں انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کیسے روایت کی ہے؟ ذرا اس عقدے کو بھی حل کریں۔

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے نمازیوں کو فرمایا کہ جیسے میں آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں یہ حالت صرف نماز میں ہی نہ تھی بلکہ ہر وقت تھی۔ جیسا کہ علامہ عینی، ابن حجر عسقلانی، علامہ قسطلانی اور علامہ قرطبی نے لکھا ہے۔ ﴿والظاهر هو العموم لان فيه زيادة من كرامة النبى ﷺ﴾ عمدۃ القاری، فتح الباری، ارشاد الساری، کرمانی، ابن بطال۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ﴿وللاخرة خير لك من الاولى﴾ آپ کی ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑی سے بہتر ہے۔ اگر نماز میں آپ ﷺ آگے اور پیچھے یکساں دیکھیں اور بعد میں نہ دیکھیں تو اس آیت کے خلاف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لئن شكرتم لازيدنكم﴾ اگر تم شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مزید عطا کرے گا۔ حضور علیہ السلام سید الشاکرین ہیں لہٰذا آپ کے لئے ہر لمحہ اس نعمت میں اضافہ ہوگا کمی نہیں ہوگی۔ بخاری شریف میں حدیث ہے حضور اکرم ﷺ ایک باغ میں جلوہ گر ہیں دروازہ کھٹکھٹایا گیا آپ ﷺ نے صحابی کو فرمایا کہ جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔ وہ آنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا آپ نے صحابی سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔ آنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کچھ دیر کے بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور دروازہ کھولا گیا آنیوالے کو جنت کی بشارت دی گئی وہ آنیوالے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے صحابی کو ارشاد فرمایا کہ آنے والے کو جنت کی بشارت دو اس مصیبت کی وجہ سے جو ان کو پہنچے گی شہادت کی طرف اشارہ تھا۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد جو بخاری و مسلم میں متفق علیہ طور پر موجود ہے۔ ﴿ان موعدكم الحوض وانى لانظر اليه وانا فى مقامى هذا﴾ میں یہاں ہوتے ہوئے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ جو ہستی پاک مدینہ میں ہوتے

ہوئے حوض کوثر کو دیکھ سکتی ہے وہ دیوار کے پیچھے کیوں نہیں دیکھ سکتی۔

بخاری شریف کی حدیث۔﴿مامن شیءٍ کنت لم اره الا رایتة فی مقامی هذا حتی الجنة والنار﴾ کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو پہلے میں نے نہ دیکھی ہو مگر میں نے اس کو اس جگہ میں دیکھ لیا حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔

بخاری شریف میں ہی سرکار علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے۔﴿هل ترون ماارى انی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کو قع المطر﴾ فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں فتنے پڑتے دیکھ رہا ہوں۔

بخاری شریف و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ دو قبروں سے گزرے ان کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو پیشاب اور چغلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے قبر کا حجاب رکاوٹ نہیں ہے آپ قبر میں ہونے والے معاملات سے آگاہ ہیں۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خچر پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے وہاں پانچ چھ قبریں تھیں اور ان میں یہودیوں کے عذاب کو دیکھ لیا۔اس سے پتہ چلا کہ جس خچر پر آپ ﷺ سوار ہو جائیں قبر کے حالات اس پر بھی منکشف ہو جاتے ہیں جن کو سواری بننے سے خچر پر حالات منکشف ہو جائیں خود ان کی قوت ادراک کا کیا عالم ہوگا۔

ترمذی، مستدرک، مسند امام احمد، ابن ماجہ، خصائص کبریٰ وغیرہ میں حدیث ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا﴿انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون﴾ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔یہ حدیث حسن ہے حاکم نے اس کو تین جگہ روایت کیا ہے۔

مستدرک اور مسند امام احمد میں صحیح حدیث ہے جس کو حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں کہ جب انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ اس نور سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔حضرت آمنہ رضی تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔﴿خرج منی نور اضائت لها قصور الشام﴾ مجھ سے ایسا نور برآمد ہوا جس سے شام کے محلات میرے لیے روشن ہو گئے جس کے نور کا عکس حضرت آمنہ کی آنکھوں پہ پڑے اور وہ مکہ میں ہوتے ہوئے شام کے محلات دیکھ لیں خود ان کے دیکھنے کا عالم کیا ہوگا۔

مستدرک میں صحیح حدیث ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے حضرت عباس کو فدیہ دینے کا حکم فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس فدیہ دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو تم اور تمہاری بیوی ام الفضل چھپا رہے تھے اس بات کو سن کر حضرت عباس مسلمان ہو گئے۔ جب حضور علیہ السلام مدینہ شریف میں ہوتے ہوئے مکہ کی چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں دیوار کے پیچھے کا علم کیوں نہیں رکھتے۔ مستدرک جلد 2 ص 200

اگر کوئی عیسائی دیوبندیوں سے کہے کہ ہمارے نبی کی شان تمہارا قرآن بیان کر رہا ہے کہ وہ گھروں میں چھپی ہوئی چیزوں کی خبر دیتے ہیں اور جو کچھ لوگ کھا کر آئیں اس کی خبر بھی دیتے تھے۔ جبکہ تم جس نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہو انہیں تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے لہٰذا ہمارا مذہب قبول کر لو تو کیا جواب دو گے؟ کیا قرآن کی اس آیت کا انکار کرو گے۔ ﴿انبئکم بماتا کلون وما تدخرون فی بیوتکم﴾ جو کچھ تم گھروں سے کھا کر آتے ہو جو کچھ گھروں میں چھپا کر آتے ہو میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ شرم کرو عیسائیت کی راہ ہموار نہ کرو توبہ کرو۔

گکھڑوی تاویل اور اس کا رد بلیغ

مولوی مذکور لکھتے ہیں کہ انسان جو مسلمان ہو اگرچہ فاسق ہی کیوں نہ ہو شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف انوار ساطعہ مولوی عبدالسمیع صاحب انسان ہونے کیوجہ سے شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف اپنے قائم کردہ قیاس کی رو سے اپنے لیے ہی شیطان سے زیادہ علم غیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت ثابت کر دکھائیں۔ اس عبارت میں مولوی صاحب کہتے ہیں افضلیت اگر اعلمیت کو مستلزم ہے تو مولوی عبدالسمیع صاحب چونکہ اپنے گمان میں بڑے اکمل الایمان ہیں تو شیطان سے زیادہ علم غیب ثابت کر کے دکھائیں۔ اس سے پتہ چلا کہ مولوی خلیل احمد اور سرفراز کے نزدیک شیطان کے پاس علم غیب بھی ہے اور وہ حاضر و ناظر ہے کیونکہ خلیل احمد اور سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اپنے اندر شیطان سے زیادہ علم غیب ثابت کر کے دکھائے۔

مولوی سرفراز صاحب ازالۃ الریب ص 38 پر رقم طراز ہیں اس مقام پر یہ بتلانا ہے کہ علم غیب عالم الغیب علم ما کان و مایکون اور علیم بذات الصدور کا مفہوم الگ اور جدا ہے اور اخبار غیب اور انباء غیب پر مطلع ہونا الگ مفہوم ہے دوسری بات کا منکر ملحد اور زندیق ہے اور پہلی بات کا مثبت مشرک اور کافر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہی صفت علم غیب نبی کریم علیہ السلام کے لیے ماننا شرک ہے اور شیطان کے لئے ماننا شرک نہیں حالانکہ غیر خدا ہونے میں سب برابر ہیں اب جس غیر میں بھی یہ صفت پائی جائے گی وہ خدا کا شریک ہوگا اس

ابلیسی منطق کی سمجھ نہیں آتی کہ وہی صفت شیطان اور ملک الموت میں ہوتو شرک نہ ہو اور حضور علیہ السلام کے لئے مانی جائے تو شرک ہو جائے۔

مولوی صاحب نے ''اتمام البرھان'' میں فرمایا تھا کہ ہم نے ''عبارات اکابر'' میں اس اعتراض کی دھجیاں بکھیر دیں ہیں لیکن یہاں اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور حضرت کی عادت ہے کہ اپنی ایک کتاب میں جب کسی اعتراض کا جواب نہ بن پڑے تو کہتے ہیں کہ میری فلاں کتاب میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ وہاں مطالعہ کرنے سے طبیعت سنؔز آجائے گی اور کسی مسھل کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اس طرح کی بازاری باتیں کر کے اپنے حواریوں کو تو خوش کیا جاسکتا ہے لیکن اہل حق کی گرفت سے بچا نہیں جاسکتا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مولوی عبدالسمیع نے شیطان اور ملک الموت کے روئے زمین کے محیط علم کے بارے میں کچھ روایات پیش کی ہیں جن کو وہ نص سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک وہ نصوص نہیں ہیں بلکہ صرف مولوی عبدالسمیع کے نزدیک نص ہے لیکن صفدر صاحب جس کی وکالت کر رہے ہیں وہ ''براہین قاطعہ'' میں کہتے ہیں شیطان و ملک الموت کو جو وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قاطعیہ سے معلوم ہوا۔ اس عبارت کو حضرت نے بھی ان کی صفائی پیش کرنے کی غرض سے نقل کیا ہے۔

مولوی سرفراز کا خلیل احمد پر فتویٰ کفر

مولوی صاحب ''تفریح الخواطر'' میں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز شیطان اور ملک اولموت کو حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ کسی بھی غیراللہ کو حاضر و ناظر ماننا کفر سمجھتے ہیں لیکن مولوی خلیل احمد کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا حاظر و ناظر ہونا نصوص قطیعہ سے ثابت ہے اور نصوص قطیعہ کا منکر کافر ہوتا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی خلیل احمد کے بقول سرفراز صاحب کافر ثابت ہو گئے اور ''تفریح الخواطر'' میں جب فرمایا کہ کسی بھی غیراللہ کے لئے علم غیب اور حاضر و ناظر کی صفت ماننا کفر ہے مولوی خلیل احمد شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ صفت نصوص قطیعہ سے ثابت کرتے ہیں تو اب سرفراز صاحب کی تحقیق کی رو سے خلیل احمد کافر ہو گئے۔

اب اس بوڑھے خبطی سے کوئی پوچھے کہ جب مولوی خلیل احمد تیرے نزدیک بھی کافر ہے تو پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شان میں منہ گافی کر کے اپنا نامہ اعمال کیوں سیاہ کرتا ہے۔ براہین قاطعہ میں انبیٹھوی نے کہا ہے کہ مصنف انوار ساطعہ اپنے گمان میں شیطان سے افضل ہے تو ضرور اعلم من الشیطان ہوگا۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور

علیہ السلام اگرچہ ملک الموت اور شیطان سے افضل ہیں لیکن افضلیت سے آپ کا اعلم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ شیطان لعین آپ ﷺ سے اعلم ہے۔ نسیم الریاض کی عبارت جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے نقل کی تھی کہ جو آدمی یہ کہے کہ فلاں نبی علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے۔ وہ عبارت مصنف براہین قاطعہ پر پوری طرح منطبق ہوگئی۔ مولوی سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ مولوی خلیل صاحب مطلق علم کی وسعت میں کلام نہیں کر رہے بلکہ محیط زمین کے علم کی بات کر رہے ہیں۔ کیا ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کرنے والی شخصیت نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ ﴿کذلك نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من المؤمنین﴾ ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھائیں تاکہ ان کو یقین حاصل ہو جائے اس آیت کی تفسیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ﴿ان اللہ قوی بصرہٗ حتیٰ شاھد جمیع الملکوت من الاعلی والا سفل﴾ اللہ تعالیٰ خلیل علیہ السلام کی نگاہ کو اتنا وسیع کر دیا تھا کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی تمام چیزوں کا مشاہدہ کر لیا۔ تفسیر کبیر کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو ﴿قالو ان اللہ شق لہ السمٰوٰت السبع حتیٰ رای العرش والکرسی والی حیث ینتھی فوقیۃ العالم الجسمانی وشق له الارض الی حیث ینتھی الی السطح الاخرمن العالم الجسمانی ورایمافی باطن السمٰوٰت من العجائب والبدائع وایٰ مافی باطن الارض من العجائب والغرئب﴾ تفسیر کبیر جلد 4 ص 73

ترجمہ: اللہ نے ان کو اپنی تمام بادشاہی دکھائی یہاں تک کہ تمام آسمانوں کے پار انہیں عرش اور کرسی دکھلائی غرضیکہ اوپر کی جانب میں جو کچھ بھی تھا وہ دکھلایا پھر نیچے کی جانب زمین کی گہرائی تک میں جو کچھ تھا وہ دکھلایا اور آسمان و زمین کے عجائب و غرائب بھی اس طرح دکھلائے جیسے ان کو ظاہری نشانیاں دکھلائیں تھیں۔

امام رازی ''تفسیر کبیر'' میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو اور ہر ماسوی اللہ حجاب ہے پس جب حجاب زائل ہو جاتا ہے تو آسمانی حقائق منکشف ہو جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وکذلك نری ابراھیم﴾ کا معنی یہ ہے کہ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام سے اشتغال بغیر اللہ زائل ہو گیا تو انہیں اللہ تعالیٰ کے نور جلال کی تجلی بالتمام حاصل ہوگئی کیا خیال ہے مولوی سرفراز صاحب کا کہ ابراہیم علیہ السلام سے حجابات زائل ہو چکے اور حضور علیہ السلام پر حجابات پڑے ہوئے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ﴿لیس المقصود من اراءۃ اللہ ابراھیم ملکوت السمٰوٰت مجرداًن یراھابل ان یراھافیتوسل بہ الی معرفۃ اللہ تعالیٰ﴾ ابراھیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی

بادشاہیاں دکھانے سے صرف یہ مقصود نہیں کہ وہ ان کو دیکھ لیں بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر وہ اللہ کی معرفت حاصل کریں۔

دیوبند کے شیخ الاسلام کا ابراھیم علیہ السلام کیلئے علم کلی تسلیم کرنا

امام رازی کی بات اگر قابل قبول نہ ہو تو اپنے شبیر احمد عثمانی کی بات مان لیں۔ وہ کہتے ہیں اسی طرح کائنات علویہ اور سفلیہ کے نہایت محکم اور عجیب وغریب نظام ترکیبی کی گہرائیوں پر بھی اس کو مطلع کر دیا تا کہ اسے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے وجود و وحدانیت وغیرہ پر اور تمام مخلوقات سماوی و ارضی کے محکومانہ عجز و بیچارگی پر استدلال اور اپنی قوم کے عقیدہ کواکب پرستی و ہیاکل سازی کو علیٰ وجہ البصیرت رد کر سکیں اور خود بھی حق الیقین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں۔ تفسیر عثمانی ص 240 پر زیر آیت ﴿کذلك نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض﴾

اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے ﴿لیکون من الموقنین﴾ تا کہ ابراھیم علیہ السلام کو یقین ہو جائے اس جملے سے پتہ چلا کہ جتنا مشاہدہ کائنات کا زیادہ ہو گا اتنا یقین پختہ ہو گا اور عالم کی ہر چیز وجود باری تعالیٰ پر دلیل ہے لہٰذا جتنے دلائل زیادہ ہوں گے اتنا ہی وجود باری تعالیٰ کے بارے میں یقین زیادہ ہو گا. اگر دیوبندی علم توحید کے بارے میں حضور علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام سے کم نہیں سمجھتے تو انہیں ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام کا علم کائنات کے بارے میں ان سے زیادہ ہے اس آیت کے اندر غور کیا جائے تو پھر بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہاں ابراہیم علیہ السلام کی رؤیت کو حضور علیہ السلام کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہوتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا مشاہدہ ان سے اقویٰ ہے۔

یہ صرف امام رازی کا فرمان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراھیم علیہ السلام کی نگاہ کو اتنا قوی کر دیا تھا کہ انہوں نے عرش سے لے کر فرش تک تمام کائنات دیکھ لی۔ بلکہ دیگر مفسرین نے بھی لکھا ہے۔ دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے دیگر مفسرین مثلاً ابن کثیر، قرطبی، ابن جریر، درمنثور، زادالمسیر ، البحرالمحی، بیضاوی، خازن، مدارک، معالم التنزیل، ابوسعود، مظہری، صاوی، جمل، روح المعانی، فتح البیان، نیشا پوری، تفسیر کشاف، تفسیر عنایۃ القاضی وغیرہ نے یہی مضمون مختلف الفاظ میں لکھا ہے۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ﴿رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ فوضع کفہ بین کتفیَّ فوجدت بردھا بین ثدیَّ فعلمت مافی السمٰوٰت ومافی الارض﴾ میں

نے اپنے رب کو اچھی صفت میں دیکھا اللہ رب العزت نے اپنی شان کے لائق اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی پس جو کچھ آسمانوں میں تھا میں نے وہ بھی جان لیا اور جو کچھ زمینوں میں تھا میں نے وہ بھی جان لیا۔ایک روایت میں ہے ﴿فتجلیٰ لی کل شیءٍ وعرفت﴾ ہر چیز میرے اوپر روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

امام ترمذی نے فرمایا هذا حدیث صحیح وسالت عن محمد بن اسماعیل بخاری فقال صحیح

پہلی روایت کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا کہ وہ حسن ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس روایت کو دو جگہ نقل کیا ہے۔ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں کہتے ہیں کہ ابن جریر صحیح اسانید کے ساتھ حدیث نقل کرتے ہیں۔

امام بغوی شرح السنۃ جلد 3 ص 23 پر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

فتح الربانی شرح مسند امام احمد کے ص 223 پر اس حدیث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ رجاله عند احمد رجال الصحیح فتح الربانی جلد 17

اسی حدیث کے بارے میں علامہ ھیثمی فرماتے ہیں رواہ احمد والطبرانی و رجاله ثقات مجمع الزوائد جلد 7 ص 366-367

مولوی سرفراز اپنی کتاب احسن الکلام کے ص 290 پر فرماتے ہیں کہ اگر علامہ ہیثمی کو صحت اور سقم کی پرکھ نہیں تو اور کس کو ہے۔

ابن عبدالبر تمہید میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔تمہید جلد 4

تفسیر ابن کثیر جلد 4 زیر آیت ﴿فاوحیٰ الی عبدہٖ ماوحیٰ﴾ امام ابن کثیر نے فرمایا۔ اسنادہ علی شرط الشیخین

امام سیوطی نے جامع الصغیر میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔جامع الصغیر مع فیض القدیر و سراج المنیر۔

علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔روح المعانی جلد 5 ص 154

ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔صحیح ابن حبان جلد 2

میزان الاعتدال میں ہے صححه احمد بن حنبل۔جلد 4 ص 23

نسیم الریاض جلد 2 ص 290 پر ہے وھو حدیث صحیح ۔شفاء شریف جلد 1 ص 120، خصائص الکبریٰ جلد 1 ص 8

ابن جوزی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے العلل المتناھیہ جلد 1 ص 20

ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے ص 144

الاصابہ جلد 2 ص 405 میں ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

قاضی ثناء اللہ نے تفسیر مظہری میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ جلد 8

البانی نے اپنی مشکوٰۃ کی تعلیق میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

تنقیح الرواۃ میں ابن کثیر کے حوالے سے کہا گیا ہے اسنادہ، علی شرط الشیخین

علامہ طیبی فرماتے ہیں اصح طرق ھذا الحدیث مارواہ، ابو عبداللہ فی مسندہ۔

ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں ﴿رواہ مالک بن یخامر عن معاذ بن جبل وھو اسناد جید﴾ مرقاۃ جلد 2، الکاشف عن حقائق السنن جلد 2 ص 102

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے اس میں اس کی سند صحیح ہے

دارمی نے اس حدیث کو اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ دارمی جلد 2 ص 70 پر اس حدیث کو سند یوں ہے۔

﴿حدثنا محمد بن مبارك حدثنی الولید قال حدثنی ابی عن خالد الجلاج عن مکحول عن عبدالرحمن بن عائش﴾

اس سند کے پہلے راوی محمد بن مبارک ہیں تقریب التھذیب جلد 2 پر امام ابن حجر نے فرمایا ثقۃ متقن یہ صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔

دوسرے راوی ولید ہیں اس کے بارے میں امام اوزاعی نے فرمایا کہ کوئی کتاب میرے نزدیک ولید بن مزید کی کتابوں سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔ امام دحیم اور امام ابوداؤد نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ نہ خطا کرتے ہیں نہ تدلیس کرتے ہیں امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہے ابن ماکول فرماتے ہیں کہ وہ ثقات میں سے ہے ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ احاکم حام نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں امام مسلم نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں۔ تہذیب التہذیب جلد 6 ص 97

تیسرے راوی اس سند کے عبدالرحمٰن ابن یزید ابن جابر ہیں ان کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی حرج نہیں امام یحیٰی بن معین عجلی ابن سعد اور بہتیرے علماء فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ ثقہ لوگوں میں سے ہیں امام ابوحاتم نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں۔

چوتھے راوی خالد بن لجلاج عامری ہیں ان کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کسی سے اس پر جرح منقول نہیں تقریب التہذیب میں ابن حجر نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ التہذیب جلد 2 ص 71 تقریب جلد 1 ص 104

پانچویں راوی اس کے مکحول ہیں یہ ثقہ تابعین میں سے ہیں سنن اربعہ اور مسلم شریف کے راوی ہیں ابن حبان وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے تقریب جلد 3 میں ابن حجر نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے زیادہ سے زیادہ جو ان پر جرح کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ متین نہیں تھے حالانکہ ثقاہت ثابت ہونے کے بعد یہ کوئی جرح نہیں۔ امام عجلی نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں ابن خراش نے کہا کہ وہ صدوق ہیں۔ ان پر تدلس کا الزام بھی ہے لیکن جب خیر القرون کے راویوں کی مراسیل قبول ہیں تو اگر وہ مدلس ہوں اور عن کے ساتھ روایت کریں تو وہ کیوں قبول نہ ہوگی۔ یہی بات ظفر احمد عثمانی نے اپنی اصول کی کتاب انہاء السکن میں بیان کی ہے۔ اصول کی کتابوں مثلاً نور الانوار، مسلم الثبوت فواتح الرحموت وغیرہ میں تصریح موجود ہے کہ تدلیس کی وجہ سے جو طعن کیا جائے اس سے روایت مردود نہیں ہوتی۔ تحریر اور اس کی شرح تقریر میں ہے۔ ﴿لایسقط الراوی بالتدلیس المذکور بعد کونه اماماً من ائمة الحدیث وھذالم اقف علی صریح فیه وکان مصنف اخذہ' من شرطه بقبول المرسل لاجتھادہ وعدم صریح الکذب﴾ تحریر الاصول جلد 2 ص 316

ترمذی شریف میں اس کی تین سندیں مذکور ہیں ایک سند یہ ہے۔ ﴿حدثنا بندار حدثنا یحییٰ بن سعید عن سفیان عن الاعمش﴾ دوسری سند یہ ہے۔ ﴿یحییٰ بن عمارہ عن عبدابن حمید عن عبدالزراق عن معمرعن ایوب عن ابی قلابه عن ابن عباس۔ حدثنا محمد بن بشار' عن معاذ بن ھشام حدثنی ابی عن قتادہ عن ابی قلابه عن خالد الجلاج عن ابن عباس تیسری سند یہ ہے۔ ترمذی جلد ص 159 کتاب تفسیر سورة ص میں علامہ ابن ھمام تحریر میں فرماتے ہیں کہ اعمش قتادہ سفیان ثوری سفیان بن عینیہ کی تدلیس مضر نہیں ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایسے مدلیس سے بے شمار روا تیں ہیں۔

ترمذی شریف کی دو سندوں میں ابو قلابہ ہے لیکن تہذیب التہذیب میں امام ابوزعہ سے مروی

ہے۔﴿لا یعرف لہ تدلیس﴾ اگر بالفرض مدلس بھی ہوں تو تابعین تبع تابعین کی مراسیل جب قبول ہیں تو اگر تابعی یا تبع مدلیس میں سے ہوں تو پھر ان کی معنعن روائتیں قبول ہوں گی کیونکہ جس علت کی وجہ سے مدلس راوی کی معنعن روایت قبول نہیں کی جاتی، وہ علت تو مرسل ہونے کی صورت میں پائی جاتی ہے۔مولانا سرفراز صاحب اپنی کتاب ''دل کا سرور'' میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں حضور علیہ السلام ازوج مطہرات میں باریوں کی تقسیم کرتے اور فرماتے۔﴿اللھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما لااملک﴾ اس حدیث کو حضرت نے صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے۔حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اس کی سند میں بھی ابوقلابہ ہے اگر ان کی تدلیس وہاں مضر نہیں تو یہاں بھی مضر نہ ہوگی۔ابوقلابہ کا شمار تابعین میں سے ہے کمافی تھذیب التھذیب۔

گکھڑوی صاحب کا بے بنیاد دعویٰ اور اس کا رد بلیغ

یہ ساری بحث ہم نے اس لئے کی ہے کہ مولوی سرفراز نے اپنی کتاب ''ازالۃ الریب'' میں کہا تھا کہ امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں فرمایا ہے۔﴿روی من طرق عدیدۃٍ کلھا ضعاف وفی ثبوتہ نظر﴾ یہ کئی سندوں سے مروی ہے اس کی سب سندیں ضعیف ہیں اور اس کے ثبوت میں اعتراض ہے۔

حالانکہ اس کی مسند امام احمد کی سند بخاری کی شرط پر ہے۔ترمذی شریف کی سندوں کے تمام راوی ثقہ ہیں صرف قتادہ اور ابوقلابہ پر تدلیس کا الزام ہے لیکن اس کا جواب بھی دے دیا گیا ہے۔دارمی کے راویوں کی توثیق بیان ہو چکی ہے، امام ترمذی نے ایک اور سند سے نقل کر کے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے اس کے بارے میں امام بخاری سے پوچھا انہوں نے اسے صحیح قرار دیا۔امام بخاری کی تصحیح کے بعد بیہقی کی کیا حیثیت ہے۔

اگر مولوی سرفراز میں ہمت تھی تو کتب اسماء الرجال سے اس حدیث کے راویوں پر جرح نقل کرتے لیکن اس کی بجائے انہوں نے امام بیہقی کا حوالہ دے کر جان چھڑوانے کی کوشش کی۔

امام بیہقی کے بارے میں حضرت نے خود اپنی کتاب ''احسن الکلام'' میں لکھا ہے کہ وہ کئی بار احادیث کو ضعیف کہنے میں غلطیاں کر جاتے ہیں اس کی ایک مثال انہوں نے یہ دی کہ انہوں نے حدیث صحیح کل حدیث﴿لا یقراء فیھا بفاتحہ الکتاب فھی خداج الاان یکون وراء الامام نقل کی﴾

اور کہا ہے۔﴿ھذا خطا لاشک فیہ ولا ارتباب﴾ حضرت صاحب سے گزارش ہے کہ اگر امام بیہقی کو اس حدیث کی تضعیف میں غلطی لگ سکتی ہے تو یہاں کیوں نہیں لگ سکتی امام بیہقی نے ایک حدیث نقل کی﴿کان

النبی ﷺ یرفع یدیہ کلما خفض ورفع فما زالت تلک صلاتہ حتیٰ لقی اللہ تعالیٰ﴾ امام زیلعی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے امام بیقی نے کہا ہوا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں موضوع حدیث درج نہیں کریں گے لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ حدیث درج کردی۔ دلائل النبوۃ میں کئی موضوعات موجود ہیں امام بیہقی نے شعب الایمان میں حدیث درج کی ہے کہ اہل عرب سے تین وجہ سے محبت کرو کیونکہ میں عربی ہوں جنتیوں کی زبان عربی ہے اور قرآن عربی ہے ذہبی مستدرک کی تلخیص میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی بستان المحد ثین میں فرماتے ہیں کہ امام بیہقی کے پاس سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ نہیں تھیں۔ اوران کتب میں مرقوم احادیث پران کو کما حقہ اطلاع نہیں تھی۔ تو ہوسکتا ہے کہ وہ ترمذی کی سند پر مطلع نہ ہوئے ہوں پھران کا یہ فرمانا کہ باجود کئی سندوں سے مروی ہونے کے اس میں ضعف ہے اوراس کے ثبوت میں نظر ہے بجائے خود محل نظر ہے کیونکہ تعدد طرق سے اگر چہ ہر سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو حدیث حسن ہو جاتی ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ ہر سند میں راوی کذاب یا متھم بالکذب ہو اوراس کی سند کے کسی راوی پر سرے سے کوئی جرح ہی نہیں کی گئی۔ پھر باوجود تعدد طرق کے اس کو غیر ثابت کہنے کا کیا مطلب؟ امام بیہقی کا یہ فرمانا کہ یہ ضعیف ہے، یہ جرح مبھم ہے نور الانوار ص 192 الرفع والتکمیل ص 8 پر ہے کہ جرح مبھم قبول نہیں اور جرح مبھم سے حدیث کا راوی ضعیف نہیں ہوتا, جرح مفسر سے حدیث کی صحت پر اثر پڑتا ہے۔ بالفرض اگر ہر سند ضعیف ہی ہو تو تعدد طرق سے ضعیف حدیث حسن ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ تعدد طرق کے باوجود بھی ضعیف ہے جیسا کہ بعض علماء کا مذہب ہے تو پھر بھی فضائل اعمال اور فضائل رجال میں ضعیف حدیث بھی قبول ہوتی ہے۔ دیو بندیوں کے معتبر عالم ظفر احمد عثمانی اعلاء السنن جلد 4 ص 65 پر کہتے ہیں۔﴿لا یخفی ان الضعاف مقبولۃ فی فضائل الاعمال و مناقب الرجال﴾ مخفی نہ رہے کہ ضعیف حدیثیں فضائل اعمال اور فضائل رجال میں مقبول اور معمول بھی ہیں نیز اصل عقیدہ تو آیت کریمہ سے ثابت ہے محض تائید کے درجہ میں اس کا اعتبار کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

نیز ہمارا دعویٰ تو قرآن سے بطور دلالۃ النص ثابت ہے کہ جب ابراھیم علیہ السلام کا علم اتنا وسیع ہے تو ان کے آقا کا علم کتنا وسیع ہوگا. نانوتوی صاحب نے ''تحذیر الناس'' میں حدیث نقل کی ہے۔﴿علمت علم الاولین والآخرین﴾ مجھے تمام پہلے اور پچھلے لوگوں کے علوم عطا کیے گئے ہیں نیز انہوں نے ''تحذیر الناس'' کے اندر آیت کریمہ ﴿ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم﴾ سے استدلال کیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم نہ ہو کہ ان

کے پاس کیا کچھ ہے تو تصدیق نہیں ہوسکتی لہٰذا آپ ﷺ تمام علوم کے جامع ہوں تبھی تصدیق کر سکتے ہیں۔ ''تحذیر الناس'' کے اندر ہی بانی دیوبند ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جس طرح نبی الامت ہیں اسی طرح نبی الانبیاء بھی ہیں اور نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر نبی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ہوتے ہیں اس سے بھی ثابت ہوا کہ کائنات کا علم آپ ﷺ کے پاس ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ ہے آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿علم آدم الاسماء کلها﴾ اس کی تفسیر میں مفسرین کرام مثلاً ابن کثیر، جمل، خازن، معالم التنزیل، بیضاوی، صاوی، مدارک، روح المعانی، روح البیان، کبیر، قرطبی، ابوسعود، جلالین، تفسیر عزیزی، زادالمسیر، ابن جریر نیشاپوری، فتح البیان، کشاف، حسینی یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کی خاصیتیں، حکمتیں اور ان کے استعمال کے طریقے، تمام اولاد کے نام تمام فرشتوں کے نام یہ سب سکھا دیے گئے۔ تفسیر البحر المحیط میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیدا شدہ چیز کی حکمت اور فائدے بتلا دیے۔

مخالفین کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اپنے حاشیہ قران میں کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے بمع نفع اور نقصان کے تعلیم فرمادیا اور یہ علم ان کے دل میں بلا واسطہ کلام القاء کر دیا کیوں بدوں اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیونکر ممکن ہے۔ تفسیر عثمانی ص 9

دیوبندی اگر پرانے مفسرین کی بات نہ مانیں کم ازکم اپنے شیخ الاسلام کی بات تو مان لیں جب آدم علیہ السلام کو یہ تمام علوم عطا کیے گئے تو فرشتوں کو کہا گیا کہ تم ان چیزوں کے نام بتلاؤ لیکن وہ سارے کے سارے عاجز رہ گئے آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام بتلا کر ان پر اپنا علمی تفوق ظاہر کر دیا۔ مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے جو تمام اشیائے عالم کی نسبت سوال ہوا تو فر فر سب امور ملائکہ کو بتلا دیئے۔ تفسیر عثمانی ص 9

شیطان اور ملک الموت جن کے لئے دیوبندی محیط زمین کا علم مانتے ہیں وہ وہاں موجود تھے لیکن آدم علیہ السلام کی فوقیت ان پر بھی ثابت ماننا ہوگئی جب آدم علیہ السلام کا علم شیطان اور ملک الموت سے زیادہ ہے اور وہ بقول نانوتوی صاحب کے حضور علیہ السلام کے امتی ہیں تو جب امتی کے سامنے فرشتے عاجز رہ گئے اور ملک الموت اور اسرافیل جس کی نظر ہر وقت لوح محفوظ پر رہتی ہے آدم علیہ السلام کے شاگرد قرار پائے تو پھر ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ کیسے ہوسکتا ہے۔ لیکن خلیل احمد کے بقول شیطان اور ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے ان کے سامنے کوئی نص نہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے بزعم خویش جو آثار نصوص قطعیہ بنا کر پیش کیے تھے اس بناء پر مولوی خلیل احمد صاحب ان کو الزام دے رہے ہیں لیکن اگر یہ الزامی کاروائی تھی تو خلیل احمد نے یہ کیوں کہا کہ شیطان اور ملک الموت کو جو وسعت علمی دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔

مولوی سرفراز ''تفریح الخواطر'' میں فرماتے ہیں کہ شیطان بریلویوں کا بابا ہے اور وہی اسے حاضر و ناظر مانتے ہیں ہم کسی بھی غیر خدا کو حاضر و ناظر ماننا کفر سمجھتے ہیں ہیں۔ لیکن انبیٹھوی اس نظریے کو نصوص قطعیہ سے ثابت کر رہا ہے اور ایک نص قطعی کا منکر کافر ہے تو جو نصوص قطعیہ کا منکر ہوگا وہ کیونکر کافر نہیں ہوگا تو بقول خلیل احمد سرفراز صاحب کافر ہیں اور سرفراز صاحب چونکہ شیطان و ملک الموت کو حاضر ناظر ماننا شرک سمجھتے ہیں لہٰذا ان کے قول کے مطابق خلیل احمد کافر ہوگئے۔ حدیث پاک ﴿علمت علم الاولین والآخرین﴾ اور آیت کریمہ ﴿مصدق لما معکم﴾ سے ثابت ہوا کہ جو علوم ابراھیم علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے پاس ہیں وہ حضور علیہ السلام کے پاس بھی ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی صاحب ''تحذیر الناس'' میں فرماتے ہیں کہ کسی اور نبی میں کوئی کمال ذاتی نہیں جو کچھ ہے ظل و عکس محمدی ہے قصائد قاسمی میں فرماتے ہیں کہ

انبیاء کے سارے کمال تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اپنے قاسم العلوم والخیرات کی وہ باتیں بھی مانی چاہیں جن سے شان رسالت ظاہر ہو صرف خاتم النبین کے معنی میں تبدیلی والی بات مانی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿اولئك الذين هدهم الله فبهدٰهم اقتده﴾ اس آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء میں جو کمال فرداً فرداً تھے وہ سب حضور علیہ السلام میں جمع ہیں اگر امام رازی کی بات نہیں مانتے تو اپنے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کی بات مان لیں۔ وہ اپنی کتاب ''شھاب ثاقب'' میں حضور علیہ السلام کے بارے میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود افضل الخلائق و خاتم النبین ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی نبوت ہو یا رسالت صدیقیت ہو یا شھادت سخاوت ہو یا شجاعت علم ہو یا مروت فتوت ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ اولاً و بالذات آپ کی ذات والا صفات جناب باری عز شانہٗ کی جانب سے متصف کی گئی ہے اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا جیسے کہ آفتاب سے نور قمر میں

آیا اور قمر سے ہزاروں آئینوں میں بلکہ وجود جو کہ اصل کمالات کی ہے اس کی نسبت بھی ان حضرات کا یہی عقیدہ ہے۔

شہاب ثاقب ص 54

جب بقول اکابر دیوبند ہر کمال کے ساتھ حضور علیہ السلام بالذات متصف ہیں اور باقی جس مخلوق کے اندر کمال ہے وہ اس کمال سے بالعرض متصف ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ روئے زمین کا محیط علم ملک الموت کو تو ہو لیکن سرکار دو عالم ﷺ کے لئے ماننا شرک ہو۔

بالعرض جو کسی صفت سے متصف ہوتا ہے اس کا یہ اتصاف مجازی ہوتا ہے یہ عجیب بات ہے کہ جس کا اتصاف مجازی ہو اس کے لئے تو کمالات تسلیم کیے جائیں اور جس کا اتصاف حقیقی ہو اس کے لئے انکار کر دیا جائے۔

مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ روئے زمین کا علم محیط کمال نہیں حضرت سے سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روئے زمین کا علم محیط ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو جو چیز صفت کمال نہ ہو اس کا ثبوت اس کے لئے کیسے ہو گیا۔ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔ "ان لم یکن من صفات الکمال امتنع اتصاف الواجب بہ للاتفاق علی ان کل مایتصف ھو بہ یلزم ان یکون صفتہ کمال" شرح مقاصد جلد 2 ص 200

ترجمہ: جو چیز کمال نہ ہو اللہ تعالیٰ کا اس سے اتصاف محال ہے کیونکہ اس امر پر اتفاق ہے کہ جو چیز اللہ کی صفت ہو وہ صفت کمال ہونی چاہیے۔ مسائیرہ میں مرقوم ہے

"یستحیل علیہ تعالیٰ کل صفۃ لا کمال و لانقص" ص 206

ترجمہ: ہر وہ وصف اللہ تعالیٰ پر محال ہے جو نہ نقص ہو نہ کمال ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کو پوری زمین کا علم نہیں تو "ان اللہ یعلم الغیب السمٰوٰت و الارض" کا انکار ہو گیا۔

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ جالینوس کو نجاست کے کیڑے جتنا نجاست کا علم نہیں ہے لہٰذا نجس چیزوں کا علم کمال نہیں۔ اگر نجس چیزوں کا علم نجس ہے تو کیا حضور علیہ السلام کو حیض ونفاس وغیرہ کا علم نہیں ہے؟ اگر نہیں تو آیت کریمہ "ویسئلونك عن المحیض" کا کیا مطلب ہے؟ کیا علمائے دیوبند کو حیض ونفاس کے مسائل کا علم نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر آپ کا یہ کلیہ ختم ہو گیا کہ نجاست کا علم بھی نجس ہے اور نقص ہے۔ نجاست کا کیڑا تو نجاست کو نجاست سمجھتا ہی نہیں ہے کیونکہ وہ اسی سے پیدا ہوا ہے لہٰذا اس کی مثال دینا لغو اور باطل ہے۔ بقول سرفراز صاحب کے جالینوس کو نجاست کے کیڑے جتنا نجاست کا علم نہیں اس بنا پر یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ کیڑے کا جالینوس کے علم سے زیادہ علم ہے

لیکن حضرت کو علم ہونا چاہیے کہ جالینوس کے بارے میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ وہ اعلم الخلق ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سب کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اعلم الخلق ہیں۔

نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں علم ہر چونکہ "باشد فی نفسه مزموم نسیت علم" جیسا بھی ہو "فی نفسه" مذموم نہیں ہے۔ صاحب جلالین علم آدم الاسماء کلها کی تفسیر میں لکھتے ہیں حتی القصعه و القصیعه والفسوة والفسیوة۔ اگر نجس چیزوں کا علم نجس ہوتا تو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو نجس چیزوں کا علم کیوں سکھاتا؟ جلالین مع الصاوی والجمل۔ یہی عبارت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تفسیر ابنِ جریر، ابنِ کثیر، مظہری، روح المعانی میں بھی منقول ہے۔

نبی مکرم ﷺ کے لئے محیط زمین علم

حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

" ان الله رفع لی الدنیا وانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیامته کانما انظر الی کفی هذه مجمع الزوائد" جلدٌ پر هے۔ "رجاله و ثقو علی ضعف کثیر فی یزیدبن سنان رهاوی" یہ حدیث شریف طبرانی زرقانی' تفسیر صاوی، خصائص کبریٰ، نسیم الریاض وغیرہ میں موجود ہے۔ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے کردی اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کو میں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

مسلم شریف میں حدیث ہے۔"ان الله زوالی الارض فرئیت مشارق الارض و مغاربها"

اللہ تعالیٰ زمین کو میرے لئے سکیڑ دیا میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا۔

علی قاری فرماتے ہیں۔ "جعل مجمو عها کلیة کفٍ" مرقاۃ جلد5

اس صحیح حدیث سے طبرانی والی حدیث کی تائید ہو جائیگی۔

طبرانی والی حدیث میں اگر چہ یزید بن سنان راوی ہے لیکن "مااعلم خلق جداری" سے تو اس حدیث کی حیثیت زیادہ ہے کیونکہ وہ تو موضوع ہے۔

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا کہ اس نے اس میں وہ موضوع حدیثیں جمع کی ہیں جن کے موضوع ہونے پر اتفاق ہے اور ملا علی قاری نے اس کے بارے فرمایا کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

شمائم امدادیہ جو تھانوی صاحب کی مصدقہ کتاب ہے اس میں لکھا ہوا ہے ایک ہندو نے قبل از اسلام اتنی محنت کی تھی کہ اس کی نظر چودہ طبق تک پہنچتی تھی۔ امداد المشتاق ص 70

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ﷫ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

عارفاں را مرتبہ است جوں بداں مرتبہ مے رسند جملگی عالم وھر چہ در عالم است میاں "انگشت خودمی بینند" اخبار الاخیار ص 23

ولیوں کا ایک ایسا مقام اور مرتبہ ہوتا ہے کہ جب وہاں پہنچتے ہیں تمام جہاں اور جو کچھ تمام جہان کے اندر ہے اس کو دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

حضور غوث پاک ﷜ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔ "نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخر دلةٍ علی حکم اتصالی" یہ اشعار شیخ محقق نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں. ممکن ہے کیا دیوبندی حضرات کو شبہ ہو کہ شیخ محقق نے خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو قول نقل کیا ہے اس کی سندان تک نہیں پہنچتی تو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ شیخ کے حوالہ سے خلیل احمد صاحب نے جو نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں ہے کہ اس کی سند انہوں نے نے بیان کی ہے وہ کیوں قابل قبول ہے حالانکہ دوسری جگہ شیخ نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔

دوسری گزارش ہے کہ تہذیب التہذیب میں جو امام احمد اور یحییٰ بن معین دارقطنی اور نسائی یحییٰ بن سعید قطان عجلی امام مالک وغیرہ کے اقوال مذکور ہیں۔ کیا ان کی اسنادان تک پہنچتیں ہیں تو پھر تہذیب وغیرہ سے ان کے اقوال بیان کر کے یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ فلاں امام کا فلاں راوی کے بارے میں یہ نظریہ ہے۔ اگر ان اقوال کے بارے میں یقین کیا جاسکتا ہے کہ انہی کے ہیں جن کی طرف منسوب ہیں تو شیخ نے جو قول حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی یقین ہونا چاہیے کہ انہی کا ہے۔ جب حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف کے لئے یہ مقام مانتے ہیں تو ان کا سید الانبیاء ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ ہوگا کیا سرفراز صاحب اور خلیل احمد صاحب ان کو بھی کافر قرار دیں گے یا یہ فتویٰ صرف ہم غریبوں کے لئے ہے۔

حاجی امداد اللہ اور اشرف علی تھانوی صاحب تو ہندو کے لئے چودہ طبق کا علم مان رہے ہیں۔ یہی تمہاری توحید ہے کہ ہندو محنتیں اور ریاضتیں کر کے چودہ طبق دیکھ لے اور نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہ ہو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "الطاف القدس" میں فرماتے ہیں۔ نفس کلیہ بجائے جسد

عارف می شود و ذات بحت اوبجائے روح اوھمه عالم راتبعابه علم حضوری درخود می بیند۔

نفس کلیہ جب عارف کے جسم کی طرف ہوجاتا ہے اور ذات بحت بجائے روح کے ہوجاتی ہے تو وہ عارف تمام عالم کو تبعاً اپنے اندر علم حضور کے ساتھ دیکھتا ہے۔ ص124

ترجمہ صوفی عبدالمجید سواتی کا ہے، جو سرفراز صاحب کے بھائی ہیں کیا شاہ ولی اللہ اور اپنے بھائی کو کافر کہو گے۔

دیوبندیوں کا نمائشی عقیدہ تو یہ ہے کسی میں جو کمال ہے وہ حضور علیہ السلام کے کمال کا عکس ہے چاہے نبی کا کمال ہو یا ولی کا یا کسی اور مخلوق کا لیکن اصلی عقیدہ یہ ہے کہ ولی تو تمام جہان کو اپنے اندر دیکھتا ہے اور حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے کچھ تو شرم کرو۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کے والد ماجد علامہ عبدالحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہما ارشاد فرماتے ہیں۔ ”الم تسمع ان کثیر من الکا ملین العارفین یعاینون جمیع الاشیاء موجودة کانت اور معدومة ماضیة کانت اومستقبلةً مع الامتیاز والکشف التام وان الکاس المصنوع لافلاطون المسمی بجام جهان نما کان لیعاین به الجمیع“” التحقیقات المرضیه لحل الحواشی الزاهد علی القطبیه“ ص46

ترجمہ: جان لو کہ بہت سارے عارفین کاملین تمام اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں چاہے وہ اشیاء موجود ہوں یا معدوم ہوں اور وہ چیزیں ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے ان عرفا کا یہ مشاہدہ امتیاز اور کشف تام کے ساتھ ہوتا ہے اور افلاطون کے لئے ایک پیالہ بنا ہوا تھا جس کو جام جہان نما کہا جاتا تھا جس کے ذریعے تمام کائنات کا مشاہدہ مکمل امتیاز کے ساتھ ہوتا تھا۔

جب غلاموں کی علمی وسعت کا علم یہ ہے تو سید الانبیاء علیہ السلام کی علمی وسعتوں کا کیا علم ہوگا کیا یہ تمام اولیاء کرام جن کا یہ حال بیان کیا گیا ہے نعوذ باللہ مشرک ہیں۔

دیوبندیوں کا خواجہ عثمان کے گھوڑے کے لئے علمِ غیب تسلیم کرنا

مولوی سرفراز صاحب کے مرشد مولوی حسین علی کے پیر خواجہ عثمان صاحب مرحوم کے حالات و کرامات پر مشتمل کتاب فوائد عثمانیہ جس پر حسین علی کی تصدیق موجود ہے کہ اس کے تمام مدرجات صحیح ہیں۔ اس میں موجود ہے کہ میاں عبدالکریم نے مولوی حسین علی سے پوچھا کہ کیا اولیاء کے گھوڑے غیب جانتے ہیں مولوی حسین علی نے کہا وہ کیسے حاجی عبدالکریم نے کہا کہ حضرت خواجہ عثمان صاحب کا گھوڑا میرے پاس تھا اور باجرے کے کھیت میں چرر ہا تھا میرے دل

میں خیال آتے ہی کہ کہیں گھوڑا سارا باجرہ نہ چر جائے گھوڑے نے باجرا کھانا چھوڑ کر گھاس چرنا شروع کر دیا۔ حاجی عبدالکریم نے گھوڑے کے پاؤں پکڑے کہ یہ حضرت کا ہی مال ہے بے فکر ہو کر کھاؤ گھوڑے نے دوبارہ باجرہ کھانا شروع کر دیا۔ حسین علی نے کہا کہ جب تو نے دل میں خیال کیا کہ باجرا اس طرح ختم نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کھانے سے روک دیا جب تو نے توبہ کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کو متوجہ کر دیا حسین علی اس خیال میں تھا کہ اولیاء سب چیزیں جانتے ہیں یا بعض حسین علی خواجہ عثمان صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضرت پٹھانوں کے ساتھ پشتو میں گفتگو کر رہے تھے حسین علی پٹھانوں کی پشت کے پیچھے بیٹھ گیا حضرت خواجہ صاحب نے حسین علی کے بیٹھتے ہی اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب ولی سب کچھ جانتے ہیں لیکن ان کو اظہار کی اجازت نہیں ہوتی اولیاء همه می دانند مامور باظهار نیستند سرفراز کے دادا پیر اور مرشد دونوں اولیاء کے لئے کلی علم غیب مان رہے ہیں لیکن حضرت حضور علیہ السلام کے لئے یہ علم ماننا شرک قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو تو اپنی عاقبت کا علم بھی نہیں نہ دیوار کے پیچھے کا علم ہے مندرجہ بالا واقعہ فوائد عثمانیہ ص 134 پر ہے۔

اسی کتاب فوائد عثمانیہ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی جو حضرت خواجہ عثمان صاحب کا مرید تھا ایک عورت پر عاشق ہو گیا اس عورت کو پچاس ساٹھ روپے کی ضرورت تھی اسنے اس عاشق نامراد سے قرضہ مانگا اس نے فوراً دے دیا پھر اس عورت کے ساتھ برائی کا ارتکاب کرنا چاہا اور اس مقصد کے لئے ایک حجرہ خالی کروایا لیکن باوجود کوشش کے برائی پر قادر نہ ہو سکا اور اپنے مقصد میں ناکام رہا پھر اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا کہ ایک عورت کو میں نے قرض حسنہ دیا تھا۔ وہ واپس نہیں کر رہی حضرت نے فرمایا تو نے قرض حسنہ نہیں دیا بلکہ اپنے فاسد ارادے کی تکمیل کے لئے دجل کی دکان سجائی تھی۔ مجھے فلاں حجرے کا سارا احوال معلوم ہے تو اپنے گھر میں بیٹھ جا تیرا قرضہ تجھے مل جائے گا۔ فوائد عثمانیہ ص 134

کیا اس واقعہ سے پتہ نہیں چلتا کہ پیر مریدوں کے احوال سے واقف ہوتے ہیں اور تصرف کر کے انہیں بچا لیتے ہیں اسی طرح کے بیسیوں واقعات دیوبندیوں کے موجود ہیں۔

کیا ان واقعات کے ہوتے ہوئے سرفراز صاحب اور دیگر دیوبندی یہ کہنے کی جرات کریں گے کہ حضور علیہ السلام کو اگر واقعہ افک کا علم ہوتا تو آپ پریشان کیوں ہوتے جب حسین علی کے مرشد اپنے مریدوں کے احوال سے آگاہ ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ ولی سب کچھ جانتے ہیں لیکن اظہار کرنے کے ماذون نہیں ہیں کیا سرکار دو عالم

ﷺ کا علم خواجہ عثمان سے بھی کم ہے اور آپ ﷺ کو اپنے گھر کا بھی علم نہیں ہے کچھ تو خدا کا خوف کرو اور اپنے دل میں عظمت مصطفیٰ پیدا کرو۔

علامہ طیبی جو صاحب مشکوٰۃ کے استاد ہیں اور مشکوٰۃ کے اولین شارح ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ "ذلک ان النفوس القدسیة اذاتجردت عن العلائق البدنية عرجت و اتصلت بالملاء الاعلی ولم يبق لها حجاب فيری الکل کا المشاهد بنفسه"

ترجمہ: جب نفوس قدسیہ بدنی علائق سے مجرد ہو جاتے ہیں تو عروج حاصل کر کے ملاء الاعلیٰ سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان پاک نفسوں کے آگے کوئی حجاب نہیں رہتا اس لئے وہ ہر چیز کو مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں۔ شرح طیبی جلد 2 ص 364

یہی عبارت ملا علی قاری نے مرقاۃ جلد دوم ص 6 پر قاضی عیاض سے نقل کی ہے۔ علامہ مناوی نے فیض القدیر میں لکھی ہے فیض القدیر شرح جامع صغیر جلد 4 ص 199 دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم دین مولوی ادریس کاندھلوی نے التعلیق الصبیح۔ جلد 1 ص 404 پر نقل کی ہے۔

علامہ طیبی حدیث پاک "فعلمت مافی السمٰوٰت وما فی الارض" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "والمعنیٰ انه تعالیٰ کماریٰ ابراهيم ملكوت السمٰوٰت والارض وکشف له ذلك فتح علی ابواب الغيوب حتیٰ علمت مافيها من الذوات والصفات والظواهر والمغيبات" یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراھیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھائیں اسی طرح میرے اوپر غیب کے دروازے کھول دیے حتیٰ کہ میں نے جان لیا کہ زمین و آسمان میں جو چیزیں از قبیل ذات یا صفات تھیں یا ظاہر تھیں یا غیب تھیں۔

علامہ طیبی نے فرمایا کہ خلیل علیہ السلام اور حبیب ﷺ کی رویت میں فرق یہ ہے کہ خلیل نے پہلے زمین کی بادشاہی کو دیکھا پھر ان کو اللہ کے بارے میں قطعی علم حاصل ہوا جبکہ حبیب علیہ السلام نے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر زمین اور آسمان کے اندر جو کچھ تھا وہ جان لیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑا فرق ہے یہی عبارت علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں بھی نقل کی ہے۔ یہی عبار تحضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں بھی نقل فرمائی ہے۔

مولوی ادریس کاندھلوی صاحب نے اسی مضمون کی عبارت اپنی مشکوٰۃ کی "شرح التعلیق الصبیح" ص

318 جلد اول پر نقل کی ہے شیخ نے لمعات کے اندر اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ اشعۃ اللمعات کے اندر شیخ محقق اسی حدیث کی کرتے ہوئے فرماتے ہیں عبارت است از حصول تمام علوم گلی و جزوی و احاطہ آں ملاعلی قاری مرقاۃ میں ابن حجر مکی شارح مشکوٰۃ سے ناقل ہیں وہ فرماتے ہیں ﴿قال ابن حجر جمیع الکائنات التی فی السمٰوٰت بل وما فوقھا وجمیع مافی الارضین السبع بل وما تحتھا﴾ علامہ خفاجی فرماتے ہیں ﴿وھو تمثیل لتجلی اللہ لہ بلطفہٖ وما افاضہ علیہ من المعارف الکاشفہ لغیبہ مع ثلج صدرہ ببرد الیقین﴾ نسیم الریاض جلد 2 ص 290

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں

فاض علی من جنابہ المقدس کیفیۃ ترقی العبد من حیزہ الی حیز القدس فیتجلی لہ کل شی ءٍ کما اخبر بذلك فی قصۃ المعراج المنامی (بحوالہ فیوض الحرمین)

ترجمہ: مجھ پر جناب باری سے ایسی کیفیت فائض ہوئی جو بندے کو اپنے مقام سے اٹھا کر حیز قدس میں پہنچا دیتی ہے پس اس بندے کیلئے ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور علیہ السلام نے اپنے معراج منامی میں اس بارے خبر دی ہے۔

اسماعیل دہلوی ''صراط مستقیم'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عارف تمام جہاں کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے افلاک وعناصر جبال وبحار، اشجار واحجار، حیوان وانسان سب کو اپنے جسم کے اجزاء واعضاء خیال کرتا ہے۔ (صراط مستقیم مترجم ص 151)

جب بقول اسماعیل ولی کو یہ مقام ملتا ہے تو حضور علیہ السلام کو روئے زمین کا علم کیوں حاصل نہیں ہوگا اسی کتاب کے ص 128 پر اسماعیل دہلوی رقم طراز ہیں۔

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت ونار و اطلاع برلوح محفوظ شغل دورہ کند پس باستعانت ہماں شغل ہر مقامیکہ از زمین و آسمان و جنت و دوزخ خواھد متوجہ شدہ۔

ایک وہابی اور بدمذہب کو تو شغل دورہ کرنے سے زمین وآسمان جنت ودوزخ اور لوح محفوظ کا علم ہو جائے اور ان پر اطلاع ہو جائے اور ارواح وملائکہ کا علم ہو جائے اور اپنی جگہ پہ بیٹھے ہوئے جہاں کے چاہے حالات معلوم کرے لیکن حضور علیہ السلام کے لئے اتنا علم ماننا شرک ہو۔ کتنی عجیب بات ہے اصل میں اس قوم کی غیرت وعزت کا جنازہ نکل

گیا ہے ان کے عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں ان کی مت ماری گئی ہے۔ جب ایک وہابی کو لوح محفوظ کا علم وظیفہ کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے تو حضور علیہ السلام کو لوح محفوظ کا علم کیونکر نہیں ہوگا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ لوح محفوظ میں کیا کچھ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔﴿مامن غائبة فی السماء و الارض الا فی کتاب مبین﴾

ترجمہ: جو چیز بھی زمین و آسمان میں غائب ہے اس کا ذکر لوح محفوظ میں ہے۔ سورۃ نمل پارہ 20

حضور علیہ السلام کے بارے میں امام بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

"فان من جو دك الدنیا و ضر تها   و من علومك علم اللوح و القلم"

ترجمہ: دنیا و آخرت حضور علیہ السلام کے فیضان کا ایک شاہکار ہے لوح و قلم کا علم حضور علیہ السلام کے علم کا ایک حصہ ہے۔ **یہ قصیدہ بقول تھانوی صاحب الہام ربانی سے لکھا گیا ہے۔** (نشر الطیب)

مولوی محمود الحسن کے والد مولوی ذوالفقار علی "عطر الوردہ" میں فرماتے ہیں من جملہ آپ کی معلومات لوح و قلم کا علم ہے۔ ملا علی قاری (**جن کے بارے میں سرفراز اپنے رسالہ "ملا علی قاری اور علم غیب" میں فرماتے ہیں کہ ان کی مفصل عبارات حجت ہیں**) اپنی شرح زبدہ میں فرماتے ہیں۔ "علمھا یکون نھر من بحور علمہ و حر فامن سطور علمہ"

ترجمہ: لوح و قلم کا علم حضور علیہ السلام کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر ہے اور آپ علیہ السلام کے علم کے دفتروں میں سے ایک سطر ہے مولانا عبد العلی بحر العلوم میر زاہد رسالہ قطبیہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ "علمہ علوماً بعضھا ماحتوی علیہ القلم الاعلی وما استطاع علی احاطتھا اللوح الاوفیٰ لم یلدام الدھر مثلہ من الازل الی الابدولم یکن لہ کفواً احد"

ترجمہ: اللہ نے حضور علیہ السلام کو ایسے علوم سکھائے کہ لوح بھی ان علوم پر مشتمل نہیں اور قلم بھی ان کے احاطہ سے قاصر ہے زمانے کی ماں نے حضور علیہ السلام جیسا نہیں جنا اور نہ آپ کا کوئی ہمسر ہے۔

شیخ زادہ اپنے قصیدہ بردہ کے حاشیہ میں کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کو اللہ نے لوح محفوظ کا تمام علم عطا فرمایا ہے اور زیادہ بھی دیا ہے۔ کیونکہ لوح و قلم متناہی ہے اور متناہی متناہی کا احاطہ کر سکتا ہے یہ بات عام عقول کے مطابق ہے لیکن جس طرح لوح و قلم کا علم اللہ کے علم کا جزو ہے اسی طرح وہ حضور علیہ السلام کے علم کا بھی جزو ہے کیونکہ حضور علیہ السلام جب بشریت سے منسلخ ہوتے تو آپ کا دیکھنا سننا پکڑنا اللہ کے نور کے ذریعے ہوتا تھا اس طرح آپ کا علم بھی اللہ کے

علم سے مستفاد ہوتا تھا اور اللہ کے علم سے کوئی ذرہ زمین وآسمان کا باہر نہیں اسی طرح حضور علیہ السلام کے علم سے زمین و آسمان کا کوئی ذرہ باہر نہیں اسی بات کی طرف اللہ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔﴿علمك مالم تكن تعلم﴾ یہی مضمون خرپوتی نے اپنی شرح قصیدہ بردہ میں بیان کیا ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں لوح محفوظ پر اطلاع اولیاء کے لئے بتواتر منقول ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تفسیر عزیزی پارہ نمبر 29 سورۃ جن زیر آیت ﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا﴾ جب اولیاء کرام لوح محفوظ پر مطلع ہیں تو سید الانبیاء بطریق اولیٰ مطلع ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ انبیاء کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

”ان له فى نفسه صفةً يدرك مايكون فى الغيب امافى اليقظة اوفى المنام و بها يطالع اللوح المحفوظ فيرى مافيه من الغيب فهذه كمالات و صفات يعلم ثبوتها للا نبياء“

ترجمہ: نبی کی چوتھی صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ نیند یا بیداری میں غیب کے ما یکون کا ادراک کر لیتا ہے کیونکہ اسی صفت کے ساتھ وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ پس یہ وہ کمالات اور صفات ہیں جس کا ثبوت انبیاء کرام کے لیے معلوم ہے اور متیقین ہے۔ احیاء العلوم جلد 4 ص 190، فتح الباری جلد 16 ص 21، زرقانی علی المواھب جلد 1 ص 4

جب بقول امام غزالی لوح محفوظ انبیاء کے زیر مطالعہ ہے اور لوح محفوظ میں سب چھوٹی بڑی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ كما قال تبارك و تعالیٰ﴿ كل صغير و كبير مستطر﴾﴿ كل شیءٍ احصيناه فى امام مبين﴾

جب کائنات کی تمام چیزیں لوح محفوظ میں مندرج ہیں اور حضور علیہ السلام لوح پر مطلع ہیں تو اس کا صاف اور بدیہہ مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو کائنات کا علم حاصل ہے۔

مولوی سرفراز نے اپنی کتاب ”اظہار العیب“ میں لکھا ہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اسرافیل علیہ السلام لوح محفوظ پر مطلع ہیں تو جب اسرافیل لوح محفوظ پر مطلع ہیں اور وہ آدم علیہ السلام کے علمی کمال کے سامنے شکست کھا گئے اور ان کی برتری کا اعتراف کیا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے کہا تھا کہ تم ان چیزوں کے نام بتاؤ تو ان میں اسرافیل بھی موجود تھے تو جب آدم علیہ السلام کا علم تمام فرشتوں سے زیادہ ہے اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء کے علوم کے جامع ہیں جیسا کہ ”تحذیر الناس“ میں ہے تو حضور علیہ السلام کا علم اسرافیل کے علم سے بطریق اولی زیادہ

ہوگا اور ہے۔ مولانا جامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی سے ناقل ہیں کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ و الغفران گفتہ اند کہ زمین درنظر ایں طائفہ چوں سفرہ است وما میگوئیم چوں روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست ص348

حضرت شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ بقول پوری زمین اولیا کاملین کی نگاہ میں ناخن کی طرح ہے تو پھر حضور علیہ السلام کی وسعت علمی کا کمال کیا ہوگا۔

گکھڑوی صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب

مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی عبدالسمیع صاحب شیطان اور ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے زیادہ مقامات میں موجود مانتے ہیں لہٰذا شیطان اور ملک الموت کو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم مانا تو بریلوی حضرات کو ان کی تردید کرنی چاہیے تھی انتھی عبارتہ

مولوی عبدالسمیع صاحب کا شیطان اور ملک الموت کو زیادہ عالم ماننا تو تب ثابت ہوتا کہ وہ کہتے کہ کسی چیز کے علم کے لئے وہاں موجود ہونا ضروری ہے اگر انہوں نے شیطان اور ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے اعلم مانا تھا تو مولوی خلیل احمد صاحب ان کی تکفیر کرتے بجائے اس کے انہوں نے کہا کہ عقائد قیاسی نہیں ہوتے بلکہ قطعی ہوتے ہیں اور قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ مصنف انوار ساطعہ شیطان سے افضل ہے۔ لہٰذا زیادہ نہیں تو شیطان کے برابر علم غیب ثابت کر کے دکھائے۔ لہٰذا مولوی خلیل احمد صاحب تو ان کی عبارت سے یہی سمجھ رہے ہیں کہ انہوں نے شیطان اور ملک الموت کی وسعت علمی کے دلائل دیکھ کر بوجہ افضلیت یہی وسعت حضور علیہ السلام میں ثابت کر دی ہے اور اسی وسعت کی نفی میں وہ دلائل پیش کر رہے ہیں لہٰذا یہ صفدر صاحب نے خلیل صاحب کی صفائی پیش نہیں کہ بلکہ ان کی تجہیل کی ہے۔

گکھڑوی صاحب کی تاویل کا بطلان

مولوی سرفراز صاحب نے براہین قاطعہ کی ایک عبارت نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ ذاتی علم کی وسعت میں کلام کر رہے ہیں۔ موصوف نے چونکہ اپنی کتاب میں مولوی منظور نعمانی کی کتاب ''فیصلہ کن مناظرہ'' سے سرقہ کیا ہے وہ اسی طرح کی باتیں ''براہین قاطعہ'' کی عبارات کو سنوارنے کے لئے کرتا ہے۔ سرفراز صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

جو حکایات اولیاء اللہ کی مؤلف نے لکھی ہیں اول تو یہ حکایت حجت شرعیہ مثبت حکم کی نہیں خصوصاً باب عقائد میں، بعد تسلیم کے جواب یہ ہے کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا۔ اگر اپنے عالم علیہ السلام کو لاکھ گنا زیادہ اس کے عطا کرے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے۔ کہ اس پر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جائے اس امر کا محض امکان سے تو کام نہیں چلتا الی ان قال یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی کوئی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلاء کا یہ عقیدہ ہے مولوی سرفراز نے براہین قاطعہ کی عبارت سے حکم کفر اٹھانے کے لئے مندرجہ بالا عبارت بطور استدلال نقل کی ہے اور حضرت اپنی کتاب ''تفریح الخواطر'' میں کہتے ہیں **جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی کتاب میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔** (تفریح الخواطر ص 29)

مولوی صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس میں ہے کہ اولیاء کو محیط زمین کا علم اللہ نے دے دیا ہے حضور علیہ السلام کو دینا بھی ممکن ہے بلکہ اولیاء سے ہزاروں گنا زیادہ دینا ممکن ہے کوئی ان سے پوچھے کہ جب حضور علیہ السلام کے لئے محیط زمین کا علم شرک ہے تو اولیاء کرام کو کیسے حاصل ہو گیا۔ شرک تو محال ہوتا ہے تو اس کا وقوع کیسے ہو گیا۔ جو علم حضور علیہ السلام کے لئے شرک ہو اس کا اولیاء کرام کے لئے ثبوت بھی شرک ہونا چاہیے۔ اس کے بارے کیوں کہا کہ بعد تسلیم کے ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا۔ جب حضور پاک ﷺ کے لئے اولیاء کرام سے ہزاروں گنا زیادہ علم ممکن ہے تو ممکن امر کے قائل کو مشرک کیسے کہا جا سکتا ہے۔

قاسم نانوتوی ''تحذیر الناس'' میں کہتے ہیں جب علم ممکن ہی ختم ہو گیا آگے سلسلہ علم و عمل کیا چلے اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام میں اولیاء کرام سے ہزاروں گنا زیادہ علم بالفعل موجود ہے صرف امکان کی بات نہیں بانی دیوبند کی ایسی عبارات پر بھی آمنا وصدقنا کہا کرو۔ صرف متنازعہ عبارات کو تسلیم کر کے گمراہی کے گڑھے میں گرتے ہو جب ان اولیاء کرام کے لئے تسلیم ہو گیا تو بھی حضور علیہ السلام کے لئے تسلیم کرنا لازمی ٹھہرا کیونکہ حدیث شریف جو ''تحذیر الناس'' میں منقول ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ﴿علمت علم الاولین والآخرین﴾

ترجمہ: مجھے تمام پہلوں اور پچھلوں کے علوم عطا کر دیے گئے ہیں۔

حسین احمد مدنی نے اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ یہ بیان کیا ہے کہ تمام کمالات علمی ہوں یا عملی حضور علیہ السلام میں اولاً بالذات ہیں اور دوسروں میں بالعرض قاسم نانوتوی ''تحذیر الناس'' میں کہتے ہیں کسی اور میں جو کمال ہے وہ عکس و پر

تو ہے حضور علیہ السلام کے کمال کا کوئی ذاتی کمال نہیں جن کے اندر عکس و پرتو کے طور پر کمال ہو وہ آپ کو تسلیم ہو اور جن کے اندر بالذات ہو ان کے بارے میں انکار کیا جائے اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر خلیل صاحب کا مقصد یہ تھا کہ ذاتی علم حضور علیہ السلام کے لیے ماننا شرک ہے اور سرفراز صاحب کا بھی ان کی طویل عبارت نقل کرنے سے یہی مقصد معلوم ہوتا ہے تو اس بارے میں خود سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ ذاتی کی قید لگانا اور یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کو ذاتی علم غیب نہیں تھا بلکہ عطائی تھا یہ کہنا غلط ہے۔ حضرت "ازالۃ الریب" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی ولی اور بزرگ کسی نبی اور فرشتہ حتیٰ کہ جناب امام الانبیاء علیہ السلام کو بھی علم غیب نہیں تھا اور ذاتی اور عطائی وغیرہ کی دوراز کار بحثیں بیک نظر سامنے آ جائیں گی۔ دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو عطائی طور پر بھی علم غیب نہیں تھا۔ (ازالۃ الریب ص 5)

اسی "ازالۃ الریب" کے ص 35 پر فرماتے ہیں اگر ذاتی اور عطائی کا یہی دوراز کار بہانہ شرک سے بچانے کے لئے کافی ہے تو بتائیے کہ عیسائیوں کا کیا قصور ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ مولوی عبدالسمیع صاحب ذاتی علم غیب کے قائل ہی نہیں تھے تو خلیل احمد صاحب ذاتی کا رد کیوں کر رہے ہیں اگر براہین کی عبارت شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر الخ میں علم سے مراد ذاتی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے نفی کرنے کے لئے ذاتی مراد ہو اور شیطان اور ملک الموت کے لئے عطائی مراد ہو اگر ذاتی شرک ہے عطائی شرک نہیں حضور علیہ السلام کے لئے علم عطائی ہونے کی وجہ سے آپ کو مجلس میلاد میں حاضر اعتقاد کرنے کا عقیدہ درست ہو گیا اور انوار ساطعہ کے مصنف علامہ کا مدعا ثابت ہو گیا اور براہین کی عبارت فضول ثابت ہو گئی۔

اگر ذاتی مراد ہو تو مولانا عبدالسمیع کا مدعا ثابت ہو گیا کہ علم عطائی کی بنا پر حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر کہنا جائز ہے۔ انوار ساطعہ براہین قاطعہ کے ساتھ چھپی ہوئی ہے کوئی متنفس وہاں سے ذاتی کا لفظ نہیں نکال سکتا۔

اگر ذاتی مراد تھا تو انبیٹھوی صاحب کا یہ کہنا کہ مصنف انوار ساطعہ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو تو اگر مولانا عبدالسمیع ذاتی کے قائل تھے اور براہین کے مؤلف خلیل احمد ذاتی کی تردید کر رہے ہیں تو پھر حضور علیہ السلام کے لئے ذاتی مان کر اور ملک الموت اور شیطان سے زیادہ مان کر وہ مشرک کیوں نہیں ہوئے کچھ تو فرمائیے! "مالکم لاتنطقون"

مجدد مذہب دیوبند اور قطب عالم گنگوہی صاحب ارشاد فرماتے ہیں جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدوں اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہٰذا پہلی شق علم عطائی میں امامت درست ہے اور دوسری شق علم ذاتی میں امام نہیں

بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان روکے۔(فتاوی رشیدیہ جلد اول ص 79)

براہین قاطعہ کے مصدق اور مؤید گنگوہی صاحب ذاتی علم غیب کے اعتقاد پر بھی تکفیر کرنے سے منع فرمارہے ہیں۔اب بتلایئے کہ براہین قاطعہ کی عبارت میں کیا سمجھا جائے اور امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی ارشاد فرماتے ہیں پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔(تقویۃ الایمان ص 10)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ذاتی علم مانا جائے یا عطائی ہر طرح شرک ہے لہٰذا یہ تاویل کام نہیں دے سکتی کہ مؤلف براہین کے نزدیک حضور علیہ السلام کے لئے ذاتی علم کا قائل مشرک ہے اور شیطانی اور ملک الموت کے لئے عطائی علم نصوص سے ثابت ہے جب اس عبارت کی کوئی توجیہ جو صحیح ہو آپ کے پاس نہیں اس الجھی ہوئی عبارت کی صفائی میں کیوں اپنے آپ کو ہلکان کرتے ہو ان عبارتوں سے توبہ کرو۔

اور یہ بھی بتلاؤ کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے جب یہ وسعت علم بقول خلیل احمد نصوص قطعیہ سے ثابت ہے تو کم از کم ایک ہی نص قطعی پیش کردو جس سے صاف طور پر بطور عبارۃ شیطان اور ملک الموت کے لئے پوری روئے زمین کا علم ثابت ہوتا ہے۔مولانا صوفی اللہ دتہ صاحب نے آیت کریمہ ﴿انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لاترونھم﴾ سے استدلال کیا تھا کہ شیطان اور اس کا گروہ لوگوں کو دیکھتا ہے اس کے بارے میں خود مولوی صاحب نے ''تفریح الخواطر'' میں فرمادیا کہ یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کی تعلی کا جواب

سرفراز صاحب نے اسی بحث کے دوران یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ بریلویوں کے پاس علم نہیں ہوتا۔ان کے حلقے سے متعلقہ لوگ درسیات نہیں پڑھتے بلکہ دیوبندیوں کی عبارتوں کا مخصوص کورس سیکھ لیتے ہیں اور سٹیج کی زینت بن جاتے ہیں۔تو اس کے بارے میں گزارش ہے کہ بریلوی عقیدہ کے حاملین میں بڑے بڑے علماء شامل ہیں۔

کیا دیوبندیوں میں مولانا احمد رضا بریلوی جیسے علماء ہیں؟ جن کے علم وفضل کی تعریف ابوالحسن علی ندوی کے والد عبدالحی نے نزہۃ الخواطر میں کی۔پوری دیوبندی قوم کے علماء جمع ہوجائیں پھر بھی فاضل بریلوی کی گرد راہ کو نہیں پاسکتے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا یار محمد بندیالوی،مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی،حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ جیسے سینکڑوں علماء جن کی نظیر پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے

۔ہمارے مکتبہ فکر سے متعلق ہیں یعنی ان کے وہی عقائد ہیں جن کو تم بریلویانہ عقائد کہتے ہو۔

پرانے علمائے اہلسنت اور اولیاء کرام محدثین ان عقائد کے حامل تھے جو ہمارے عقائد ہیں اور وہ علم کے جبل احد تھے لہٰذا اس طرح کی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

بالفرض دیوبندیوں کے پاس علم زیادہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں چھٹی مل گئی کہ جو چاہیں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں کہتے رہیں میرے خیال میں وہ طالب علم جو دیوبند کی کفریہ عبارات کی تردید کرتا ہے، وہ آپ جیسے شیخ الحدیث سے کروڑوں درجے افضل ہے کیونکہ اس کے دل میں اپنے نبی کریم ﷺ کی محبت ہے جس کی وجہ سے وہ ان عبارات کی تردید کرتا ہے تمہارے جیسے لوگ جو رعونت کے مجسمے بنے ہوئے ہیں اور ''انا خیر منہ'' کے دعوے کرتے ہیں قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم کلمہ میرے نبی علیہ السلام کا پڑھتے تھے لیکن ان کی شان میں صریح گستاخیاں کرنے والوں کو اپنا بزرگ مانتے تھے اور ان کی خاطر سرکار علیہ السلام کے سچے غلاموں سے الجھتے تھے تو کیا جواب دو گے۔

حضرت کو اپنے علم پر بڑا ناز ہے اور کہتے ہیں کہ میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھا پڑھا کر بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن اتنی فحش غلطیاں کرتے ہیں کہ مبتدی طالب علم بھی نہیں کرسکتا مثلاً ''اظہار العیب'' میں علمائے اہلسنت کی دلیل کے ساتھ معارضہ کرتے ہوئے اور نبی محتشم ﷺ کے علم کی نفی کرتے ہوئے اور اپنے فنِ منطق میں یگانہ روزگار ہونے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''لیس کل شیء فی القرآن و القرآن فی صدرہ علیہ السلام'' ہر چیز قرآن میں نہیں۔قرآن مجید سینۂ نبوی ﷺ میں ہی۔پس ہر چیز سینۂ نبوی ﷺ میں نہیں ہے۔حالانکہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے اور اجتماع نقیضین محال ہے اور اپنی کتاب تنقید متین میں کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے لئے بعض علوم غیب ہونا مسلم ہے اور کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں گویا اپنے آپ کو کافر قرار دے دیا یہ ہے حضرت کا تبحر علمی۔

''انہ یراکم ھو و قبیلہ من حیث لاترونھم'' کے بارے میں کہا کہ یہ مطلقہ عامہ ہے حالانکہ دائمہ مطلقہ ہے کیونکہ شیطان تو بنی آدم کے ساتھ ہے بخاری شریف میں حدیث ہے۔ ''ان الشیطان تجری من الانسان مجری الدم'' اگر شیطان بنی آدم کے ساتھ نہیں تو اس کے خون میں کیسے دوڑتا ہے۔

مولوی صاحب سے کوئی پوچھے کہ اگر زیادہ علم رکھنا حقانیت کا معیار ہے تو شیعہ مسلک میں کوئی اہل علم کی کمی ہے مثلاً طوسی، باقر مجلسی، نوراللہ شوستری، سید مرتضیٰ علم الھدی، فتح اللہ کاشانی اور سینکڑوں بڑے بڑے اساطین ہیں اور ان

میں کئی ایسے ہیں جنہوں نے اسی اسی 80 جلدوں میں ایک ایک کتاب لکھی مثلاً باقر مجلسی ۔کیا آپ کے فرقے میں نوری طوسی و کلینی اور نعمت اللہ جزائری جیسے علماء ہیں ۔کیا ان بڑے بڑے علماء کی وجہ سے شیعہ مسلک کو حق قرار دیا جا سکتا ہے یا کوئی مولوی شیعہ کی تردید کرے تو جواب میں شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تردید کرنے والے تو ہمارے علماء کے سامنے طفل مکتب ہیں ۔انہوں نے فصل الخطاب اور اصول کافی ،استبصار ،مجالس المومنین کے چند عبارتیں یاد کر رکھیں ہیں لہٰذا ان کا علم ہم سے کم ہے چونکہ ہم علم میں زیادہ ہیں لہٰذا ہمارا عقیدہ سچا ہے ۔کوئی بات تو اللہ کے بندے عقل کی کیا کریں کب تک لایعنی باتیں اور تبرا بازی اور افترا بازی کے ذریعے اپنے مذہب کا بھرم قائم رکھو گے ۔

شیعہ مذہب میں بے شمار اعلیٰ پایہ کے علماء ہونے کے باوجود مولانا صفدر صاحب ان کی تکفیر کرتے ہیں ۔حضرت اپنے رسالہ ارشاد الشیعہ میں کہتے ہیں ۔راقم اثیم شیعہ کو مسلمان نہیں سمجھتا راقم اثیم دیانۃً اس بات کا قائل ہے کہ اسلام کو جتنا نقصان روافض نے پہنچایا ہے وہ مجموعی لحاظ سے کسی کلمہ گو فرقہ نے نہیں پہنچایا ۔ص 30

جس طرح ان کے غلط عقائد کی وجہ سے گکھڑوی صاحب کو یہ کہنا پڑا کہ جتنا نقصان اسلام کو انہوں نے پہنچایا ہے اتنا کسی فرقے نے نہیں پہنچایا ۔جس طرح ان کے اندر بکثرت علماء ہونے کے باوجود حضرت ان کو گمراہ سمجھتے ہیں اسی طرح اگر دیوبندی حضرات میں علماء کی کثرت ہو تو اس سے جو شرعی حکم ہو وہ تبدیل نہیں ہو سکتا ۔

کیا دیوبندی اور بریلوی اور شیعہ کے سارے علماء غلام احمد قادیانی سے زیادہ علم رکھتے ہیں یا جو تھوڑی کتابیں پڑھے ہوئے ہوں ۔ان کو مرزائیوں کی کفریہ عبارات کی تردید نہیں کرنی چاہیے اور یہ سوچتے رہنا چاہیے کہ مرزا اور اس کے کئی پیروکار چونکہ بڑے عالم ہیں لہٰذا ہم ان کی تردید کیوں کریں ؟ کیوں تمہاری عقل پر پردے پڑ گئے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو سوچو کہ اگر ہم نے توہین نہ کی ہوتی تو ہمارے خلاف نفرت کیوں ہوتی ۔مولوی مذکور تقریباً اپنی ہر کتاب میں بالعموم اور اس کتاب عبارات اکابر میں بالخصوص ہر بار یہ کہتا رہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں انگریز کے ایجنٹ تھے اور کوئی دلیل نہیں دیتا سوائے اس کے کہ انھوں نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان دار الاسلام ہے اس کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ہرگز انگریز کے ایجنٹ نہیں تھے بلکہ گنگوہی ،دہلوی ،تھانوی انگریز کے وظیفہ خوار تھے ۔

حضرت چونکہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اثیم ہیں تسلیم کا لفظ اس لئے استعمال کیا کیونکہ تواضع آپ کے نزدیک جھوٹ ہوتی ہے حضرت اپنی کتاب تنقید متین میں علم غیب کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر آنحضرت ﷺ کو علم غیب حاصل تھا لیکن آپ نے تواضع کے طور پر یہ فرمایا ۔”لا اعلم الغیب“ میں غیب نہیں جانتا تو کیا دیدہ دانستہ خلاف

واقع بات کہنا جھوٹ ہے یا تواضع تنقید متین ص 200

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت کے نزدیک تواضع کے طور پر جو بات کی جائے وہ خلاف واقعہ اور جھوٹ ہے اس لئے ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ حضرت اثیم نہیں تھے ویسے ہی تواضع کے طور پر کہہ دیا اس طرح تو جھوٹ ہو جائے گا۔اور آپ تو سفید ریش معمر آدمی ہیں اور شیخ الحدیث کا لاحقہ بھی لگایا ہوا ہے۔اس لئے آپ جھوٹ ہرگز نہیں بول سکتے۔قرآن کریم اثیم کے بارے میں فرماتا ہے۔”هل انبئكم على من تنزل الشياطين‘تنزل على كل افاك اثيم“ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں وہ ہر جھوٹے اور اثیم پر اترتے ہیں۔سورۃ شعراپارہ 19

”والله لايحب كل كفار اثيم“

نیز حضرت سے سوال ہے کہ اگر تواضع کے طور پر خلاف واقع بات کہنا جھوٹ ہے تو **تھانوی صاحب** نے جو فرمایا کہ میں بیوقوف ہوں مثل ہدہد کے۔ **مولوی یعقوب نانوتوی** نے کہا کہ میں خبیث ہوں۔اب اگر یہ **جھوٹ بول رہے ہیں تو آیت معلوم کا آپ کو علم ہوگا کیونکہ مشہور آیت ہے عام لوگوں کو بھی پتہ ہے۔اگر سچ بول رہے ہیں تو پھر مان لیجئے کہ تھانوی صاحب بیوقوف ہیں اور یعقوب نانوتوی خبیث ہیں۔جس امت کے حکیم ہی بیوقوف ہوں اس امت کا کیا حال ہوگا اور یعقوب نانوتوی اشرف علی کے استاد ہیں اگر وہ خبیث ہوں گے تو شاگردوں کا کیا حال ہوگا؟**

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

سرفراز کا عالمگیری اور بحر الرائق سے غلط استدلال

سرفراز صاحب نے براہین قاطعہ کے مصنف خلیل احمد کی عبارت نقل کی ہے اور اس عبارت کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے جو علم غیب کے عقیدے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے انہوں نے اپنی طرف سے نہیں لگایا۔بلکہ درمختار،البحرائرائق،عالمگیری کتاب النکاح سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی نکاح کرے اور کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کیا تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام غیب جانتے ہیں۔

اس کے بارے میں گزارش ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک عقیدہ کے لئے قطعی دلیل کی ضرورت ہے تو کیا اہلسنت کو کافر کہنے کے لئے اور ان کے مشرک ہونے کا اعتقاد رکھنے کے لئے بحرالرائق کی عبارت قطعی دلیل ہے۔

دوسری گزارش ہے کہ البحرالرائق اور عالمگیری فقہ کی کتابیں ہیں اور مسئلہ علم غیب اور حاضر ناظر کا تعلق عقیدہ سے ہے لہٰذا باب اعتقاد میں ان سے نفیاً اثباتاً استدلال کرنا غلط ہے۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ تقلید مسائل فقہ کی ہوتی ہے اور ائمہ کی ہوتی ہے نہ کہ متاخرین فقہا کی لہٰذا اگر دیوبندیوں میں ہمت ہے تو امام صاحب یا صاحبین سے تکفیر ثابت کریں۔ نیز یہ بھی دیکھیں کہ اگر البحر الرائق کی عبارت میں کوئی تاویل نہ کی جائے تو کون کونسے علماء کرام تکفیر کی زد میں آتے ہیں۔ لہٰذا اہلسنت والجماعت کی تکفیر کی وجہ سے ان کی تکفیر بھی کرنی پڑے گی۔ کیا سرفراز صاحب میں اس کی جرات ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب کے قائلین اکابرینِ ملت

آیت مبارکہ "علمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيماً" کے تحت

امام ابن جریر فرماتے ہیں۔ "ما كان وما هو كائن" جو ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بتلا دیا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں من الاحكام و الغيب

قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔ "من الاسرا روالمغيبات" اللہ تعالیٰ نے اسرار اور مغیبات میں سے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ سب بتلا دیا۔

علامہ زمخشری اپنی تفسیر کشاف میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "من خفيات الامور و ضمائر القلوب" اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخفی امور اور دل کی چھپی ہوئی چیزیں جو آپ نہیں جانتے تھے بتلا دیں۔

یہی عبارت تفسیر نیشا پوری میں اس آیت کی تفسیر کے تحت علامہ نیشا پوری نے لکھی ہے۔

علامہ علاؤالدین خازن اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔ "قيل علمك من الغيب مالم تكن تعلم وقيل معناه علمك من خفيات الامور و اطلعك على ضمائر القلوب" یعنی غیب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے وہ اللہ نے آپ کو جتلا دیا اور مخفی امور اور دلوں کے راز جو آپ نہیں جانتے تھے وہ بھی اللہ نے آپ کو بتلا دیے۔

علامہ نسفی مدارک میں فرماتے ہیں۔ "من امور الدين و الشرائع او من خفيات الامور و ضمائر القلوب" دین اور شریعت کے امور یا مخفی معاملات اور دل کی چھپی ہوئی باتیں۔

قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "من خفيات الامور" یعنی جو بھی مخفی معاملات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے۔

تفسیر البحر المحیط میں علامہ اندلسی لکھتے ہیں۔ "قيل خفيات الامور و ضمائر الصدور" اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مخفی معاملات اور دلوں کے چھپے ہوئے راز جو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیئے۔

تفسیر زاد المسیر میں علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ ”من اخبار الاولین والاخرین“ گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے وہ سب ہم نے آپ ﷺ کو بتلا دیے ہیں۔

امام رازی نے بھی اپنی تفسیر میں اس آیت کی بعینہ تفسیر کی ہے۔

امام بغوی ”معالم التنزیل“ میں فرماتے ہیں۔ ”قیل من علم الغیب مالم تکن تعلم“ علم غیب میں سے جو آپ نہیں جانتے تھے وہ ہم نے آپ کو بتلا دیا۔ یہاں قیل تمریض کے لئے نہیں کیونکہ آیت کریمہ ”وما ھو علی العیب بضنین“ کی تفسیر کرتے ہوئے امام خازن اور علامہ بغوی فرماتے ہیں۔ ”انہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتیہ علم الغیب“ حضور علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی تفسیر ”فتح البیان“ میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ ”من خفیات الامور و ضمائر القلوب ومن علم الغیب مالم تکن تعلم“ یعنی جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے مخفی امور میں سے اور دلوں کی چھپی ہوئی باتوں میں سے اور علم غیب میں سے سب کچھ آپ کو بتلا دیا۔

علامہ آلوسی اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”من خفیات الامور و ضمائر الصدور ومن علم عواقب ابحلق وعلم و ماکان وما یکون“ یعنی اللہ نے آپ ﷺ کو سب کچھ بتا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے مخفی معاملات میں سے اور دلوں کی چھپی ہوئی باتوں میں سے اور خلائق کے انجام سے اور ماکان وما یکون میں سے سب کچھ جتلا دیا۔

علامہ ابوسعود حنفی اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ نے آپ ﷺ کو تمام مخفی معاملات بتا دیے۔

تفسیر حسینی میں اسی آیت کے تحت ہے اللہ نے آپکو ماکان وما یکون کا علم عطا فرمایا۔

قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ ”اطلعه علیه من علم ماکان ومایکون کما تال قال اللہ تعالیٰ وعمك مالم تکن تعلم“ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ماکان وما یکون پر مطلع کیا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ ”علمك مالم تکن تعلم“

علامہ خفاجی نسیم الریاض جلد 2 ص 8 پر فرماتے ہیں۔ ”علمك مالم یکن من شانك وقدرك علمه کا المغیبات والا طلاع علی احوال الملکوت“ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو غیب اور کائنات کے احوال کا علم عطا فرمایا۔ علامہ خفاجی نسیم الریاض جلد 3 ص 545 پر فرماتے ہیں۔ ”والحاصل ان قواھم الروحانیة

وبواطنهم ملكية ولهذا ترى مشارق الارض ومغاربها" انبیاء کے بواطن ملکی ہیں اسی لیے وہ مشارق اور مغارب کو دیکھتے رہتے ہیں۔

علامہ نسفی تفسیر مدارک میں آیت "ماکان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "هذه الآية حجة على الباطنية لانهم يدعون ذلك العلم لامامهم فان لم يثبتو النبوة له صارو مخالفين لنص حيث اثبتو علم الغيب لغير الرسول" یہ آیت فرقہ باطینہ پر حجت ہے کیونکہ وہ اپنے امام کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے امام کے لئے علم غیب ثابت کر کے نص کا انکار کیا۔ یہ آیت انبیاء کے علم غیب کے ساتھ اختصاص پر دلالت کرتی ہے۔

عالمگیری اور بحر الرائق والی عبارت میں تاویل ضروری ھے

اب حضرت سے سوال ہے کہ آپ اور آپ کے پیشوا انبیٹھوی صاحب نے جو بحرالرائق اور عالمگیری سے علم غیب کے قائلین کی تکفیر نقل کی ہے اس کی رو سے مندرجہ بالا حضرات کافر ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان تمام حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں علم غیب کا اثبات کیا ہے تو کیا یہ تمام حضرات کافر ہیں؟ علامہ نسفی بھی انبیاء کے لئے علم غیب کے قائل ہیں جیسا کہ مدارک کی دو عبارتیں پیش ہو چکی تو کیا علامہ نسفی کافر ہیں؟ بحرالرائق، کنزالدقائق کی شرح ہے اور کنزالدقائق علامہ نسفی کی تصنیف ہے تو اگر علامہ نسفی کافر تھے تو ابن نجیم نے ان کی کتاب کی شرح کیوں لکھی اور ایک کافر کی کتاب آپ نے داخل نصاب کی ہوئی ہے۔ منار جو نور الانوار کا متن ہے وہ بھی انہیں کی تصنیف ہے لہٰذا بحرالرائق کی عبارت کی تاویل کرنی پڑے گی۔

آیت کریمہ علمناه من لدنا علما اس کی تفسیر میں امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں۔ "عن ابن عباس قال انه كان رجلا يعلم الغيب" حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام غیب جانتے تھے۔ یہی عبارت تفسیر بیضاوی، جمل، قرطبی، ابوسعود، صاوی، روح البیان، کشاف، زادالمسیر، روح المعانی، فتح البیان، درمنثور، ابن کثیر میں موجود ہے۔ کیا یہ سارے حضرات مشرک ہیں اور یہ سب حضرات ابن عباس سے ناقل ہیں تو کیا صحابی رسول معاذ اللہ کافر ہیں؟

گذشتہ اوراق میں اس سلسلے میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بلکہ حسین علی صاحب کی مصدقہ کتاب فوائد عثمانیہ سے ان کے مرشد خواجہ عثمان

صاحب کے اقوال نقل کیے گئے ہیں کہ اولیاء کرام کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں۔

اگر بحرالرائق کی عبارت کا ظاہری مطلب لیا جائے تو یہ اولیاء کرام بھی فتویٰ کفر کی زد میں آ جائیں گے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی مصباح الھدایت میں فرماتے ہیں۔ پس باید که بنده همئاں حق سبحانه تعالیٰ را پیوسته برجمیع احوال خود ظاهراً وباطناً واقف و مطلع بیند رسول الله ﷺ رانیز برظاهر و باطن خود مطلع و حاضر داند۔ پس چاہیے کہ بندہ حق تعالیٰ کو جس طرح ہر حال میں ظاہر اور باطن طور پر واقف جانتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اپنے ظاہر و باطن پر مطلع اور حاضر جانے ص 165

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی فرماتے ہیں۔ مرید صادق آن را گویند آنکه پیر فرما یدآن کنندو همه اوقات پیر رابر احوال خود حاضر و ناظر بیند وداند ؒ یدا سے کہتے ہیں جو پیر فرمائے وہی کرے۔ جو پیر دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو اپنے تمام حالات پر حاضر و ناظر دیکھے اور جانے (مفتاح العاشقین ص 3)

امام ابن الحاج مکی مدخل میں اور علامہ قسطلانی مواہب میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"لافرق بین موته وحیاته فی مشاهدته لا مته ومعرفته باحوالهم ونیا تهم وعزائمهم و خواطرهم" حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اس بارے میں کہ آپ ﷺ امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات اور ارادے اور دلوں کی باتوں کو جانتے ہیں۔ (مدخل ابن الحاج مکی جلد 1 ص 253۔ مواہب لدنیہ جلد 2 ص 387۔ زرقانی جلد 8 ص 305)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ باچندین اختلافات و کثرت مذاهب که درعلمائے امت است یك کسی رادریں مسئله خلاف نیست که آنحضرت ﷺ بحقیقت حیات بے شائبه مجاز و توهم تاویل دائم باقی است و براعمال امت حاضر و ناظر۔

ترجمہ: علمائے امت میں اتنے اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود کسی ایک کو اس مسئلہ کے ساتھ اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل حقیقی حیات سے دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اخبار الاخیار ص 153

مشکوٰۃ شریف میں مسلم شریف کے حوالے سے کتاب الملاحم میں ایک طویل حدیث موجود ہے اس حدیث کو

سرفراز صاحب نے ازالۃ الریب میں اخبار الغیب کی مد میں ذکر کیا ہے اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

" انی لا عرف اسماء ھم واسماء اباء ھم والو ان خیولھم ھم خیر فوارس یومئذ علی ظھر الارض " حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان دس سواروں کے گھوڑوں کے نام رنگوں اور سواروں کے نام اوران کے آباء کے نام کو جانتا ہوں۔ ملا علی قاری اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ "فیہ مع کونہ من المعجزات دلاتہ علی ان علمہ ﷺ محیط باالکلیات والجزئیات من الکائنات وغیرھا" حضور علیہ السلام کے اس فرمان میں باوجود معجزہ ہونے اس بات پر دلالت ہے کہ آپ کا علم کائنات وغیرہ کے تمام جزیات وکلیات کو محیط ہے۔ مرقاۃ جلد 10 ص 151

گنگوہی صاحب امداد السلوک میں فرماتے ہیں **جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگر چہ وہ شیخ کی ذات سے بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔** امداد السلوک ص 24

جب دیوبندی پیر کی روح اپنے مرید کے ساتھ ہے اور مرید کی مشکل کا حل بھی کرتی ہے تو حضور علیہ السلام جو انبیاء کے بھی مرشد ہیں ان کی روح اپنے امتیوں کے ساتھ کیوں نہیں ہوگی جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "النبی اولیٰ باالمؤمنین من انفسھم"۔ نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں کہتے ہیں کہ اولیٰ بمعنیٰ اقرب ہے اور دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے بھی یہی لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کو مومنوں سے وہ قرب حاصل ہے جو ان کی جانوں کو بھی ان سے حاصل نہیں۔

اب حضرت سے سوال یہ ہے کہ حضرت شیخ شھاب الدین سھروردی، خواجہ نصیر الدین چرغ دہلوی، علامہ ابن الحاج مکی، علامہ قسطلانی شارح بخاری، علامہ زرقانی شارح موطا، ملا علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کیا یہ سب حضرات کافر ہیں اور بحر الرائق کا فتویٰ ان پر بھی لگے گا؟

حضرت شیخ عبدالحق تو اجماع نقل کر رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے پر تمام امت کا اتفاق اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ **تو کیا یہ سارے علماء امت کافر ہیں؟ اگر یہ سب کافر ہیں تو اس امت میں مسلمان کون ہے؟**

اپنے گنگوہی صاحب کے بارے میں کیا کہیں گے کہ بحر الرائق کے فتویٰ کی زد میں آکر وہ کہاں پہنچے جب آپ کے صدیق وفاروق گنگوہی ہیں؟ تو جب ان کا کفر ثابت ہو گیا تو آپ کہاں جائیں گے منقولہ بالا عبارات اگر چہ حاضر و

ناظر کے متعلق ہیں لیکن گکھڑوی صاحب نے ''تفریح الخواطر'' میں لکھا ہے کہ علم غیب اور حاضر و ناظر کا مسئلہ ایک ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔

بحرالرائق اور عالمگیری کی عبارتوں کا صحیح محل

بحرالرائق اور عالمگیری میں جو کفر کے فتوے دیے گئے ہیں وہ اس صورت پر محمول ہوں گے کہ جب کوئی ذاتی علم غیب اعتقاد کرے۔ دیکھیے جامع الفصولین میں ہے۔ ''یجاب بان المنفی ھو العلم باالاستقلال لا العلم بالاعلام'' نفی ذاتی علم غیب کی ہے نہ کہ عطائی کی۔ علامہ شامی فتویٰ کفر کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں (عربی عبارت کا ترجمہ پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے) فتاویٰ تاتارخانیہ اور حجۃ میں فرمایا کہ ملتقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نکاح میں گواہ بنانے والا کافر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اشیاء حضور علیہ السلام کی روح اقدس پر پیش کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب حاصل ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ عالم الغیب ہے وہ غیب پر سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ شامی جلد 2 ص 380

صاحب فتح القدیر جن کو ''ابن نجیم نے قارب الاجتہاد'' کہا ہے۔ فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ ''یقع فی کلام اھل مذھب تکفیر کثیر لکن لیس فی کلام کام الفقھاء الذین ھم المجتھدون بل من غیر ھم ولا عبرۃ بغیر ھم'' فتح القدیر جلد 5 ص 334

فقہا کے کلام میں تکفیر کافی پائی جاتی ہے لیکن ان فقہا کے کلام میں نہیں پائی جاتی جو مجتھد ہیں بلکہ دوسروں کے کلام میں پائی جاتی ہے اور دوسروں کا اعتبار نہیں۔ فتح القدیر کی یہی عبارت ردالمحتار جلد 3 ص 339 پر موجود ہے

خود علمائے دیوبند فتوائے تکفیر کی زد میں

نیز یہ بھی دیکھیے کہ بحرالرائق میں مطلق علم غیب کا اعتقاد رکھنے پر کفر کا فتویٰ ہے جزئی علم غیب کوئی مانے یا کلی ہر صورت میں اس کی تکفیر کی گئی ہے اور مجلس نکاح بھی تو جزئی واقعہ ہے تو جو اس میں گواہ مان رہا ہے وہ بعض علم غیب ہی ثابت کر رہا ہے علامہ شامی نے بھی درمختار کے کفر والے قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا۔ ''ان الرسل یعر فون بعض الغیب'' تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ فقہا کرام کا فتویٰ کفر مطلق تھا بعض علم غیب کا مدعی بھی اس کی زد میں تھا اور کلی کا بھی۔

کیونکہ اگر فقہا کلی علم غیب جاننے کے معتقد کی تکفیر کرتے اور بعض علم غیب کے مدعی کو مسلمان جانتے تو علامہ شامی ''ان الرسل یعر فون بعض الغیب'' کہہ کر ان کی تکفیر کو رد نہ کرتے اب فقہا کرام کے فتویٰ کی زد میں تھانوی

صاحب بھی آ جائیں گے وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کو بعض علوم غیب حاصل ہیں تو اس میں آپ کی کیا تخصیص ہے۔

سرفراز صاحب تنقید متین میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو بعض علوم کا عطا ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے اور کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں۔تنقید متین ص 197

سرفراز صاحب اگر بعض علمِ غیب تسلیم کریں تو بحر الرائق کی عبارت کی رو سے کافر بنتے ہیں اور اگر بعض کا انکار کریں تو اپنی تنقید متین والی عبارت کی روشنی میں کافر بنتے ہیں۔ بیچارے عجیب مخمصے میں پھنسے ہیں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

اور بحر الرائق درمختار میں عبارت مطلق ہے لہٰذا ان عبارات کی رو سے تھانوی صاحب کی اور سرفراز صاحب کی بھی تکفیر ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ بعض علوم غیبیہ کے قائل ہیں اور سرفراز صاحب بھی اگر بعض کا انکار کریں تو اپنی تنقید متین کی عبارت کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔''كذلك العذاب و لعذاب الاخرة اكبر''

خلیل احمد صاحب نے اولیاء کی حکایات کے بارے میں کہا کہ بعد تسلیم ان حکایات کے ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا ان کو حضور علم ہو گیا۔ اب فخر عالم کو لاکھ گنا زیادہ عطا کرے ممکن ہے۔ اب دیکھیے بحر الرائق اور عالمگیری میں جو تکفیر کی گئی ہے اس کا یہ مطلب تو بالکل نہیں ہوسکتا کہ حضور علیہ السلام کو تو علم غیب نہیں اور اولیاء کرام کو ہے کیونکہ انہوں نے تکفیر آیۃ ''لايعلم من فى السمٰوٰت و الارض الغيب الا الله'' کے معارض عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کی ہے۔ تو اگر ولیوں کیلئے علم غیب مانا جائے گا تو وہ بھی اس آیت کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ آیت میں سب ماسوا سے علم غیب کی نفی ہے تو اولیاء کرام کیلئے زمین کے علم کا انکشاف کیسے مان لیا گیا اور کہا گیا کہ حضور علیہ السلام کے لئے اس سے لاکھوں گناہ زیادہ ممکن ہے اگر شرک و کفر تھا تو اس کو ممکن کیوں کہا گیا شرک تو محال ہوتا ہے لہٰذا اس عبارت سے خود مؤلف براہین کی تکفیر ہو جائیگی اور اپنی نقل کی ہوئی عبارت خود ان کے خلاف چلی جائے گی لہٰذا فقہاء کرام کی عبارات سوچ سمجھ کر نقل کرنی چاہییں بغیر سوچے سمجھے نقل کرنے سے یہی انجام ہوتا ہے۔

نیز گزارش ہے کہ علم غیب انبیاء کرام کیلئے آیات قرآنیہ اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور جس مسئلے کے بارے میں نصوص موجود ہوں ان میں آئمہ کی تقلید بھی نہیں کی جاتی چہ جائیکہ بعد والے فقہا کی۔ آیات قرآنیہ عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الامن ارتضى من رسول۔﴾ ما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء۔﴾ ماهو على الغيب بضنين﴾ علمك مالم لكن تعلم﴾

لايحيطون بشيء من علمه الا بما شاء﴾ ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك﴾ وغير ذلك من الايات الكثيرة"

قاضی عیاض علیہ الرحمہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ "قد تو اترت الاخبار و اتفقت معانيها على اطلاعه ﷺ على الغيب والا حاديث فی هذا الباب بحر لايدرك قصره ولا ينزف غمره"۔ شفا شریف جلد 1 ص 221 زرقانی 7 ص 199

حدیث ضعیف بھی قیاس پر مقدم ہوتی ہے

سرفراز صاحب ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں انہیں علم ہوگا کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو قیاس پر مقدم ہوتی ہے لہٰذا ضعیف معتضد جس کی تائید مسلم کی روایات سے ہوتی ہے وہ کیوں نہ فقہاء متاخرین کے اقوال سے راجح ہوگی۔

حدیث شریف "ان الله رفع لی الدنيا وانا انظر اليها والى ماهو كائن فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه" طبرانی، مواہب، نسیم الریاض، صاوی، خصائص کبریٰ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام دنیا کو منکشف کر دیا ہے۔ پس میں نے تمام دنیا کا احاطہ کر لیا اور دنیا کو اور دنیا میں جو قیامت تک ہونیوالا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث کی تائید مسلم شریف کی حدیث سے ہوتی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "ان الله زوی لی الارض فرئيت مشار قها و مغاربها" اللہ نے میرے لئے زمین کو سکیڑ دیا اور میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

علامہ زرقانی پہلی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "ثم يعلم باعتبار صدقه ووجوب اعتقاد مايقول ان كل ماعلم الناس بعده' من جملة ماراء ه حين رفعت له ﷺ الدنيا" چونکہ حضور ﷺ کا صدق معلوم ہے اور آپ کے قول کے مطابق اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کے وصال کے بعد جو بھی واقعات لوگوں کے سامنے آئیں وہ یہ یقین رکھیں کہ یہ وہ واقعات ہیں جو حضور علیہ السلام نے اسی وقت دیکھ لیے تھے جب آپ کو دنیا دکھائی گئی۔ زرقانی علی المواہب جلد 6 ص 205

اس عبارت سے پتہ چلا کہ تمام واقعات جو زمین میں رونما ہونے والے ہیں نکاح کے واقعات ہوں یا دوسرے سب حضور علیہ السلام کے علم میں ہیں جب سب واقعات حضور ﷺ کے علم میں ہیں تو پھر مجلس نکاح میں آپ کو گواہ

بنانے والے کی تکفیر اس وجہ سے کرنا کہ وہ حضور علیہ السلام کو غیب داں جانتا ہے یہ تکفیر کی وجہ نہیں بن سکتی۔ **نیز سوال یہ ہے کہ ملک الموت کو تو آپ کو پوری روئے زمین کا محیط علم مانتے ہیں اگر کوئی ملک الموت اور خدا کو گواہ بنا لے تو کیا نکاح منعقد ہو جائیگا؟** معلوم ہوا کہ تکفیر کی یہ وجہ غلط ہے کہ چونکہ اس نے حضور علیہ السلام کو غیب داں سمجھا اور روئے زمین پر پیش آنے والے واقعات کا عالم سمجھا اس لئے وہ کافر ہے امام سیوطی الحاوی للفتاویٰ میں اپنے رسالے تنویر الحلك فی رویة النبی و الملك میں فرماتے ہیں کہ تکفیر کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حدیث متواتر "لانکاح الا بشھود" کا انکار کیا, نہ یہ وجہ ہے کہ اس نے علم غیب کا عقیدہ رکھا ہے نیز تکفیر کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گواہ بنانے میں ان کا استخفاف کیا اور لوگوں کو بھی ترغیب دی کہ وہ بغیر گواہ نکاح کرتے رہیں جب گرفت ہو تو کہہ دیں کہ اللہ اور رسول ﷺ ہمارے گواہ ہیں اس طرح ناحسین گویا بدکاری و فحاشی میں اللہ اور رسول ﷺ کے نام کو استعمال کرنے کا ذریعہ بن گئے اس وجہ سے ان کی زجراً تکفیر کی گئی۔

اگر اب بھی سمجھ نہ آئے تو اپنے حکیم الامت کے ارشاد سے ہدایت حاصل کیجئے۔ حضرت تھانوی صاحب قصص لاکابر میں فرماتے ہیں کہ جو آدمی علم غیب ما کان و ما یکون کا عقیدہ رکھتا ہو وہ کافر نہیں بلکہ مبتدع ہے. وہ کہتے ہیں کہ اگر علم محیط کا بھی عقیدہ رکھا جائے پھر بھی تکفیر نہیں کی جاسکتی وہ کہتے ہیں کہ ہم بریلی والوں کو اس مختلف فیہ عقیدہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے۔ وہ اہل ہوا ہیں کافر نہیں قصص الاکابر ص 101

مزید اپنے شیخ الاسلام کی بات سنیے وہ فرماتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے۔ تفسیر عثمانی ص 36

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں اور تم کو اے محمد ﷺ ان پر یعنی تمہاری امت پر مثل دیگر انبیاء کرام کے احوال بتلانے والا اور گواہ بنا کر لائیں گے۔ تفسیر عثمانی ص 146

اب اپنے شیخ الاسلام پر بھی فقہا کرام کا دیا ہوا فتویٰ کفر لگے گا یا فقہا کے فتوے صرف بریلویوں کے لئے ہیں عبدالماجد دریا آبادی تھانوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

بعض بزرگوں کے حالات حضرت نے اپنی زبان سے اس طرح ارشاد فرمائے کہ گویا در حدیث دیگراں بعینہ ہم لوگوں کے خیالات و جذبات کی ترجمانی ہو رہی ہے۔ دل نے کہا کہ دیکھو روشن ضمیر ہیں سارے ہمارے مخفیات ان پر آئینہ ہوتے جا رہے ہیں۔ صاحب کشف و کرامت ان سے بڑھ کر کون ہوگا خیر اس وقت تو بڑا گہرا اثر اس غیب دانی

اور کشف صدر کا لے کر اٹھا۔ حکیم الامت ص 33

اب اپنے دریا آبادی کو کس کھاتے میں رکھو گے کیا حضور علیہ السلام کو غیب داں جاننا کفر ہے اور تھانوی صاحب کے بارے میں یہی عقیدہ درست ہے؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بررتبہ ہر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجاب کہ بداں ازترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومے شناسد گناہان شمار اودرجات ایمان شمار اواعمال نیک و بدشمار او اخلاص و نفاق شمارا ولہذا شہادت اودردنیا و آخرت بحکم شرع درحق امت مقبول و واجب العمل است۔

ترجمہ: یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیت کیا ہے اور حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ ترقی سے رکا ہوا ہے تو حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے نیک اور بداعمال اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے ہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت دنیا و آخرت میں بحکم شرع قبول اور واجب العمل ہے۔ تفسیر عزیزی جلد 1 ص 518

اب خاتم المفسرین والمحدثین کا بھی وہی نظریہ ثابت ہوگیا جو اہلسنت کا ہے اگر جرات ہے تو ان پر بھی فتویٰ لگایئے۔ اسی مضمون کی عبارت روح البیان کی بھی ہے۔ چونکہ علامہ اسماعیل حقی کو صوفی وغیرہ کہہ کر مولوی سرفراز صاحب مذاق اڑاتے ہیں اس لئے ان کی عبارت درج نہیں کی۔

اگر اب بھی آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو تو ایک ضرب اور رسید کروں دیکھئے امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ ''اذا صح الحدیث فھو مذھبی'' جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور اسی کے مطابق میرا عقیدہ ہے مسلم شریف میں حدیث ہے۔ ''عرضت علی امتی باعمالھا وحسنھا وسیئھا فوجدت من محاسن اعمالھا الاذی یماط عن الطریق و وجدت فی مساوی اعمالھا النخاعۃ تکون فی المسجد لاتدفن'' (مشکوٰۃ شریف جلد اول)

ترجمہ: میرے اوپر میری امت اپنے اچھے اور برے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی۔ پس میں نے امت کے اچھے

اعمال میں سے یہ پایا کہ تکلیف دہ چیز کو راہ سے ہٹا دیا جائے اور برے اعمال میں سے یہ پایا کہ ناک کی ریزش مسجد میں ہو اور اس کو دفن نہ کیا جائے۔

ابوداؤد اور ترمذی شریف میں حدیث ہے۔ "عرضت علی اجور امتی حتی القزاۃ یخرجھا لارجل من المسجد و عرضت علی ذنوب امتی فلم اری ذنباً اعظم من سورۃ من القرآن آیۃ اوتیھا رجل ثم نسیھا"۔

امام ابن خزیمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے تنقیح الرواۃ، الترغیب والترھیب میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اگر منقطع بھی ہو تو حنفی اصول یہ ہے کہ منقطع حدیث حجت ہے فتح القدیر میں ہے۔ "الانقطاع عندنا کالارسال بعد صحۃ السند ثقۃ الرواۃ لایضر" انقطاع ارسال کی طرح ہے راویوں کی ثقاہت کے بعد مضر نہیں۔

موضوعات کبیر میں علی قاری فرماتے ہیں منقطع حدیث کی جب سند صحیح ہو تو وہ حجت ہے۔ نور الانوار، حسامی، مسلم الثبوت، توضیح تلویح، تحریر ابن ہمام وغیرہ میں تصریح ہے کہ مرسل تابعی کی ہو یا تبع تابعی کی ہو وہ حجت ہے اور تبع تابعی کی مرسل منقطع کہلاتی ہے۔

مسند بزار میں حدیث ہے۔ "حیاتی خیرلکم ووفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما وجدت من خیر حمدت اللہ علیہ وما وجدت من سیی استغفرت لکم" حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے اوپر پیش ہوں گے اگر اچھے ہوں گے تو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کروں گا اگر برے ہوں گے تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

مجمع الزوائد میں ہے ثقات رجال ۔ زرقانی میں ہے اسنادہ جید۔

یہاں اعمال کا لفظ جمع ہے اور جمع کا صیغہ جب مضاف ہو تو استغراق کا فائدہ دیتا ہے مطلب یہ ہوا کہ سارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے۔

طبرانی اور ضیائے مقدسی میں روایت ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ "عرضت علی امتی لدی ھذہ الحجرۃ حتیٰ لانا اعرف بالرجل من احد کم بصاحبہ" میرے اوپر میری امت پیش کی گئی اس حجرہ کے پاس میں ہر آدمی کو اس کے ساتھی سے بہتر جانتا ہوں یعنی اتنا کوئی ساتھ اپنے ساتھی کو نہیں جانتا جتنا میں اپنے امتی کو جانتا ہوں۔

کنزالعمال کے مقدمہ میں ہے کہ اس میں ضیائے مقدسی کی ساری حدیثیں صحیح ہیں۔ امام سیوطی جامع صغیر اور جامع کبیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت سعید بن حسیب فرماتے ہیں۔ ”لیس من یوم الاوتعرض علی النبی ﷺ اعمال امة غدوة و عشیة فیعر فهم بسیماهم و اعمالهم فلذلك یشهد علیهم یوم القیامة“ کوئی دن ایسا نہیں جس میں صبح وشام حضور علیہ السلام پر امت کے اعمال پیش نہ ہوتے ہوں آپ ﷺ ان کو چہروں کے ذریعے بھی پہنچانتے ہیں۔ یہ روایت تفسیر قرطبی، مظہری، صاوی، مواہب لدنیہ، زرقانی، مدخل لابن الحاج، فتح الباری، فتح الملھم وغیرہ میں موجود ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں حدیث ہے سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تعرضون علی باسماء کم و سیمائکم فاحسنو الصلوٰۃ علی“ تم اپنے ناموں اور چہروں کے ذریعے میرے اوپر پیش کیے جاؤ گے پس اچھی طرح میرے اوپر سلام بھیجنا۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام پر عرض اعمال تفصیلاً ہوتا ہے علامہ زرقانی نے بھی لکھا ہے کہ آباء وامہات پر عرض اجمالی ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام پر عرض تفصیلی ہوتا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد 8

مولوی صاحب اپنے رسالہ سماع موتیٰ میں ابن تیمیہ سے ناقل ہیں۔ مردہ اپنے اہل وعیال اور دوستوں کے احوال کو جانتا ہے جوان کو دنیا میں پیش آتے ہیں اور یہ حالات اس پر پیش کیے جاتے ہیں۔ (سماع موتیٰص 28)

اس سے ثابت ہوا کہ مولوی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ عام میت بھی اپنے گھر والوں اور دوستوں کے حالات جانتی ہے۔ جب عام میت جانتا ہے تو حضور علیہ السلام اپنے امتیوں کے احوال کیوں نہیں جانتے ہوں گے۔ جب صحیح احادیث سے ثابت ہوگیا۔ کہ حضور علیہ السلام اپنی امت کے تمام حالات سے آگاہ ہیں تو امام صاحب کا بھی یہی نظریہ ہوا کیونکہ جو چیز صحیح حدث سے ثابت ہو وہی ان کا نظریہ ہوتی ہے تو اب یہ کہنا کہ جو آدمی یہ کہے کہ مجلس نکاح کا آپ ﷺ کو علم ہے تو وہ کافر ہے۔ یہ نظریہ نہ صرف احادیث صحیحہ کے خلاف ہے بلکہ امام صاحب کے عقیدہ اور مسلک کے بھی خلاف ہے لہٰذا جن فقہانے یہ فتویٰ دیا ہے اور تکفیر کی ان کا یہ فتویٰ مردود اور باطل ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خلق قرآن کے قائل تھے اور اسی فتاویٰ میں ہے کہ خلق قرآن کا قائل کافر ہے۔ اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے کیا آپ کو اس سے اتفاق ہے؟ فقہا کے تکفیری فتوے کا جواب دینے میں ہم نے اس لئے لمبی بحث کی تاکہ آئندہ سرفراز صاحب یا دوسرے دیوبندی وہ فتوے نقل کر کے اہلسنت کی تکفیر نہ کریں۔ مولوی سرفراز صاحب ازالۃ الریب، تفریح الخواطر، تبرید النواظر میں انہی فقہاء کے حوالے دے کر اہلسنت والجماعت کو مشرک قرار دینے کی ناپاک کوشش کرتے

ہیں امید ہے اب ان کی طبیعت سنٹر پر آ گئی ہوگی اور کسی مسہل کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

هذا ماعندی و العلم عندالله تعالیٰ

دیوبندی علماء کا حضور علیہ السلام کو اپنا شاگرد قرار دینا:

(۲) براہین قاطعہ میں خلیل احمد پر ایک اعتراض اور تھا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ جب سے حضور علیہ السلام کو مدرسہ دیوبند سے تعلق ہوا ہے سرکار علیہ السلام کو اردو زبان آ گئی۔ براہین قاطعہ میں خلیل صاحب فرماتے ہیں

مدرسہ دیوبند کی عظمت اللہ پاک کی بارگاہ میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے۔ اور خلق کثیر کو ظلمات وضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے ہم کو یہ زبان آ گئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

اس اعتراض کے جواب میں سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ یہ تو ایک خواب ہے خواب اور ہوتا ہے اس کی تعبیر اور ہوتی ہے لیکن یہ تو خلیل احمد صاحب کو بتلانا چاہیے کہ تم خواب سے استدلال کیوں کر رہے ہو کیونکہ وہ مدرسہ دیوبند کی شان ظاہر کرنے کے لئے ایک صالح کے حوالے سے خواب کو ذکر کر رہے ہیں۔ ان کی عبارت کا پہلا جملہ یہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالی کی درگاہ پاک میں بہت ہے صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے یہ ان کا دعویٰ ہے اس دعویٰ کی دلیل میں صالح کا خواب ذکر کیا گیا ہے۔ خواب بیان کر کے آخر میں فرمایا کہ سبحان اللہ اس سے رتبہ مدرسہ دیوبند کا ظاہر ہوا۔ یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی قابل فخر شاگرد فارغ التحصیل ہوا ہو۔

مثلاً سرفراز صاحب مدرسہ دیوبند کے فارغ ہیں تو ان کے اساتذہ کہتے ہوں گے کہ دیوبند وہ مدرسہ ہے جہاں سے سرفراز صاحب جیسے مولوی فارغ ہوئے ہیں اور پڑھکر نکلے ہیں۔ خلیل صاحب کی عبارت سے یہی سمجھ آتا ہے کہ وہ فخریہ طور پر بیان کر رہے ہیں کہ مدرسہ دیوبند وہ مدرسہ ہے جہاں سے سید انبیا جیسی ہستی اردو سیکھ کر گئی ہے۔ مولوی صاحب کہتے کہ خواب میں یہ تو نہیں بتلایا گیا کہ علماء دیوبند استاد ہیں اور حضور علیہ السلام شاگرد ہیں لیکن گکھڑ کے محقق نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ عرف عام میں جب یہ کہا جائے کہ مجھے جب سے فلاں سے یہ معاملہ ہوا ہے یہ زبان آ گئی یہ علم آ گیا۔ اس کا صاف مطلب یہی ہوتا ہے کہ جس سے معاملہ ہوا اس کے فیض صحبت سے اس سے سیکھنے سے یہ چیز حاصل ہوگئی۔ مولوی صاحب نے اس عبارت کا جواب دینے میں کئی پینترے بدلے ہیں کبھی کہتا ہے کہ نبی غیر نبی سے

وہ علوم سیکھ سکتا ہے جس پر نبوت موقوف نہ ہو جس طرح اسماعیل علیہ السلام نے جرہم قبیلہ سے عربی سیکھی تھی کبھی کہتے ہیں کہ خواب کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دیوبند کے علماء نے حدیث کے تراجم لکھے اور قرآن کریم کی اردو میں تفاسیر لکھیں۔

کیا مدرسہ دیوبند بننے سے پہلے قرآن و احادیث کے اردو تراجم نہیں تھے؟ یہ کتنی بیہودہ تاویل ہے۔ اس اللہ کے بندے سے کوئی پوچھے کہ جب نبی غیر نبی کا شاگرد ہو سکتا ہے تو پھر تمہیں یہ تاویل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ علمائے دیوبند نے اردو میں تراجم کر کے دینی تعلیمات کو پھیلایا ہے اور حضور علیہ السلام کے فرمان جب سے مجھے مدرسہ دیوبند سے معاملہ ہوا ہے مجھے یہ زبان آ گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ میری تعلیمات اردو زبان میں پھیل گئیں ان متضاد باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس عبارت کا کوئی جواب حضرت موصوف کے پاس نہیں کبھی کچھ کہہ دیتے ہیں اور کبھی کچھ گویا موصوف کا حال یہ ہے۔

کبھی جھکتا ہوں ساغر پر کبھی گرتا ہوں مینا پر
میری بے ہوشیوں سے ہوش ساقی کے بکھر جاتے ہیں

مولوی صاحب نے حضور علیہ السلام کو علمائے دیوبند کا شاگرد ثابت کرنے کے لئے بخاری شریف سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جرہم قبیلہ سے عربی سیکھی۔ اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام جرہم قبیلہ سے عربی سیکھ لیں تو ان کی توہین لازم نہیں آ سکتی ہے۔ اس سلسلے میں پہلی گزارش یہ ہے کہ اگر یہ بات تھی تو پہلے کیوں کہا کہ خواب کے اندر ایک پنہاں حقیقت ہوتی ہے اور خواب کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملنگ ہے جو نشہ میں ہانک رہا ہے۔ بے تکی باتیں کر رہا ہے پھر سوچتا بھی نہیں کہ کیا جواب دینا ہے کوئی جواب بن بھی سکتا ہے کہ نہیں بس اپنے اکابر کی حمایت کرنے کا بھوت سوار ہے۔

حضرت اسماعیلعلیہ السلام کے بارے میں جو حوالہ دیا ہے وہ ان کے اعلان نبوت سے پہلے کی بات ہے جبکہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ سے یہ منسوب کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ دیوبند میں اردو سیکھتے رہے۔ ایک روایت مولوی صاحب نے یہ نقل کی ہے کہ حبشی کچھ باتیں کر رہے تھے اور حضور علیہ السلام ان کی باتوں کو نہیں سمجھ رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کا علم تدریجی مانتے ہیں اور قرآن مجید کی تکمیل کے ساتھ ہی حضور علیہ

السلام کے علوم کی تکمیل ہوئی اور قرآن مجید میں جب ہر چیز کا بیان ہے۔﴿کما قال تعالیٰ نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء﴾﴿فرطنافی الکتاب من شیء﴾ لہٰذا اگر اس وقت آپ ﷺ کو حبشی زبان کا علم نہ ہو تو اس سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ بعد میں بھی علم نہ ہوا ہو۔ نیز آیت قرآنی "وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً" جو بھی آپ نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ نے آپ کو بتلا دیا۔

کیا اردو اللہ نے اس لئے نہیں سکھائی کہ وہ دیوبند سے سیکھ لیں گے؟

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وما ارسلنا من رسول الابلسان قومہ" علامہ شہاب الدین جو بیضاوی شریف جیسی بلند پایہ تفسیر کے محشی ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔﴿لانہ تعالیٰ لماارسلہ لجمیع الناس علمہ جمیع اللغات بقولہ تعالیٰ﴿ وماارسلنا من رسول الابلسان قومہ﴾ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ کو تمام بولیاں بھی سکھلا کر بھیجا۔ نسیم الریاض جلد 1 ص 387

اسی مضمون کی عبارت تفسیر جمل جلد 2 ص 514 پر موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "علم ادم الاسماء کلھا" اس کی تفسیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "المشھوران المراد اسماء کل ماخلق اللہ من اجناس المحدثات من جمیع اللغات المختلفۃ التی یتکلم بھا ولدہ الیوم من العربیۃ و الفارسیۃ والرومیۃ وغیرھا" (تفسیر کبیر جلد 1 ص 398)

دوسرا مشہور قول یہ ہے کہ اسماء سے مراد تمام اجناس محدثات ہیں اور تمام مختلف بولیاں جو آدم علیہ السلام کی اولاد بولتی ہے مثلاً عربی، فارسی، رومی وغیرہ

یہی عبارت امام رازی سے علامہ نظام الدین نیشا پوری نے اپنی تفسیر کے ص 220 پر نقل کی ہے۔ تفسیر البحر المحیط میں علامہ ابوحیان اندلسی نے جلد 1 ص 145 پر یہی عبارت لکھی ہے۔ امام بغوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا 'قال التاویل ان اللہ عزوجل علم ادم جمیع اللغات" تفسیر معالم التنزیل جلد 1 ص 61

نواب صدیق حسن خان نے فتح البیان میں یہی عبارت نقل کی ہے جلد 1 ص 128

تفسیر صاوی علی الجلالین ص 20 پر ہے پر یہی عبارت منقول ہے۔

غور کیجئے جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودہ بولیاں سکھا دیں تو حضور علیہ السلام کا علم جب ان سے زیادہ ہے تو لامحالہ آپ ﷺ کو تمام زبانوں کا علم ہوگا۔

نانوتوی صاحب نے ''تحذیرالناس'' میں حدیث نقل کی ہے ''علمت علم الاولین والآخرین'' مجھے تمام پہلے اور پچھلے لوگوں کے علوم عطا کر دیے گئے ہیں۔ قاسم نانوتوی صاحب نے آیت ''مصدق لما معکم'' سے ثابت کیا ہے کہ آپ تمام علوم کے جامع ہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جس طرح نبی الامت ہیں نبی الانبیاء بھی ہیں اور وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ انبیاء اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ہوتے ہیں۔ تو جب بقول بانی دیوبند علوم اولین و آخرین حضور علیہ السلام میں جمع ہیں تو اردو بھی تو علوم آخرین میں سے ہیں تو اس کا علم حضور علیہ السلام کو کیسے نہ ہوگا۔

مولوی صاحب نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام تمام قوموں کی بولیاں نہیں جانتے تھے تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''علمت الا سماء کما علم آدم الاسماء'' جیسے آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا ایسے ہی مجھے دیا گیا ہے۔ جب آدم علیہ السلام کی تعلیم اسماء میں تمام بولیاں داخل ہیں جیسے آیت کے عموم اور کلھا کے ساتھ تاکید اور مفسرین کے اقوال سے واضح ہے اس طرح حضور علیہ السلام کو بھی تمام لغات کا علم بطریق اولی حاصل ہوگا۔

نیز علمائے دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ جو نعمت کسی مخلوق کو ملتی ہے وہ حضور علیہ السلام کے طفیل ملتی ہے چنانچہ صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد مدنی اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں "یہ جملہ حضرات حضور پرنور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ و میزاب رحمت غیر متناھیہ اعتقاد کیے ہوئے بیٹھے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے۔ ازل سے ابد تک جو جو نعمتیں عالم پر ہوئی ہیں یا ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام واسطہ کمالات عالم و عالمیاں ہیں" شہاب الثاقب ص 47

شہاب ثاقب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ جملہ کمالات میں حضور علیہ السلام واسطہ ہیں اور سب کمالات اولاً و بالذات حضور علیہ السلام کے اندر ہیں جس طرح ''تحذیرالناس'' اور شہاب ثاقب میں تحریر ہے۔ اب دیکھیے تمام زبانوں کا علم ہونا یہ ایک کمال ہے اور دوسرے لوگ اردو فارسی وغیرہ جانتے ہوں حضور علیہ السلام نہ جانتے ہوں تو پھر آپ ﷺ ہر کمال میں واسطہ کیسے ہوئے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام تمام بولیاں جانتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک اونٹ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی زبان میں کچھ عرض کیا۔ حضرت ﷺ نے مالک کو بلا کر فرمایا کہ

تیرے اونٹ نے شکایت کی ہے کہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے۔اور چارہ کم دیتا ہے۔ ’’انہ شکی کثرۃ العمل و قلۃ العلف‘‘ اونٹوں کی بولی آپ سمجھتے ہیں کیا اونٹوں کے ساتھ آپ نے معاملہ رکھا تھا اس لئے ان کی زبان آپ کو آ گئی۔

یہ حدیث شرح السنہ میں بھی امام بغوی نے نقل کی ہے۔تنقیح الرواۃ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔تنقیح الرواۃ جلد 3 ص 125

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ کی مجلس پر چکر لگانا شروع کر دیا حضور علیہ السلام نے فرمایا ’’ایکم فجع ھذہ بولدھا‘‘ اس کے بچے اٹھا کر اسکے دل کو کس نے دکھایا یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف میں ہے۔امام ترمذی اور دیگر محدثین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔تنقیح الرواۃ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔کیا چڑیوں کے ساتھ بھی آنحضرت ﷺ نے معاملہ رکھا تھا اس لیے ان کی بولی کو آپ سمجھ گئے؟

مولوی سرفراز نے حضور علیہ السلام ﷺ کو اپنا شاگرد ثابت کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام ﷺ کا واقعہ پیش کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انبیاء غیر انبیاء سے استفادہ کر سکتے ہیں۔یہاں سے مولوی سرفراز کا تضاد پھر ثابت ہوتا ہے پہلے خواب کی تعبیر اردو تراجم سے کی تھی اب تسلیم کر لیا کہ انبیا غیر انبیاء سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق جمہور علمائے اسلام کا نظریہ

مولوی سرفراز صاحب نے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ انبیاء ان علوم میں جن پر ان کی نبوت موقوف نہیں ہوتی۔غیر انبیاء سے استفادہ کر سکتے ہیں اس سلسلے میں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا ذکر کیا ہے حالانکہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ نبی ہیں امام ابن کثیر نے فرمایا کہ آیت ’’مافعلتہ عن امری‘‘ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نبی ہیں اور آیت کریمہ ’’اتیناہ رحمۃ من عندنا‘‘ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی ہیں تفسیر ابن کثیر جلد 3 ص 102

علامہ زمخشری اپنی تفسیر کشاف میں فرماتے ہیں کہ وہ نبی تھے آیت کریمہ ’’اتیناہ رحمۃ من عندنا‘‘ کے ماتحت انہوں نے لکھا ہے ’’ھی الوحی و النبوۃ‘‘ تفسیر کشاف جلد 2 ص 733

امام نیشا پوری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ’’والا کثرون علی ان ذلك العبد کان نبیا‘‘ تفسیر نیشا پوری ص 16۔7

تفسیر جمل میں ہے ’’قال شیخ الاسلام فی شرحۃ علی البخاری فی کتاب علم و الصحیح انہ نبی‘‘ (جمل جلد 3 ص 35)

سرفراز صاحب کے پسندیدہ مفسر علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں۔ ”فاالجمھور علی انہ نبی“ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔روح المعانی جلد 15 ص 293

داخل درس تفسیر بیضاوی میں ہے کہ آیت کریمہ ”اتیناہ رحمۃ من عندنا“میں رحمت سے مراد نبوت ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں۔”والا کثرون علی نبوۃ “ علامہ عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔(عمدۃ القاری کتاب لتفسیر)

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں۔

علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں۔کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔(کتاب التفسیر)

علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ وہ نبی ہیں کرمانی علی البخاری کتاب التفسیر

بخاری کے شارح ابن بطال فرماتے ہیں کہ وہ نبی ہیں شرح عقائد میں لکھا ہے کہ چار انبیاء زندہ ہیں خضر، ادریس، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام۔

علوم لدنیہ کے وارث علامہ پرہاروی نبراس میں فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں۔

امام ابن جوزی ”زادالمسیر“ میں فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں تین اقوال ہیں ایک قول ہے کہ وہ نبی تھے۔زادالمسیر جلد 5 ص 168

تفسیر البحر المحیط آیت کریمہ ”اتیناہ رحمۃ من عندنا“ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رحمت سے مراد وحی اور نبوۃ ہے البحر المحیط جلد 6 ص 147

تفسیر ابو سعود میں ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے۔جلد 5 ص 234

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نبی تھے۔جلد 11 ص 14

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی ہیں اور زندہ ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں احقر کا رجحان اسی طرف ہے کہ انکو نبی تسلیم کیا جائے۔تفسیر عثمانی ص 521

صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں، جن کو سرکار دو عالم ﷺ نے دعا دی تھی اللھم علمہ التاویل و فقہ فی الدین ۔تفسیر ابن جریر، البحر المحیط

سرفراز صاحب کا تجاہل

سرفراز صاحب نے آیت کریمہ "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه" کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی کا حوالہ ہمارے خلاف دیا ہے۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ مناظرانہ کتابوں میں یا برہانی دلائل پیش کیے جاتے ہیں یا جدلی دلائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمات خصم سے استدلال کیا جائے۔ ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کرنے والی شخصیت سے نامعلوم یہ چھوٹی سی بات کیوں اوجھل رہتی ہے۔ کبھی فتاویٰ رشیدیہ کے حوالے دیتے ہیں اور کبھی تفسیر عثمانی کے اس اصول کو ذہن میں رکھیں کہ مخالفین کے سامنے اپنی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کیے جاتے آپ آخر اس قدر بوکھلا کیوں گئے ہیں؟

سرفراز صاحب کا حضرت مولانا عمراچھروی پر بیجا اعتراض۔۔۔۔۔۔۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

مولانا محمد عمر صاحب نے فرمایا تھا کہ نبی پاک علیہ السلام کی ہستی جو تمام جہانوں کے معلم ہیں دیوبندی ان کو اپنا شاگرد بنانے پر تلے ہوئے ہیں گویا وہ اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں۔ اس کے جواب میں صفدر کی گرم گفتاری قابل دید ہے۔ کہتے ہیں کہ مولانا عمر صاحب کی خباثت ہے حالانکہ ان کی بات ٹھیک ہے۔ جس ہستی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے۔ "سنقرئك فلا تنسى ۔ علمك مالم تكن تعلم" جن کے بارے میں رب فرمائے "وما ارسلنك الا رحمة للعالمين" جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تو ان کو سب بولیاں بھی سمجھائیں کیونکہ جب تک سب کی بولی سمجھیں گے نہیں ان پر رحمت کیسے کریں گے۔ تو جب علمائے دیوبند نے اردو کے بارے میں کہا کہ ہم سے معاملہ رکھنے سے یہ زبان آ گئی تو گویا حضور علیہ السلام کے معلم ہونا جو اللہ کا منصب تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ خدائی کے دعوے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد ہو۔ "فاوحى الى عبده مااوحى" ان کو مدرسہ علمائے دیوبند سے معاملہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو یہ خباثت اس صالح کی ہے جس نے یہ جھوٹا خواب گھڑا یا خلیل احمد کی ہے یا وکیل صفائی کی ہے جس سے بات نہ بنے تو کچھ نہ کچھ ہانکتا رہتا ہے۔ ملا آں باشد کہ چپ نہ شود

بخاری شریف کی یہ حدیث مولوی صاحب نے نہیں پڑھی جس میں ارشاد ہے۔ "لايزال عبدى يتقرب الى بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذى يسمع به" بخاری شریف کتاب التواضع

ترجمہ: جب بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا ہے تو میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں جب میں اس کو اپنا

محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ذریعے وہ سنتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ جس کے کان بن جائے کیا ان کو اردو سیکھنے کی ضرورت ہوگی یہ تو ایک عام ولی کا حال ہے اور جن کی اتباع کر کے وہ مقام ولایت تک اور محبوبیت تک پہنچا ہے ان کا مقام کیا ہوگا۔

سرفراز صاحب کا لغو جواب اور بیہودہ الزام

مولوی صاحب نے ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ استاد بننا گستاخی ہے تو اعلیٰ حضرت نے بیداری کی حالت میں ایک جنازے میں حضور علیہ السلام کی امامت کرائی ہے۔ یہ گستاخی کیوں نہیں۔ مولوی صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ امتی کا نبی کی امامت کرنا ہرگز گستاخی نہیں صحیح حدیث میں موجود ہے کہ جبرائل علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں۔ جبرائیل بھی حضور علیہ السلام کے امتی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تبرك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعلمين نذيرا" پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ خاص پر کتاب نازل کی تاکہ حضور علیہ السلام تمام جہانوں کیلئے ڈرسنانے والے ہوں۔

اس سے پتہ چلا کہ جبرئیل علیہ السلام بھی آپ کی امت میں داخل ہیں۔

مسلم شریف میں حدیث ہے۔ "ارسلت الى الخلق كافة" مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

مسلم شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمان بن عوف کے پیچھے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھی۔ کیا انہوں نے گستاخی کا ارتکاب کیا۔

امام نسائی نے باب قائم کیا ہے۔ "باب صلوٰة الامام خلف رجل من رعيته" پھر انہوں نے حدیث نقل کی ہے۔ "آخر صلوٰة صلاها رسول الله ﷺ من القوم صلى فى ثوب واحد متو شحاخلف ابى بكر" نسائی شریف جلد 1 ص 90

کیا حضرت ابوبکر صدیق نے سرکار کی امامت کروا کے گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا صدیق اکبر جیسی ہستی جو سراپا ادب و نیاز ہیں گستاخی کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ کچھ تو بات کرتے ہوئے شرم کیا کرو۔ عمر کے آخری حصے میں ہونے کے باوجود خدا کا خوف نہیں آتا۔

مسلم شریف میں حدیث ہے۔ "لايزال طائفة من امتى قائمة بامر الله حتى ينزل ابن مريم فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لاان بعضكم على بعض امرء تكرمه الله هذه الامة" عیسیٰ علیہ السلام

اتریں گے امام مہدی فرمائیں گے کہ مصلیٰ امامت پر تشریف لائیے اور جماعت کرائیے وہ فرمائیں گے کہ نہیں تم ہی امامت کراؤ۔

بخاری شریف میں حدیث ہے۔ ”کیف بکم اذانزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم“ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔

جامع صغیر میں حدیث ہے۔ ”منا الذی یصلی ابن مریم خلفه“ ہم میں سے وہ ہستی ہوگی جس کی اقتدا میں عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

اب دیکھیے عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں لیکن پہلی نماز وہ امام مہدی کے پیچھے ادا کریں گے۔ امام مہدی نبی نہیں ہیں تو کیا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کے مرتکب ہوں گے۔

سرفراز صاحب کا بیہودہ اعتراض

مولوی صاحب نے اس پر بھی اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ الحمدللہ یہ جنازہ میں نے پڑھایا ہے۔ کوئی اس سے پوچھے کیا وہ معاذ اللہ کہتے ان کو پہلے تو پتہ نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام جنازہ میں شامل ہیں بعد میں جب پتہ چلا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ سرکار ﷺ نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے برزخ میں یہ مشاغل ہیں۔ زمین میں سیر فرمانا تاکہ اس میں برکت پیدا ہو۔ امت کے اعمال میں نظر کرنا اور ان کی مغفرت کی دعا کرنا اور جو نیک لوگ فوت ہوں ان کے جنازے میں شمولیت کرنا۔ تنویه الملك فی رؤیة النبی و الملك۔

اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام صالحین کے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی نہیں سنا گیا کہ حضور علیہ السلام نے امامت بھی کروائی ہو۔ تو کیا جو لوگ اولیاء کرام کے جنازوں میں امام بنتے ہیں وہ گستاخ ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ امام وہ ہونا چاہیے جو نظر بھی آئے اور اس کی تکبیرات اور دیگر ارکان سلام وغیرہ کا پتہ چلے۔ حضور علیہ السلام کیونکہ لوگوں کی آنکھوں سے محجوب ہیں اس لئے آپ امامت نہیں فرماتے ہیں کیونکہ امام وہ ہونا چاہیے جس کا دیکھا جانا ممکن ہو۔ دوسری عرض یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر نماز اب فرض نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی نماز اب فرض نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی نماز نفل ہے اور مفترض متنفل کی اقتدا نہیں کرسکتا۔

اپنے گھر کی خبر لیجیے

اگر کسی نبی کی امامت کرانا گستاخی ہے تو سینئے اور فتویٰ لگائیے۔

حسین احمد کا ابراھیم علیہ السلام کی امامت کرانا

حسین احمد مدنی کے بارے میں ان کا ایک معتقد لکھتا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی۔ جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلین کا بڑا مجمع ہے مصلین نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے فرمائش کرو کہ مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرات کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ شیخ الاسلام نمبر ص 164

اب حضرت ابراھیم علیہ السلام مقتدی ہیں یہ گستاخی نہیں ہے۔ یہ چونکہ اپنا معاملہ ہے اس لئے یہاں شرعی حکم لگاتے ہوئے دیوبندی مولویوں کو سانپ سونگھ جائیگا۔ صرف اعلیٰ حضرت کے بارے میں سارے وہابی گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ دیکھو جی انہوں نے گستاخی کردی خدا تمام کلمہ گو لوگوں کو عقل عطا فرمائے۔

خلیل احمد کا حضور ﷺ کے میلاد کو کنھیہ کے میلاد سے تشبیہ دینا

مولوی خلیل احمد صاحب کی ایک اور عبارت پر بریلوی حلقوں میں بڑا اعتراض کیا جاتا ہے۔ حضرت نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ حضور پاک ﷺ کے ذکر پاک میں جو محافل میلاد منائی جاتی ہیں ان کو کنہیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ دی ہے چنانچہ براہین قاطعہ میں رقم طراز ہیں۔

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ براہین قاطعہ ص 148

حضرات غور فرمایئے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں محافل منعقد کرنا اور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرنا اور آپ ﷺ کی تعظیم کی خاطر کھڑے ہو جانا اس کار خیر کو ہندوؤں کے پیشوا کے دن منانے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے عشاق کو ہندوؤں سے بھی بدتر قرار دیا ہے اس سے بڑھ کر کون سی گستاخی ہوگی۔ العیاذ باللہ

عملِ مولد اکابر علمائے اسلام کی نظر میں

ہم ذیل میں چند اکابرینِ ملت کے حوالے پیش کرتے ہیں جو میلاد منایا کرتے تھے۔علامہ طاہر پٹنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔ ”مظهر منبع الانوار والرحمة مشهر ربيع الاول وانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام“ ربیع منبع انوار رحمت کا مظہر ہے یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار سرور کا حکم دیا گیا ہے جلد 3 ص 57

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے۔ ”ولازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده ﷺ“ اور اہل السلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے حضور علیہ السلام کے میلاد مبارک کے مہینے میں۔ ماثبت بالسنة ص 79

”الدر الثمين فی مبشرات النبی الامين“ میں شاہ ولی اللہ محدث فرماتے ہیں کہ عبدالرحیم محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں ہر سال ایام مولد شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا تھا ایک سال قحط سالی کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے وہی چنے تقسیم کر دیے۔رات کو فخر عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بھنے ہوئے چنے حضور پاک ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے اور حضور اکرم ﷺ ان چنوں سے بہت مسرور اور خوش ہیں۔ درثمین ص 8

علامہ قسطلانی شارح بخاری مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں اختصار کی وجہ سے عربی عبارت کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔۔۔۔حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے ہیں اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور حضور ﷺ کے مولد کریم کی راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے ہیں۔اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔اور نیک کاموں میں ہمیشہ کثرت کرتے رہے ہیں اور حضور علیہ السلام کے مولد پاک کی قرأت کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے۔اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن وامان ہوتا ہے۔اور ہر مقصود مراد پانے کے لئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہِ میلاد پاک کی ہررات کو عید بنا لیا تاکہ یہ عید میلاد دو سخت ترین علت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض عناد ہے اور علامہ ابن الحاج نے مدخل میں سخت کلام کیا ہے ان چیزوں کے انکار کرنے میں جن لوگوں نے بدعتیں اور نفسانی خواہشات پیدا کر دی ہیں۔اور آلات محرمہ کیساتھ عمل مولود شریف غنا کو شامل کر دیا ہے۔تو اللہ تعالیٰ ان کو ان

کے قصد جمیل پر ثواب دے اور ہمیں سنت کی راہ پر چلائے بیشک وہ ہمیں کافی ہے۔ مواہب الدنیہ جلد 1 ص 27

علامہ حلبی سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں اختصار کی خاطر ترجمہ پیش خدمت ہے۔

بیشک عمل مولد کے لئے حافظ ابن حجر نے سنت سے اصل نکالی ہے اس طرح حافظ سیوطی نے بھی اور ان دونوں نے فاکہانی مالکی پر اس کے اس قول میں سخت رد کیا ہے کہ (معاذ اللہ) عمل مولد بدعت مذمومہ ہے۔ سیرت حلبیہ جلد 1 ص 80

علامہ قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں۔ (عربی عبارت اختصار کے پیش نظر حذف کر دی گئی ہے) ابن جزری نے کہا ہے کہ آپ میلاد کی خوشی کیوجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قران نازل ہوا۔ جو حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔ مواہب لدنیہ جلد 1 ص 27

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں امام قرطبی نے فرمایا یہ تخفیف عذاب ابولہب کے ساتھ خاص ہے اور اس شخص کے ساتھ جس کے حق میں تخفیف عذاب کی نص وارد ہوئی ابن منیر نے حاشیہ میں کہا یہاں دو قضیے ہیں ایک تو محال ہے وہ یہ ہے کہ کافر کے کفر کے ساتھ اس کی اطاعت کا اعتبار کیا جائے۔ دوسرا قضیہ یہ ہے کہ کافر کو اس کے کسی عمل پر بطور تفضّل کوئی فائدہ پہنچانا اور یہ بات عقلاً محال نہیں اور جب یہ دونوں باتیں ثابت ہوگئیں تو جاننا چاہیے کہ ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا طاعت معتبرہ نہ تھی اس کے اس عمل پر اگر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کچھ احسان فرمادے تو یہ ممکن ہے۔ فتح الباری جلد 9 ص 119

امام سیوطی حسن المقصد فی عمل المولد میں فرماتے ہیں۔ "یستحب لنا اظہار الشکر بمولدہ علیہ السلام" آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر شکر کا ظاہر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے۔

علامہ حلبی "انسان العیون" میں فرماتے ہیں اور فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ عادت جاری ہوگئی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی پیدائش مبارک کا ذکر ہو فوراً آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور یہ بدعت ہے یعنی بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔ (انسان العیون جلد 1 ص 80 مترجم)

اشرفعلی تھانوی کا بے بنیاد وسوسہ

مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک سوال قائم کیا ہے کہ حضور ﷺ ہر محفل میں آتے ہیں یا کسی ایک میں ہر محفل

میں آئیں تو تکثر جزئی لازم آتا ہے اور کسی ایک میں آئیں تو ترجیح بلا مرجح ہے۔لیکن جمال الاولیاء میں حضرت شیخ حضرمی مجذوب کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک ایک وقت میں تیس تیس جگہ جمعہ پڑھاتے تھے اور تیس تیس شہروں میں شب باش ہوتے تھے۔جمال الاولیاء ص 40

کوئی تھانوی جی سے پوچھے کہ اگر ایک ولی بیک وقت تیس جگہ موجود ہو جائے تو تکثر جزئی نہیں۔حضور علیہ السلام اگر کئی محافل میں جلوہ گر ہو جائیں تو تکثر جزی کیسے بن گیا تکثر جزی تو تب بنتا جب روح علیحدہ علیحدہ ہو جاتی۔جب روح ایک ہے جو تمام اجسام میں متصرف ہے تو یہ تکثر جزی نہیں ہوسکتا۔

مستدرک اور مسند امام احمد میں حدیث ہے کہ ایک آدمی جس کا بیٹا وفات پا گیا تھا سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔" **اما تحب الا تاتی بابا من ابواب الجنة الا وجدته ینتظرك** " کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تو جنت کے جس دروازے پر جائے تیرا بیٹا تیری انتظار کر رہا ہو۔مستدرک جلد 2 ص 200 ،مسند امام احمد جلد 5 مشکوٰۃ شریف

جب جنت کے آٹھ دروازے ہیں ہر دروازے پر اس کا بیٹا موجود ہے اور شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر بھی تھے۔قبر مبارک میں بھی تھے۔مسجد اقصیٰ میں بھی تھے جس طرح بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے تو حضور علیہ السلام جہاں چاہیں وہاں کیوں تشریف نہیں لا سکتے۔

مولوی خلیل احمد نے "المھند" میں ایک عالم دین کے بارے میں یہ الفاظ لکھے

حضرت شیخ علمائے کرام وسندِ اصفیائے عظام روشن مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی انہوں نے اپنی تصدیق میں فرمایا۔" **اما قدوم روحه علیه الصلوٰۃ والسلام فی بعض الاحیان لبعض الخواص اوممکن غیر مستبعد و مصتقد ذٰلك لایعدمخطاءً فهو یتصرف فی الکون باذن الله تعالیٰ کیف شاء** "

ترجمہ :پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہوسکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا۔کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔" **باذن خداوندی** " کائنات میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

(المھند علی المفند ص 127)

یہاں اگرچہ بعض خواص کے لئے سرکار ﷺ کی روح پاک کی آمد کو ممکن کہا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا کہ حضور علیہ السلام جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تعالیٰ کائنات میں تصرف کرتے ہیں۔ باذن اللہ کے لفظ سے مجبور ہونا لازم نہیں آتا جس طرح ہم ہاتھ پاؤں اللہ کے حکم سے ہلاتے ہیں لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ ہم ہاتھ پاؤں ہلانے میں مختار نہیں ہیں مجبور محض ہیں۔

علامہ زرقانی نے امام سیوطی سے نقل فرمایا۔ ”لایمتنع رؤیته ذاته علیه الصلوٰة والسلام بجسده وبروحه و ذلك لانه وسائر الانبیاء علیهم السلام ردت الیهم ارواحهم بعد ماقبضوا و اذن لهم فی الخروج من قبورهم یتصر فون فی الملکوت العلوی ولسفلی۔“

اسی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو قبر سے باہر کرنے اور کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار ہے۔

امام سیوطی ”تنویر الحلك فی رویة النبی و الملك“ میں فرماتے ہیں ”انه صلی الله علیه وسلم سیر حیث شاء فی اقطار الارض“ حضور علیہ السلام جہاں چاہتے ہیں زمین کے اطراف میں سیر کرتے ہیں۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا امت کے اولیاء کے جنازوں میں شامل ہونا اور برکت بخشنے کے لئے زمین میں چلنا احادیث و آثار سے ثابت ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی زیر آیت ”ولا تقولو المن یقتل فی سبیل الله اموات“ ارقام فرماتے ہیں۔

”ان الله تعالیٰ یعطی لارواحهم قوة الاجساد فیذهبون من الارض والسماء والجنة حیث یشاؤن وینصرون اولیاء هم ویدمرون اعداء هم“ بے شک اللہ اولیاء کرام کی روحوں کو جسم کی طاقت عطا فرماتے ہیں پس وہ جہاں چاہتے ہیں زمین و آسمان اور جنت میں سے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری جلد 1 پارہ دوم)

جب اولیاء کرام کی یہ شان ہے کہ جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں تو پھر سید الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھ لے کہ حضرت کرم فرمائیں گے اور سرکار ﷺ کی تشریف آوری کے ظن غالب کی بنا پر کھڑا ہو جاتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔

دیوبندیوں کا دوغلا پن

ویسے تو یہ لوگ محفل میلاد پاک کو کنہیا کے یاد والے دن سے تشبیہ دیتے ہیں۔ لیکن جہاں مالی منفعت ہو وہاں

محافل میلاد میں شریک ہوجاتے ہیں رشید احمد گنگوہی نے اشرف علی کو محافل میلاد میں شرک ہونے سے منع کیا اور کہا کہ یہ محافل بدعت ہیں تم شرکت نہ کیا کرو جواب میں تھانوی صاحب نے لکھا کہ وہاں کانپور میں بدوں شرکت قیام کرنا قریب بحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دینوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔(تذکرۃ الرشید ص 118)

اس سے علمائے دیوبند کا دوغلہ پن ثابت ہوتا ہے کہ محفل میلاد کو ہندوؤں کے پیشوا کے جنم کے دن کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور تنخواہ کی خاطر ان محافل میں شرک بھی ہوجاتے ہیں۔ ماضی قریب میں تحریک نظام مصطفیٰ میں قومی اتحاد کے زیر اہتمام میلاد شریف کے جلوس نکالے گئے اور مفتی محمود نے ان جلوسوں کی قیادت کی۔ ربوہ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں دیوبندی عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالتے ہیں چندہ بٹورنے کے لئے محافل میلاد منعقد کرنا جائز ہے اگر چندہ نہ ملے تو پھر میلاد منانے والے ہندوؤں سے بدتر ہوگئے۔ کوئی ان سے پوچھے اگر میلاد شریف کا انعقاد کرنیوالے ہندوؤں سے بدتر ہیں تو جب تم مناتے ہو اس وقت یہ فتویٰ تم یاد کیوں نہیں رکھتے اس وقت تم اپنے فتویٰ کی رو سے ہندوؤں سے بڑھ جاتے ہو یا نہیں۔

مولوی خلیل احمد کا اللہ تعالیٰ پر کذب کا بہتان

مولوی خلیل احمد نے ایک اور جھوٹ یہ بولا اور کہا کہ امکان کذب کا مسئلہ اب تو کسی نے نہیں نکالا۔(براہین قاطعہ ص 2)

حالانکہ امام رازی فرماتے ہیں۔ "اذا جوز الخلف علی اللہ قد جوز الکزب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا" جب اللہ تعالیٰ پر خلف جائز رکھا گیا تو اس پر کذب بھی جائز رکھا گیا اور یہ عظیم خطا ہے بلکہ کفر کے قریب ہے۔

علامہ پرہاروی نبراس میں فرماتے ہیں۔ "واعلم ان اھل الملل اجمعوا علی ان الکذب من اللہ محال" یعنی تمام اہل ملت کا اجماع ہے کہ جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔(نبراس ص 219)

اندازہ کیجئے جب تمام اہل ملت چاہے وہ مدعی اسلام ہوں یا نہ ہوں عقیدہ رکھتے ہیں کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے تو پتہ نہیں وہ کون سے لوگ ہیں جن کے سر خلیل احمد صاحب امکان کذب کا عقیدہ مڑھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ وہابیوں کو عقل نصیب کرے اور ان کے دل میں اپنا اور اپنے حبیب لبیب ﷺ کا ادب پیدا کرے۔ براہین قاطعہ کی عبارات کی بحث ختم ہوئی۔ فَاعتبرو یااولی الابصار

باب پنجم
اشرف علی تھانوی کے اوپر شرعی حکم کی تحقیق

مولوی سرفراز گکھڑوی نے اشرف علی کی عبارت کی وضاحت سے پہلے ان کے حالات زندگی بیان کیے اور یہ بھی بتایا کہ اشرف علی نے دوشادیاں کیں لیکن یہ نہ بتلایا کہ وہ پیدا کیسے ہوئے اور نہ یہ بتلایا کہ دوسری شادی کرنے کا کیا داعیہ پیش آیا اور بعد میں کن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔

حضرت تھانوی کی پیدائش کا حال کچھ اس طرح ہے جو انہوں نے خود بیان کیا کہ ان کے والد حافظ مرتضےٰ صاحب پانی پتی کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ میری اولاد زندہ نہیں رہتی انہوں نے فرمایا تیرے دو بیٹے ہونگے ایک مولوی ہوگا اس کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا وہ دنیا دار ہوگا۔(ارواح ثلاثہ)

اس سے پتہ چلا کہ دیوبندیوں کے حکیم الامت پیدا ہی بزرگوں کی دعا سے ہوئے ہیں اور پہلے انہوں نے پیشن گوئی بھی کردی تھی ایک مولوی ہوگا اور دوسرا دنیا دار ہوگا اس کے باوجود دیوبندی کہتے ہیں کہ ولیوں نبیوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور اولیاء کرام کو آنے والے معاملات کی خبر نہیں ہوتی۔

حالانکہ ان کے حکیم الامت کی پیدائش ہی ایک مجذوب کی مرہون منت ہے مجذوب صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک مولوی ہوگا اور دوسرا سرکاری ملازم ہوگا۔ اشرف علی مولوی بن گیا اور اس کا دوسرا بھائی اکبر علی سی آئی ڈی کا ملازم بن گیا۔ مولوی سرفراز نے کہا ہے کہ ان کا تاریخی مادہ کرم عظیم ہے حالانکہ ان کا تاریخی مادہ مکر عظیم ہے جیسا کہ انہوں نے خود لکھا ہے ملاحظہ ہو الافاضات الیومیہ جلدا۔

دوسری شادی ایک کم عمر لڑکی سے کی جس کی وجہ سے بڑے بدنام ہوئے اور لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کیں۔ پہلے اس لڑکی کا نکاح بھانجے سے کیا اس کے بعد جب بھانجا مرگیا تو اس لڑکی سے نکاح کرلیا۔ اس وقت لوگوں نے جو باتیں کیں ان کے بارے میں خود اپنی کتاب ''الخطوب المذ یبہ'' میں بیان کرتے ہیں۔

ہائے بیٹی بیٹی کہا کرتے تھے جورو بنا کر بیٹھ گئے بیٹی کیا نواسی کی جگہ تھی ارے بھائی بھانجا تو بیٹا ہوتا ہے۔ پھر اس کو بیٹا بنایا بھی تھا۔ ہائے بیٹے کی بیوی کر بیٹھے۔ یہ غضب ہائے بس جی ایسی عورت کا کیا اعتبار اس کا تو اگر نانا حقیقی زندہ ہوتا کیا اس کو بھی کر بیٹھتی ہائے استاد ہو کر شاگردنی کو کر بیٹھے پر مریدنی بھی تو تھی۔ پیر اور باپ میں کیا فرق ہوتا ہے

معلوم ہوتا ہے ان میں پہلے سے ساز باز ہوگا جی لڑکی نے بھی ظلم ہی کر دیا جو کرنا ہی تھا اور دس تھے بھلا جس کے پاس بچپن میں رہی لکھا پڑھا اس کی چھاتی پر مونگ دلنا تھا خدا کرے ان کو آرام ہی نصیب نہ ہو۔

اجی ایسی بے حیا ہے ستر کرے گی ستر چھوڑے گی۔(الخطوب المذ یہ صفحہ نمبر۴۳،۴۲)

تھانوی کی شہوانی طبیعت:۔

تھانوی صاحب خود یہ اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے محض خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے دوسرا نکاح کیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ میرا یہ فعل کسی مصلحت کی نیت سے یا کسی اشارہ غیبیہ پر عمل کرنے کے قصد سے نہیں ہوا سبب قریب اس کا محض طبیعت کا تقاضہ تھا۔(الخطوب المذ یہ صفحہ نمبر۱۴)

تھانوی صاحب نے پہلے خود بیان کیا ہے کہ لوگ کہتے تھے پہلے سے ساز باز ہوگی اس بات کی تائید تھانوی صاحب کے اس فرمان سے ہوتی ہے فرماتے ہیں چنانچہ اپنے بھانجے سے پہلے نکاح کر دیا اور طبیعت خالی ہوگئی خدا کی قدرت وہ بیوہ ہوگئی تو اس کی کوشش کی اس کا کہیں نکاح کر دیا جائے چنانچہ متعدد مواقع پر اس کی تدبیر و تحریک کی گئی لیکن سامان نہ ہوا۔ نیز میں نے بڑی تدبیروں سے اس کو اپنے سے پردہ کرایا اپنے مکان میں تدبیر لطیف سے کوشش کی کہ اس کی آمد و رفت محدود و مسدود ہو جائے نیز میں خود اس امر کو مصلحت کے خلاف بھی سمجھتا تھا کہ میرا زمانہ ان باتوں کا نہیں رہا۔ آزادی کے بعد پابندی سخت امر ہے اور منکوحہ اولی کی مصلحت کے خلاف بھی سمجھتا تھا کہ ان کی سخت دل شکنی و دل آزادی ہوگی اور اس منکوحہ ثانیہ کی مصلحت کے خلاف بھی سمجھتا تھا کہ اس کی عمر کو ضائع کرنا ہے کہ اس طرح ایک زمانہ گزر گیا۔(الخطوب المذ یہ صفحہ نمبر۱۴)

تھانوی کے ہم مسلک عالم کی تھانوی پر تنقید:۔

تھانوی صاحب کی دوسری شادی پر مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ مولانا سعید احمد فاضل دیوبند ہیں لیکن سچی بات ان کے قلم سے بھی نکل گئی ہے۔ چنانچہ خون کے آنسو مصنفہ علامہ مشتاق احمد نظامی کے حوالے سے ان کا تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔

مولانا تھانوی جیسا کہ خود فرماتے ہیں دوسرا نکاح محبت دلی کے تقاضہ سے کرتے ہیں لیکن شہرت و وجاہت خانگی چپقلش کی وجہ اور برادری میں چہ میگوئیوں کی وجہ سے اس واقعہ کے سبب مولانا تھانوی کو جو ضغط دماغی پیش آ گیا ہے۔ اس کی وجہ سے اپنے فعل کی تاویل و توجیہ میں عجیب عجیب باتیں کہتے ہیں حالانکہ سیدھی بات یہ تھی میں نے عقد

ثانی کیا اور یہ شرع میں جائز ہے بس بات ختم ہو جاتی لیکن مولانا تھانوی کبھی تو فرماتے ہیں کہ بے ساختہ ذہن میں آیا کہ بہت سے درجات موقوف ہیں سقوط جاہ وحصول بدنامی پر جن سے تواب تک محروم ہے۔

پس اس واقعہ میں حکمت یہ ہے کہ تو بدنام ہوگا اور حق تعالیٰ درجات عطا فرمائے گا۔کبھی مولانا تھانوی فرماتے ہیں ایک مصلحت یہ بھی ظاہر ہوئی کہ اس سے پہلے موت کی محبوبیت کی دولت نصیب نہیں تھی الحمدللہ کہ اس واقعہ سے یہ دولت بھی نصیب ہوگئی پھر ارشاد ہوتا ہے کہ مجھ کو ثواب آخرت سے طبعاً کم دلچسپی تھی اب معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کی کمی اور استغناء تھا الحمدللہ اس کمی کا تدارک ہو گیا اس کے بعد مولانا تھانوی کا ارشاد ہے کہ حلم وتحمل کا ذوق نہ تھا خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ کام بھی بعد شادی پورا ہو گیا۔مولانا تھانوی نے نکاح ثانی کیا کیا سلوک ومعرفت اور طریقت وحقیقت کی صبر آزما منزلیں بیک جنبش قدم طے کر لیں جو فضائل وکمالات روحانی' باطنی سالہا سال کے بعد مجاہدہ اور ریاضت شاقہ کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتے وہ عقد ثانی کرتے ہی فوراً مولانا تھانوی کو حاصل ہو گئے۔(برہان دہلی صفحہ نمبر ۱۰۶' فروری خون کے آنسو صفحہ نمبر ۱۱۲)

تھانوی کا ام المومنین رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنا:۔

پھر تھانوی صاحب کی جسارت ملاحظہ ہو اپنی شادی کو درست ثابت کرنے کیلئے ایک صالح کے حوالے سے خواب بیان کرتے ہیں اسی اثناء میں ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا تو حضور ﷺ کی عمر مبارک پچاس سے زیادہ تھی اور حضرت عائشہؓ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔(الخطوب المذیبہ صفحہ نمبر ۱۵)

یعنی یہ کس قدر گستاخی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین مسلمانوں کی ماں کو خواب میں دیکھ کر اس کی تعبیر جورو سے کی جائے۔کوئی بے غیرت سے بے غیرت بھنگی چمار بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر اس کی تعبیر بیوی سے کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔کوئی بے حیا سے بے حیا جاہل بھی ماں کے خواب میں آنے کی یہ تعبیر نہیں کر سکتا کہ اس کی کم سن مرغوبہ سے شادی ہوگی۔

مثلاً ایک آدمی کہے ایک صالح کو مکشوف ہوا کہ میرے گھر میں اشرف علی تھانوی کی چھوٹی بیوی آنیوالی ہے اور اس کی تعبیر یہ کرے کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی کیا دیوبندی حضرات یہ چیز برداشت کر لیں گے چونکہ ان کے دلوں میں

صرف اپنے مولویوں کی عظمت ہے نہ اللہ کی نہ نبی پاک ﷺ کی نہ کسی مقدس ہستی کی جو جملے یہ اولیاء عظام اور انبیاء کرام کے حق میں گستاخی نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں کہ ان کی یہ تاویل ہے وہ توجیہ ہے لیکن وہی جملے اگر ان کے کسی مولوی کے حق میں بولے جائیں تو فوراً چیخ اٹھتے ہیں کہ ہمارے مولانا کی بے ادبی ہوگئی۔

تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ جو قصہ حضور پاک ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ ہوا وہی قصہ یہاں ہے کتنی بڑی بے ادبی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہستی وہ ہے کہ صحابہ کرام کی علمی مشکل کشائی آپ فرماتی تھیں بخلاف تھانوی صاحب کی بیوی کے جب وہ آئیں تو تھانوی صاحب کی زندگی اجیرن ہوگئی۔ موت کی تمنا کرنے لگے اور کہنے لگے جس کو دنیا و آخرت برباد کرنی ہو وہ دوسری شادی کرلے اور پہلی بیوی سے اس قدر دب کر رہنے لگے کہ خود فرماتے ہیں کہ بعض لوگ مجھے بے غیرت کہنے لگے۔ (الخطوب المذ یبہ صفحہ نمبر ۱۷)

تھانوی صاحب کے اخلاق عالیہ کا حال یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا تو تھانوی صاحب کہنے لگے مزا تو مذی میں ہے یہاں کیا ڈھونڈتے ہو۔ (الافاضات الیومیہ جلد ا صفحہ نمبر ۳۰۷)

اسی افاضات میں حضرت کا ایک اور ارشاد ہے کہ عوام کے اعتقاد کی مثال گدھے کے عضو مخصوص کی طرح ہے بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے کم ہو جائے تو بالکل پتہ ہی نہ چلے۔ (افاضات جلد ۴ صفحہ نمبر ۷)

حضرت حکیم الامت نے ایک واقعہ اور بیان فرمایا کہ ایک آدمی کنڈی لگا کر ایک عورت سے زنا کر رہا تھا دروازے پر دستک ہوئی تو کہنے لگا کون ہے یہاں پہلے ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے تھانوی صاحب واقعہ بیان کر کے کہتے ہیں کہ وہ آدمی کتنا سچا تھا۔ (افاضات جلد ۴ صفحہ نمبر ۵۷۰) کیا تھانوی صاحب وہاں چوکیداری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اسی طرح ایک کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ بڑے بھائی پیشاب کر رہے تھے میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کردیا۔ (افاضات جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۷۴)

ایک حکایت یہ بیان کی کہ ایک نابینا حافظ کو مکتب کے لڑکوں نے کہا حافظ جی نکاح کر لیجئے نکاح میں بڑا مزہ ہے انہوں نے ایک عورت سے نکاح کرلیا اور رات بھر روٹی لگا کر کھاتے رہے صبح لڑکوں سے خفا ہوئے سسرے کہتے تھے نکاح میں بڑا مزہ ہے ہم نے تو روٹی لگا کر کھائی میٹھی معلوم ہوئی نہ کڑوی۔ (الافاضات جلد ۴ صفحہ نمبر ۱۷۴ اور جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۱۱)

حضرت صاحب نے ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کی شادی ہوئی۔ پہلی شب تھی کپڑے کیوں نہ

اتارے جاتے صبح بیوی کا پاجامہ پہن کر نکلے تو بڑا مخول ہوا۔(الافاضات جلد ۷ صفحہ نمبر۱۵۴)

مولوی سرفراز کی اپنے حکیم الامت کو کفر سے بچانے کی ناکام کوشش:۔

مولوی سرفراز کو چاہیے تھا کہ تھانوی صاحب کا تعارف کراتے ہوئے ان کے ایسے ملفوظات بیان کرتا۔تاکہ لوگوں کو پتہ چلتا کہ حضرت کیسی کیسی حکیمانہ باتیں کرتے ہیں اور کیسی لچھے دار باتیں کرتے ہیں۔

مولوی مذکور تھانوی صاحب کے کچھ حالات بیان کرنے کے بعد ان کی عبارت کی تدبیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔پہلے ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں اس کے بعد سرفراز صاحب کی تاویلات فاسدہ کا جائزہ لیں گے۔مولوی اشرف علی تھانوی سے سوال ہوا کہ آیا حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات پر علم غیب کا حکم کیا جانا صحیح ہے یا نہیں۔تھانوی صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر کل غیب مراد ہو تو عقلاً نقلاً باطل ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہوں تو اس میں حضور علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید،عمرو بلکہ ہر صبی، مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔(حفظ الایمان صفحہ نمبر۸)

مولوی سرفراز کا اعلیٰ حضرت پر خیانت کا جھوٹا الزام:۔

مولوی سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حفظ الایمان کی درمیانی عبارت چھوڑ دی ہے حالانکہ حکم کفر تو اسی عبارت پر ہے جو اعلیٰ حضرت نے نقل کی ہے اگر وہ چند الفاظ لکھ دیئے جاتے ہیں تو کیا عبارت کا توہین آمیز ہونا ختم ہو جاتا۔خود اعتراف بھی کرلیا ہے کہ انہوں نے الیٰ قولہ سے اشارہ کر دیا ہے کہ اور الفاظ بھی ہیں۔تو یہ کہنا کہ خانصاحب نے عبارت میں خیانت کی ہے خود اپنی تکذیب کے مترادف ہے لیجئے ہم چھوڑی ہوئی عبارت نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔'' کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ سے شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومنوں بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔'' بتلایئے اس پوری عبارت کے منقول ہونے سے تھانوی صاحب کو کیا فائدہ پہنچا۔

اعلیٰ حضرت نے اس عبارت کے توہین آمیز ہونے کی وضاحت کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ اگر اسی طرح کی

عبارت اللہ تعالیٰ کے حق میں لکھی جائے اور کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر قادر ہونے کا اطلاق کیا جانا اگر صحیح ہوتو اس سے مراد کل اشیاء پر قدرت ہے یا بعض پر اگر کل اشیاء پر قدرت مراد ہوتو عقلاً نقلاً باطل ہے۔ کیونکہ واجبات اور محالات سے قدرت متعلق نہیں ہوتی نیز ذات باری تعالیٰ بھی شی ہے تو زیر قدرت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ممکن ہونا لازم آئے گا اگر بعض اشیاء پر قدرت مراد ہوتو اس میں اس کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید، عمرو، صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے حاصل ہے تو کیا اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کی توہین ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی سرفراز کو چاہیے تھا کہ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مواخذات کا جواب دینے کا بیڑہ اٹھایا تھا تو ان کی اس عبارت کا جواب دیتے لیکن یہاں حضرت دیوالی کی پوریاں سمجھ کر اعلی حضرت کی عبارت کو ہضم کر گئے ہیں۔

مولوی مذکور نے لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کی عبارت ''ایسا علم غیب'' کے فقرے میں لفظ ''ایسا'' کو محض سینہ زوری سے برابر یا تشبیہ کے معنی میں لے کر قائل کی اپنی مراد کے خلاف اس کا مطلب لیا گیا اور خواہ مخواہ ان کی تکفیر کی گئی۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ تشبیہ کا معنی لینے میں اور کون کون شریک ہیں۔

مولوی سرفراز کے استاد اور شیخ الاسلام حسین احمد مدنی ارشاد فرماتے ہیں جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد نہیں ہوا کرتی۔ (شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

ایک اور مقام پر لکھتے کہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں۔ (شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۱۰۴)

اور اسی صفحہ پر مدنی صاحب اسی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

غرض سیاق عبارت اور سیاق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے مقدار بعضیت میں نہیں۔ اب تو سرفراز صاحب کے مسلمہ بزرگ کی کلام سے ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہے اگر اب بھی سمجھ میں نہ آئے تو ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

حفظ الایمان کی عبارت کی نظیر:۔

مثلاً ایک آدمی کہتا ہے اس چہرہ میں سرفراز صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا چہرہ تو صبی، مجنون و پاگل کا گائے،

بھینس، کتے اور خنزیر کا بھی ہے یہاں ایسا لفظ تشبیہ کے لئے ہوگا یا نہیں یا یہ عبارت کہنے والے سے اس کی مراد پوچھی جائیگی یا یہاں بھی کہا جائیگا کہ سرفراز صاحب کے معتقدین محض سینہ زوری سے لفظ ایسا کو تشبیہ کے معنی میں لے رہے ہیں۔

مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ایسا کو برابر کے معنی میں لینا سینہ زوری ہے یہاں بھی مولوی صاحب کے اکابر مولوی صاحب کو چھوڑ گئے۔ مولوی منظور نعمانی صاحب فرماتے ہیں حفظ الایمان کی اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ صفحہ نمبر ۳۴)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۹ پر حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی تقریر درج کی گئی ہے۔ اس تقریر میں حضرت محدث اعظم پاکستان کا فرمانا تھا کہ ایسا یہاں تشبیہ کے لئے ہے۔ حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ایسا بدوں جیسا بھی تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ (مناظرہ بریلی کا دلکش نظارہ صفحہ نمبر ۲۹)

مولوی منظور نعمانی نے فرمایا اگر اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

تھانوی صاحب کے وکلاء صفائی تاویلات فاسدہ کے بھنور میں:۔

حسین احمد مدنی صاحب کا بیان ہے کہ اگر اتنا کا لفظ ہوتا تو توہین کا احتمال ضرور ہوتا۔ حسین احمد مدنی صاحب کے فتویٰ کے مطابق منظور نعمانی پر کفر عائد ہوتا ہے منظور نعمانی صاحب کے نزدیک ایسا کو تشبیہ کے معنی میں لینا کفر کا موجب ہے پہلے ان کا حوالہ گزر چکا ہے انہوں نے ارشاد فرمایا اگر بالفرض اس کا وہ مطلب ہو جو مولانا سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔

اب منظور نعمانی کے فتویٰ کی رو سے حسین احمد مدنی پر حکم کفر لگتا ہے۔ اب ناظرین، قارئین کے لئے مقام غور ہے کہ یہ لوگ کس طرح ایک دوسرے کی تکفیر کر رہے ہیں پھر بھی الزام اعلیٰ حضرت پر ہے کہ انہوں نے تھانوی پر ظلم کیا اور انہیں کافر قرار دیا اب دیکھئے اگر تھانوی صاحب نے ایسا کو تشبیہ کے معنیٰ میں لیا ہے تو منظور نعمانی کے فتوی کی رو سے کافر بنتے ہیں اگر ایسا کو اتنا کے معنی میں لیا جائے تو حسین احمد کے فتویٰ کے مطابق کافر بنتے ہیں یہ دونوں وکیل ان کا دفاع کرنے کے لئے اٹھے تھے۔ لیکن تنگ آ کر انہوں نے بھی وہی کچھ کہہ ڈالا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا۔

اس کے باوجود سرفراز صاحب کا یہ کہنا کہ کسی دیوبندی یا متدین عالم نے تھانوی صاحب کو کافر نہیں کہا ان کی قلت مطالعہ اور قلت تدبر کی دلیل ہے کیا حسین احمد مدنی اور منظور نعمانی صاحب متدین عالم نہیں؟ کیا ان کے دیوبندی

ہونے میں شک ہے اگر حسین احمد صاحب جیسے جفادری عالم اور منظور نعمانی صاحب جیسے عظیم مناظر بھی دیوبندی نہیں تو کیا دیوبندیت کا سکہ بند تاج آپ ہی کے سر ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی پسندیدہ کتاب امیر اللغات سے لفظ ایسا کے کئی معانی نقل کیے ہیں۔ ان معانی کو عبارات اکابر سے نقل کیا جاتا ہے۔ پہلا معنی نقل کیا ہے کہ ایسا کا معنی (اس قسم کا) ہے اس شکل کا فقرہ ایسا قلمدان ہر ایک سے بننا محال ہے دوسرا معنی نقل کیا ہے (اس قدر) ایسا مارا کہ ادھ موا کر دیا۔

اس سے آپ مولوی صاحب کی حواس باختگی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جن معنوں کو سینہ زوری قرار دیکر تردید کرر ہے تھے امیر اللغات سے انہی کو نقل کرنا شروع کر دیا۔ پہلے تو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا کہ لفظ ایسا سے اس قسم کا یا اتنا کوئی معنی مراد لیں اس کے پیش نظر حضرت تھانوی کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار ہے اور انہوں نے معاذ اللہ کوئی توہین نہیں کی۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا کا معنی اتنا لیا جائے تو توہین نہیں بنتی لیکن حسین احمد کا ارشاد ہم شہاب ثاقب صفحہ نمبر۱۰۲ سے نقل کر چکے ہیں وہ ارشاد فرماتے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا اب سرفراز صاحب کے شیخ الاسلام فرمائیں کہ ایسا اتنے والے معنی میں ہو تو توہین کا احتمال ضروری ہے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بالکل توہین نہیں ہوتی اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون سرفراز صاحب سچے ہیں یا ان کے شیخ الاسلام؟

مولوی مرتضیٰ دربھنگی کی الزام توہین دور کرنے کی ناکام جدوجہد:۔

مولوی اشرف علی صاحب کے خلیفہ مجاز مرتضیٰ حسن دربھگی اپنی کتاب توضیح البیان میں حفظ الایمان کی عبارت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اسقدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔ (توضیح لبیان صفحہ نمبر۱۲)

یعنی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا معنی میں اتنا اور اس قدر کے ہے تشبیہ کے معنی میں نہیں فرماتے ہیں واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ (توضیح البیان صفحہ نمبر۸)

دربھنگی صاحب مزید ارشاد فرماتے ہیں اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمرو ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ ایسا یہاں تشبیہ کیلئے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے۔ اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام کا بلکہ مسخ کلام کا۔ (توضیح البیان صفحہ نمبر۱۳)

دربھنگی اور مدنی کا ایک دوسرے کو کافر کہنا:۔

دربھنگی صاحب کا کہنا ہے کہ تھانوی صاحب کی تکفیر تب صحیح ہوتی جب ایسا تشبیہ کے لئے ہوتا جب تشبیہ کے لئے لینے سے کلام غلط ہو جاتا ہے لہٰذا یہاں اس قدر کے معنی میں ہے جب اس قدر کے معنی میں ہوگا تو تکفیر کی بنیاد ختم ہو جائیگی۔لیکن حسین احمد صاحب کا فرمان پہلے گزر چکا ہے کہ ایسا یہاں تشبیہ کے لئے ہے اب دربھنگی صاحب کے بقول حسین احمد صاحب پر کیا حکم ہوگا دربھنگی صاحب کے نزدیک جو پہلو توہین والا ہے مدنی صاحب اس کو متعین کر رہے ہیں۔اور حسین احمد صاحب کے بقول ایسا کو اتنا کے معنی میں لینا گستاخی ہے دربھنگی اس کو اس معنی میں لے رہے ہیں اب مدنی صاحب کے نزدیک دربھنگی صاحب کا کیا حکم ہوگا؟

عبدالشکور لکھنوی کی چالاکی:۔

ایک اور وکیل صفائی عبدالشکور لکھنوی کی سنیئے وہ اسی عبارت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔(نصرت آسمانی صفحہ نمبر ۲۷)

اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کے علم غیب کو رذیل چیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔اور یہ یقیناً توہین ہے لکھنوی صاحب نے جان اس طرح چھڑانی چاہی کہ حضور علیہ السلام کے لئے ہم علم غیب مانتے ہیں نہیں تو توہین کیسے ہوگئی توہین تو تب ہوتی جب ہم علم غیب مانتے اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا باقی وکلاء صفائی علم غیب مانتے ہیں یا نہیں۔

مرتضیٰ حسین چاند پوری لکھتے ہیں کہ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے۔(توضیح البیان صفحہ نمبر ۴)

حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ غرضیکہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں مولانا تھانوی نے دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ رہے کہ جو علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں۔(شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۱۱۴)

منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ تمام کائنات حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی مطلقاً بعض غیوب کا علم حاصل ہے اور یہی عبارت حفظ الایمان کا پہلا اہم جزو ہے۔(فتح بریلی کا دلکش نظارہ صفحہ نمبر ۸۰)

ان تین اکابر علماء دیوبند کی عبارت سے ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب کے قائل تھے اور عبدالشکور لکھنوی صاحب کا کہنا تھا کہ اگر تھانوی صاحب علم غیب کے قائل ہوتے تو پھر ذیل چیزوں سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہوتی ہیں۔ مولوی سرفراز بھی اس امر کا معترف ہے کہ تھانوی صاحب علم غیب کے قائل ہیں جب علم غیب کا قائل ہونا ثابت ہوگیا تو بقول لکھنوی اس عبارت کا یقیناً توہین پر مشتمل ہونا ثابت ہوگیا جب توہین پر مشتمل ہونا ثابت ہوگیا تو اعلیٰ حضرت کا حکم شرعی جو انہوں نے لگایا ہے صحیح ثابت ہوگیا۔

چاروں وکلاء صفائی کا تھانوی کے کفر پر اجماع مؤلف:۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی مہر کا اثر دیکھو کہ یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے حضور علیہ السلام کے علم میں اور زید عمرو صبی مجنون حیوانات اور بہائم کے علم میں تو اعلیٰ حضرت کے اس فرمان کی تصدیق اس طرح ہوتی ہے کہ حسین احمد مدنی صاحب نے کہا کہ اگر لفظ اتنا ہوتا تو معاذ اللہ اس طرح یہ احتمال ضروری ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا۔ مرتضیٰ حسین در بھنگی کہتے ہیں عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔ (توضیح البیان صفحہ نمبر ۱۲)

منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ (مناظرہ بریلی صفحہ نمبر ۳۲)

دوسری جگہ منظور نعمانی صاحب نے یوں فرمایا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں بھی جیسے کہ میں بدلائل قاہرہ ثابت کر چکا ہوں کہ لفظ ایسا بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ صفحہ نمبر ۴۰)

مدنی صاحب کے کلام سے ثابت ہوا کہ لفظ اتنا ہونے کی صورت میں اس عبارت کا مطلب یہ بنتا تھا کہ حضور علیہ السلام کا علم اور زید عمرو مجنون اور حیوانات و بہائم کا علم برابر ہے۔ در بھنگی اور نعمانی صاحب کے کلام سے ثابت ہوا کہ ایسا یہاں اس قدر کے معنی میں ہے تو دیوبندی اکابرین کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کا علم تھانوی صاحب کے نزدیک زید عمرو صبی مجنوں حیوانات و بہائم کے برابر ہے تو جو بات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے فرمائی وہی بات در بھنگی نعمانی مدنی کے کلام سے ثابت ہوگئی۔

مذکورہ تاویلات سے ثابت ہوگیا کہ تھانوی صاحب جس قدر علوم غیبیہ پاگلوں چوپائیوں بچوں میں تسلیم کرتے ہیں اس قدر علوم غیبیہ وہ حضور علیہ السلام میں تسلیم کرتے ہیں۔ المہند صفحہ نمبر ۶۴ پر خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے

نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید بکر بہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

اب تو دیوبندیوں کی اجماعی کتاب المہند نے بھی تھانوی صاحب کے لئے وہی حکم ثابت کیا جو اعلی حضرت عظیم البرکت نے لگایا تھا۔

اس کتاب المہند پر تھانوی صاحب کی تصدیق بھی ہے تو یا اعلیٰ حضرت کے فتویٰ پر انہوں نے اقراری رجسٹری کر دی یہاں بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کوئی عاقل اپنے آپ کو کافر کیسے کہہ سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی عاقل واقعی اپنے آپ کو کافر نہیں کہہ سکتا لیکن وہابی عاقل نہیں ہوتے اس لئے اپنی تکفیر خود کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے خلیل احمد المہند میں لکھا ہے کہ جو آدمی حضور علیہ السلام سے کسی کو اعلم مانے وہ کافر ہے حالانکہ براہین قاطعہ میں خود اس نے لکھا ہے کہ روح مبارک علیہ السلام کا اعلی علیین میں تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ ﷺ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ اور شیطان کے لئے پوری روئے زمین کا علم مانا اور حضور علیہ السلام کے لئے دیوار کے پیچھے کا علم ماننے سے بھی ایک من گھڑت روایت کی رو سے انکار کر دیا۔ براہین قاطعہ کی عبارت نص ہے شیطان کے علم کے زیادہ ہونے میں اس کے باوجود المہند میں زیادہ علم رکھنے کا عقیدہ رکھنے کو کفر قرار دیا اور اپنے آپ پر فتویٰ لگا دیا۔ اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' میں حدیث نقل کی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا کہ سب بندے جن کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا مر جائیں گے وہی رہ جائیں گے جن کے دل میں کچھ بھلائی نہیں۔ اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ہوا چل چکی اور قدیم شرک رائج ہو چکا یعنی دہلوی صاحب کے نزدیک ایمان دار مر چکے اور کوئی ایمان والا زندہ نہیں حضرت اس وقت خود زندہ تھے تو گویا اپنے بقول حضرت خود بھی ایمان سے خارج ہیں کیونکہ بقول حضرت اسماعیل صاحب مسلمان تو سارے مر چکے تو اپنے آپ کو کافر قرار دے ڈالا جب ان کے بڑے امام کا یہ حال ہے تو باقیوں کا کیا حال ہوگا۔

''زگلستان من قیاس کن بہار مرا''

صراط مستقیم میں جن چیزوں کا اثبات کیا ''تقویۃ الایمان'' میں انہیں چیزوں کو شرک قرار دے دیا ''تقویۃ الایمان'' کی عبارات پر بحث کے دوران ہم اس کی چند مثالیں پیش کر چکے ہیں مزید تفصیل کے لئے شائقین حضرات الکوکب الشھابیہ کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کی ایک اور مثال پیش کی جاتی ہے کہ عبارت مطبوعہ کتاب میں موجود بھی ہے اور عقیدہ بھی ہے لیکن المہند میں اس عقیدہ کو کفریہ اور عقیدہ رکھنے والے کو کافر قرار دیا گیا۔ علماء حرمین نے مولوی خلیل احمد سے سوال کیا۔ کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ علیہ السلام کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے؟

مولوی خلیل احمد صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں اور ہاں میرے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پہ بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند صفحہ نمبر ۵۴)

اب ''تقویۃ الایمان'' کی سنیئے علماء دیو بند کے مسلمہ پیشوا اسماعیل دہلوی صاحب فرماتے ہیں یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے مزید لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء انبیاء امام اور امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں اور بندے عاجز اور بھائی ہمارے مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی سو وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۲)

اس عبارت میں اسماعیل نے صاف کہہ دیا کہ انبیاء کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے اگر اسماعیل انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ بڑے بھائی جتنا تسلیم نہیں کرتا تھا تو بڑے بھائی جتنی تعظیم کا حکم کیوں دے رہا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہے کہ استاد کی تعظیم والد جیسی کرنی چاہیے تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ استاد کا درجہ والد جتنا ہے تبھی والد جتنی تعظیم کا حکم دیا جا رہا ہے۔

المہند کے مصنف خلیل احمد خود براہین قاطعہ میں اسماعیل کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ ﷺ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ (براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۳)

رشید احمد گنگوہی دیو بندی مذہب میں صدیق و فاروق و مربی خلائق اور نہ جانے کیا کیا تھے فتاوی رشیدیہ میں لکھتے ہیں بندہ کے نزدیک سب مسائل ''تقویۃ الایمان'' کے صحیح ہیں اور تمام ''تقویۃ الایمان'' پر عمل کرے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کتاب ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی

ہے اور قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۴)

ایک اور مقام پر فرمایا کہ "تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۱)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ تمام دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو ہم پر بڑے بھائی جتنی فضیلت ہے کیونکہ اسماعیل نے کہا جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں ان کی بڑے بھائی جتنی تعظیم کرنی چاہیے تو مقربین میں حضور علیہ السلام بھی شامل ہیں کیونکہ آپ ﷺ سید المقربین ہیں۔ اس عبارت کے ہوتے ہوئے اور اپنے مجدد گنگوہی کے اقوال کے ہوتے ہوئے کہ "تقویۃ الایمان" قران وحدیث کا ترجمہ ہے پھر یہ کہنا کہ ہم اس شخص کو کافر مانتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور علیہ السلام کو ہم پر بڑے بھائی جتنی فضیلت ہے یہ اپنی تکفیر خود کرنے کے مترادف ہے لہٰذا مولانا عمر صاحب اچھروی کا کہنا کہ دیوبندیوں نے بھی حکیم صاحب پر بہتیرے کفر کے فتوے جڑے لیکن حکیم صاحب اس بات پر اڑے رہے یہ صحیح ہو گیا کیونکہ دیوبندیوں کا طریقہ ہے کہ جب پھنس جائیں اپنی تکفیر خود کر ڈالتے ہیں مزید تفصیل کے لیے شائقین حضرات التصدیقات لا فع التلبیسات مؤلفہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور ردالمہند مؤلفہ مولانا حشمت علی خان کا مطالعہ کریں۔

مولوی سرفراز صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت پر بحث کے دوران اس امر پر بڑا اصرار کیا ہے۔ کہ مولانا تھانوی کی مراد گستاخی کا پہلو نہیں تھا ان کی نیت گستاخی کی نہیں تھی۔ مولوی صاحب آپ شیخ القرآن ہونے کے دعویدار ہیں ابھی یہ آیت کریمہ آپ کی نظر سے نہیں گزری۔ "یایھا الذین امنو لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا" اس آیت کا شان نزول تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ مسلمان سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے "راعنا" ہماری رعایت فرمایئے۔ یہودی اس لفظ کو بگاڑ کر کہتے تو اس لفظ کا معنی مغرور ومتکبر ہو جاتا یا اس کا معنی چرواہا ہو جاتا لفظ اپنی جگہ ٹھیک تھا مسلمانوں کی نیت بھی صحیح تھی لیکن جب یہودیوں نے اس لفظ کو گستاخی کیلئے آڑ بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو بولنا حرام فرما دیا بلکہ فرمایا "واسمعو وللکافرین عذاب الیم" آیت کے آخری حصہ سے معلوم ہوا کہ اب ایسا لفظ بولنا کفر ہے کیونکہ یہودیوں نے اس لفظ کو گستاخی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ آیت کی یہی تفسیر تھانوی صاحب نے بیان القرآن میں اور ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں کی ہے غور کیجئے جب لفظ راعنا میں گستاخی کا کوئی پہلو نہیں تھا تو استعمال کرنے کو کفر قرار دیا گیا۔ تھانوی صاحب کی عبارت تو صریح توہین پر مشتمل ہے اور بیچارے تاویل کرنیوالے حیران وپریشان ہیں کہ کیا کریں ایک مولوی جو تاویل کرتا ہے دوسرا اس کو کفر قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے حسین احمد

مدنی اور در بھنگی، منظور، نعمانی، عبدالشکور لکھنوی کی عبارت پیش کر کے تفصیلاً بحث کی ہے۔ سرفراز صاحب کے معتمد علیہ عالم ملا علی قاری جن کے بارے میں حضرت نے اپنی کتاب ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب میں لکھا ہے کہ ان کی مفصل عبارات حجت ہیں اور وہ گیارہویں صدی کے مجدد ہیں یہی علامہ علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔ ''القاعدۃ المقررۃ ان تعیین المراد لا یدفع الا یراد'' پختہ قاعدہ ہے کہ مراد کا بیان کرنا اعتراض کو دور نہیں کرتا۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۳۶)

نیز ملا علی قاری فرماتے ہیں کلام غیر المعصوم لا یئول غیر معصوم کی کلام میں تاویل نہیں کی جاتی۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۳۶)

مولوی رشید احمد گنگوہی لطائف رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲ پر فرماتے ہیں الفاظ قبیحہ بولنے والا اگر چہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مراد لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ اور جناب رسول کریم علیہ السلام سے خالی نہیں یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرما دیا ہے اور انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا۔ آخر میں گنگوہی صاحب نے ارشاد فرمایا بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہیے کہ موذی گستاخِ شان جناب کبریا تعالیٰ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ یہ عبارت حسین احمد مدنی نے شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۵۰ پر نقل کی ہے۔ حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں ہی لطائف رشیدیہ سے ناقل ہیں جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۵۷)

اب حضرت سے استفسار ہے کہ اگر ان عبارات میں ایہام گستاخی نہیں ہے تو سینکڑوں مناظرے ان عبارات کی وجہ سے کیوں منعقد ہوئے اور ڈیڑھ سو سال سے سنی اور دیوبندی اختلاف کیوں ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ اگر ان عبارات میں گستاخی کا ایہام نہیں تو خلیل احمد صاحب کو المہند تھانوی صاحب کو بسط البنان حسین احمد مدنی کو شہاب ثاقب منظور نعمانی کو سیف یمانی مرتضیٰ حسین در بھنگی کو توضیع البیان لکھ کر ان عبارات کی وضاحت کیوں کرنا پڑی اگر ایہام نہیں تھا تو دیوبندیوں نے رسائل اور کتب تصنیف کر کے ان کے مطلب کیوں بیان کیے۔ مطلب بیان کرنے کی ضرورت تبھی پیش آتی ہے جب عبارت میں گستاخی کا ایہام پیدا ہو رہا ہو۔

اسی حفظ الایمان کی عبارت کو دیکھیں حسین احمد کچھ کہتا ہے در بھنگی اور منظور نعمانی اور ڈفلی بجاتے ہیں عبدالشکور

لکھنوی نئے معنی گھڑتا ہے۔ چاروں تاویلات آپس میں سخت متضاد ہیں مولوی صفدر صاحب نے خود لکھا ہے کہ ان عبارات کی وضاحت کے لئے شہاب ثاقب اور توضیح البیان السحاب المدرار سیف یمانی وغیرہ کتب لکھی گئی ہیں تو کیا حضرت صاحب نے ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا اور متضاد تاویلیں اور متخالف توجیہیں ملاحظہ نہیں کیں۔ اتنی تاویلات کو دیکھ کر حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ نے ایک رسالہ مرتب کیا ''موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام'' جس میں مدنی دربھنگی نعمانی عبدالشکور لکھنوی سے استفسار کیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی تاویل کی رو سے دوسرا کافر بن رہا ہے۔ اس تضاد کا کیا جواب ہے کسی کو جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی شائقین حضرات محدث اعظم کی مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں اور حق و باطل میں امتیاز کریں۔

مذکورہ بالا امور کی رو سے واضح ہو گیا کہ علماء دیوبند کی عبارات میں گستاخی کا ایہام ہے اور گنگوہی اور حسین احمد مدنی کہہ چکے ہیں کہ جو موہم تحقیر الفاظ بولے وہ کافر ہے۔

مرتضٰی حسن دربھنگی ''اشد العذاب'' میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین میں تاویل کرنے سے بندہ کفر سے نہیں بچ سکتا چاہے گستاخی کرنے والا تاویل کرے یا نہ کرے وہ مرتد ہے۔ (اشد العذاب صفحہ نمبر ۱۵)

مولوی انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں ''التاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر۔'' (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۷۸)

حفظ الایمان کی عبارت میں جو تاویلات کی گئی ہیں ان کا فاسد ہونا اس طرح واضح ہوتا ہے کہ ایک مولوی جو تاویل کرتا ہے اور تھانوی صاحب کو بچانا چاہتا ہے دوسرا مولوی اس کو کفر قرار دیکر نئی تاویل کرتا ہے۔ باذوق افراد اس سلسلے میں ردشہاب ثاقب اور مناظرہ بریلی کا مطالعہ کریں۔

کشمیری صاحب مزید فرماتے ہیں۔ ''لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل'' صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۹۰)

کشمیری صاحب فرماتے ہیں۔ ''قدذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر'' علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء کی شان میں جرات اور دلیری کفر ہے اگر چہ توہین مقصود نہ ہو۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۱۰۸)

وہ مزید فرماتے ہیں۔"اذالمدارفی الحکم بالکفرعلی الظواھر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ" کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے۔قصد ونیت اور قرائن حال پر نہیں۔(اکفارالملحدین صفحہ نمبر۹۱)

مولوی سرفراز صاحب اس بات کی تحقیق کرتے ہوئے کہ جب اللہ سے کوئی چیز غائب نہیں تو اس کو عالم الغیب کہنا کیسے جائز ہوگا لہٰذا اگر کوئی کہے کہ اللہ غائب نہیں جانتا اور تاویل یہ کرے کہ اللہ سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کہنا جائز ہونا چاہیے۔حضرت اس کے رد میں حضرت مجدد الف ثانی کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

حضرت مجدد صاحب نے فرمایا۔مخدوما فقیر راتاب استماع امثال این سخنان اصلا نیست بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آیدو فرصت تاویل و توجیھہ نمی دھد۔ میرے مخدوم فقیر تو اس قسم کی بیہودہ کلام کے سننے کی طاقت بھی بالکل نہیں رکھتا اور بے اختیار میری فاروقی رگ حرکت میں آ جاتی ہے اور تاویل وتوجیہہ کی مہلت ہی نہیں دیتی۔مولوی مذکور نے"ازالۃ الریب" صفحہ نمبر۵۸ پر اس عبارت کو نقل کیا ہے۔یہ قانون مولوی صاحب کو اپنے اکابر کی عبارات کی وضاحت کے وقت بھی یادرکھنا چاہیے اور تاویلات فاسدہ سے باز رہنا چاہیے۔حضرت کو خود اعتراف ہے کہ انبیاء کی تعظیم کرنا ضروریات دین سے ہے عبارات اکابر کے مقدمہ کے اندر انہوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔اور شفاء شریف وغیرہ سے عبارات نقل کی ہیں کہ توہین کرنے والا اور اس کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔لیکن جس تھانوی کی وہ وکالت کر رہے ہیں امداد الفتاوی میں فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی گستاخی کرے لیکن تاویل کرے وہ کافر نہیں ہوگا۔(امدادالفتاوی صفحہ نمبر۳۹۳ جلد۵)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب کے نزدیک حضور علیہ السلام کی توہین نہ کرنا اور تعظیم کرنا ضروریات دین میں سے نہیں جبکہ دربھنگی اور دیوبندیوں کے ابن حجر ثانی انور شاہ کشمیری تعظیم انبیاء کو ضروریات دین میں سے ٹھہراتے ہیں۔مولوی مذکور نے بھی اکفارالملحدین سے ازالۃ الریب میں عبارات نقل کی ہیں۔ان عبارات کے ہوتے ہوئے نیت کی بات کرنی اور کہنا کہ مولانا کی مراد یہ نہیں تھی وہ تھی بالکل لغو وباطل ہے اور انور شاہ کشمیری کی تکذیب کے مترادف ہے۔

مولوی صاحب "حفظ الایمان" کی عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مولانا مرحوم کی مراد یہ ہے کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں آنحضرت ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب کہ جس کے اعتبار سے تم آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہو اور اطلاق عالم الغیب کے لئے جتنے اور جس قدر کی ضرورت سمجھتے ہو

یعنی مطلق بعض مغیبات کا علم تو یہ زید بکر عمرو صبی مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ان قائلین کے نزدیک کسی کے عالم ہونے کے لئے محض اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو غیب کی کسی نہ کسی بات کا علم ہو اور ان چیزوں کو بعض مغیبات کا علم ضرور ہے کم از کم ذات باری تعالیٰ کا علم تو ہے اور وہ بھی مغیبات سے ہے۔

مولوی سرفراز کی تضادبیانی اور اپنے اوپر شرک کا فتوی:۔

صفدر صاحب ازالۃ الریب میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا مثبت مشرک ہے۔(ازالۃ الریب صفحہ نمبر ۳۸)

اپنی اس تحقیق انیق کی رو سے تو انہیں تھانوی صاحب کو مشرک قرار دینا چاہیے تھا۔انہوں نے تھانوی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے اپنی مذکورہ بالا عبارات میں صبی مجنوں جانوروں کے لئے علم غیب تسلیم کر لیا گویا ''ازالۃ الریب'' میں جو شرک کا فتویٰ لگا تھا خود اس کا شکار ہو گئے۔اور یہ نحوست اس لئے ان پر پڑی کہ انہوں نے بعض احباب کے اصرار پر اپنے اکابر کی عبارات کی توضیح کے لئے ایک لایعنی کتاب لکھ ماری۔ان غریبوں سے حکم کفر کیا اٹھانا تھا خود اپنے فتوی کا شکار ہو گئے۔سرفراز صاحب نے تھانوی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے اہلسنت پر یہ جو الزام لگایا ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہتے ہیں یہ محض اختراع ہے اعلیٰ حضرت " الامن والعلی " میں فرماتے ہیں **مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ھے۔** (الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۳)

اللہ تعالیٰ بہتان طرازوں کے بارے میں فرماتا ہے۔''انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون'' بے شک بے ایمان لوگ ہی جھوٹ لوگوں کے ذمہ لگاتے ہیں۔(پارہ ۱۴ سورۃ نحل ترجمہ محمود الحسن)

مولوی سرفراز صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرتضیٰ حسن دربھنگی نے تھانوی صاحب سے ''حفظ الایمان'' کی عبارت کے بارے میں سوال کیا تھا۔اور تھانوی صاحب نے ''بسط البنان'' میں اس کا جواب دیا ہے۔

اب ''بسط البنان'' میں تھانوی صاحب نے جو جواب دیا وہ گکھڑوی صاحب کے حوالے سے ہی نقل کیا جاتا ہے تھانوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے خبیث مضمون (یعنی غیب کی باتوں کا علم) جس طرح حضور علیہ السلام کو ہے اسی طرح زید عمرو صبی مجنوں، حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا چنانچہ میں اخیر میں عرض کروں گا۔جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا۔جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتی ہے۔

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اس عبارت کے بعد تھانوی صاحب نے ''حفظ الایمان'' کی متنازعہ فیہ عبارت نقل کر کے توجیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔''بسط البنان'' کی ان تمام توجیہات کا جواب مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ادخال السنان اور وقعات السنان میں دیا ہے جو چاہے ان دو رسالوں کا مطالعہ کرے۔ میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ تھانوی صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر یہ عبارت ''حفظ الایمان'' کو جواب شافی و کافی ہوتا تو سائل مرتضیٰ حسن دربھنگی عبدالشکور لکھنوی متضاد اور متخالف توجیہات کر کے اس عبارت کو اسلامی بنانے کی کوشش کیوں کرتے رہے نیز ان کا متخالف توجیہات کرنا اور شدید تضاد کی حامل تاویلات کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس عبارت میں صراحتاً توہین بنتی تھی لہٰذا تھانوی صاحب نے یہ اپنے اوپر ہی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

اگر اب بھی سمجھ نہ آئے تو مثال سے سمجھئے کہ ایک آدمی کہے کہ مولوی سرفراز صاحب کی ذات پر لفظ عالم کا اطلاق کیا جانا اگر بقول فرقہ دیوبندی صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے مراد کل علم ہے یا بعض۔ اگر کل علوم مراد ہوں تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہیں اگر بعض علوم کی وجہ سے عالم کہا جاتا ہے تو اس میں سرفراز صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ اگر دیوبندی ایسی عبارت لکھنے پر گرفت کریں تو عبارت بولنے والا کہہ دے کہ میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں۔ جب خبیث سمجھتا ہوں اور بطور لزوم بھی میری کسی عبارت سے نہیں نکلتا تو میری مراد یہ کیسے ہو سکتی ہے جو صراحتاً یا اشارۃً ایسی بات کرے میں اس کو علماء کا گستاخ اور فاسق سمجھتا ہوں وہ تنقیص کرتا ہے فخر پاکستان محدث کبیر مختلف علوم و فنون پڑھا پڑھا کر بوڑھے ہو جانیوالے مولانا سرفراز صاحب صفدر فاضل دیوبند کی۔ کیا اسکی پہلی عبارت کے ہوتے ہوئے اس کی یہ صفائی قبول کر لی جائے گی۔ اور قبول ہو سکتی ہے تو ہمیں اجازت ہے کہ سرفراز صاحب یا تھانوی صاحب کے بارے میں ایسی عبارت لکھ دیں جب دیوبندی کہیں کہ ہمارے علماء کی توہین ہے اگر تو مذکورہ بالا وضاحتی عبارت پیش کی جائے تو اس پر ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس عبارت کی واپسی پر زور دیں گے اس کی وضاحتی عبارت کو ہرگز درخورِ اعتناء نہیں سمجھیں گے اس کی وجہ یہی ہے کہ دیوبندی مذہب میں جتنی اپنے علماء کی وقعت ہے اتنی ہرگز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ ''حفظ الایمان'' کی عبارت پر جب بریلی شریف میں مناظرہ ہوا تو حضرت محدث اعظم پاکستان نے ''حفظ الایمان'' جیسی عبارت تھانوی صاحب

پرفٹ کی اور منظور نعمانی سے کہا کہ اگر ''حفظ الایمان'' کی عبارت میں توہین نہیں تو اس جیسی عبارت تھانوی صاحب کے لئے لکھ دو لیکن اس نے ایسی عبارت تھانوی صاحب کے لئے لکھنے سے انکار کر دیا۔اور خود اس نے بھی اپنی لکھی ہوئی روئیداد میں اس امر کو تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو (فتح بریلی کا دلکش نظارہ صفحہ نمبر ۱۰۰)

تھانوی صاحب کی عبارت پر بحث کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی ﷺ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ آؤ کرتا پھرے تاکہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملے اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفیٰ ﷺ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو اس پر مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی عمر صاحب نے یہ کہہ کر کہ کتے وغیرہ پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لائے قرآن کی اور نبی کریم علیہ السلام اور اللہ کی توہین کی ہے یہ سرفراز صاحب کا بہتان ہے مولانا محمد عمر صاحب مرحوم تو تھانوی صاحب کو الزام دے رہے ہیں کہ تم نے جب حیوانات و بہائم میں علم غیب ثابت مان لیا ہے۔اور علم غیب کے حصول کا ذریعہ قرآن پاک ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ ''ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك'' یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔تو جب علم غیب کو کتے اور خنزیر میں مانا تو اس کے حصول کے ذریعے کو بھی ماننا لازم آ گیا مولانا عمر صاحب تو ان مفاسد کی نشاندہی کر رہے ہیں جو مصنف ''حفظ الایمان'' کو لازم آ رہے ہیں وہ تو توہین کی وجہ سے اشرف علی کو سرزنش کر رہے ہیں کہ تمہاری یہ عبارت ان خرابیوں کو مستلزم ہے یہ تو ایک الزامی کاروائی ہے اگر موصوف کا طرز استدلال یہی رہا تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔ جب ان سے کسی پادری نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے میدان کربلا میں تمہارے نبی علیہ السلام کے نواسے کی مدد کیوں نہ فرمائی اور نبی علیہ السلام نے انکے لئے دعا کیوں نہ کی اور دعا کر کے ان کو بچا کیوں نہ لیا۔

اس کے جواب میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ السلام جب فریاد کے واسطے گئے تو پردہ غیب سے آواز آئی کہ ہمیں اپنے بیٹے کا سولی چڑھنا یاد آیا ہوا ہے ہم اس کے غم میں مصروف ہیں تمہارے نواسے کا کیا کریں۔ (کمالات عزیزی صفحہ نمبر ۵)

اب کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور حضور علیہ السلام کی دعا اس وجہ سے قبول نہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بیٹے کا غم تھا کچھ تو عقل کی بات کیا کرو۔ایسی باتیں جو کی جاتی

ہیں ان سے مقصود صرف الزام دینا ہوتا ہے۔اور مخاطب کو اس کے غلط عقیدہ پر متنبہ اور متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر واقعی مولانا عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں توہین شان رسالت تھی تو آج تک کسی دیوبندی مولوی نے ان کو گستاخی رسالت مآب ﷺ کی وجہ سے کافر کیوں نہ کہا حالانکہ سنی اور دیوبندی سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گستاخ نبی کافر ہے۔تو پھر ان کی اس وجہ سے تکفیر کرنی چاہیے تھی کہ وہ کتے پر قرآن نازل ہونا مانتے ہیں سنی علماء جن عبارات کو گستاخانہ کہتے ہیں ان کے قائلین کی تکفیر بھی کرتے ہیں جس کا سرفراز صاحب کو بھی اعتراف ہے۔

مولوی سرفراز صاحب نے پھر اس بات کا رونا رویا ہے کہ مولوی عمر صاحب نے مقیاس حنفیت لکھتے وقت تھانوی صاحب کی بیان کردہ مراد پر غور نہیں کیا۔پہلے اس پر بہتیرے حوالے پیش کیے جا چکے ہیں کہ توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والے سے اس کی مراد نہیں پوچھی جائے گی مزید سنیئے آپ کے امام ابن تیمیہ الصارم المسلول میں لکھتے ہیں۔

"من قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا ثم قیل لہ ماذا تقول یاعدو اللہ فقال اشد من کلام الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ عقرب قالوا لا یقبل عذرہ لان ادعاء التاویل فی لفظ الصراح لا یقبل"

ایک آدمی کہے کہ اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ ایسے ایسے کیا تو اسکو جب کہا گیا کیا بکتا ہے تو اس نے پہلے کی نسبت سخت الفاظ استعمال کیے پھر اپنی مراد یہ بیان کی کہ میں نے لفظ رسول سے بچھو مراد لیا ہے۔پھر بھی اس کو قتل کیا جائے گا۔کیونکہ صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں کی جاتی (الصارم المسلول صفحہ نمبر ۵۲۷)

مولوی انور شاہ کشمیری نے بھی بچھو والے واقعے کو بیان کرنے کے ساتھ کہا "لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل" (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۹۰)

یہی عبارت شفا شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۰۹ پر موجود ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ "ھو مردود عند قواعد الشریعۃ" (شرح شفا جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۴۳)

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔یعنی صاف لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔(نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۴۳)

(1) انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔"التاویل فی ضروریات الدین لایقبل ویکفر المتاول فیھا" ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔(اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۵۷)

فتاوی خلاصہ جامع الفصولین فتاوی ہندیہ وغیرہ میں ہے۔"قال انا رسول الله اوقال بالفارسية من پیغمبر یریدبه من پیغام می برم یکفر" جس نے کہا میں رسول یا فارسی میں کہا میں پیغمبر ہوں اوراس سے ارادہ یہ کرے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں وہ کافر ہے۔

ان تمام عبارات میں تصریح ہے کہ گستاخانہ کلمات بولنے والا جومراد بھی بیان کرے اس سے حکم کفرنہیں ٹل سکتا۔ جوآدمی کہہ رہا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اپنی مراد بھی بتلائے پھر بھی فقہا اس کو کافر سمجھ رہے ہیں۔

ابن تیمیہ اورانورشاہ کشمیری بھی کہہ رہے ہیں کہ جوآدمی لفظ رسول سے بچھو مراد لے اور کہے کہ جب میں نے یہ کہا تھا کہ اللہ نے رسول کے ساتھ بھی ایسے ایسے کیا ان کو سزادی تو بچھو مراد لیا تھا اس کو بھی کافر کہا جائیگا اپنے امام ابن تیمیہ اورابن حجر ثانی انورشاہ کشمیری کی ان تصریحات کے باوجود اگر کوئی بار بار یہ رٹ لگا تا رہے کہ مراد دیکھنی چاہیے تو اس کے نامراد ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی تو اپنے پیشوا اسماعیل دہلوی کی بات مان لیجئے۔وہ "تقویۃ الایمان" میں کہتا ہے۔کہ یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بےادبی کا بولے اور معنی کچھ اور مراد لے۔(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۹)

اگر "حفظ الایمان" کی عبارت میں بظاہر بے ادبی نہیں ہے تو کسی دیوبندی عالم کے لئے ایسی عبارت لکھی جاسکتی ہے یا کوئی دیوبندی ایسی عبارت اپنے پیشوا کے لئے لکھ سکتا ہے؟

مولوی سرفراز کا شرح مواقف کی عبارت سے غلط استدلال

مولوی سرفراز نے شرح مواقف کی ایک عبارت پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح کی عبارت تھانوی صاحب نے لکھی ہے اسی طرح شرح مواقف کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جو سرفراز صاحب نے نقل کی ہے میر سید نے فلاسفہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔

"قلنا ماذ كرتم مردود بوجوه اذالا طلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبى اتفاقا مناومنكم ولهذا قال سيد الانبياء ولوكنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير وما مسنى السوء والبعض اى الاطلاع على البعض لايختص به اى بالنبیﷺ كما اقررتم به حيث جوزتموه للمرتا فين والمرضىٰ والنائمين فلا يتميز به النبى عن غيره"

ترجمہ:۔ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ تم نے بیان کیا وہ کئی وجوہ سے مردود ہے کیونکہ تمام مغیبات پر مطلع ہونا نبی

کے لئے واجب نہیں اس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے اور یہی وجہ ہے کہ سردار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر کثیر حاصل کرتا اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی اور بعض مغیبات پر مطلع ہونا ریاضت کرنے والوں بیماروں اور سونے والوں کیلئے جائز قرار دیا ہے سو اس وجہ سے نبی غیر سے ممتاز نہیں ہوسکتا۔

تقریباً اسی مضمون کی عبارت "مطالع الانظار شرح طوالع الانوار" میں موجود ہے اس کی عبارت بھی سرفراز صاحب نے نقل کی ہے۔

ان عبارات کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ان عبارات میں اور ''حفظ الایمان'' کی عبارت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ''حفظ الایمان'' کی متنازعہ فیہ عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم اقدس کو مجانین بہائم اور بچوں کے علم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور ان عبارات میں صرف اس قدر بتلایا گیا ہے کہ علم غیب انبیاء کے لئے خاص نہیں ایک صفت کی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہونیکی نفی کرنا اور بات ہے اور اس صفت کو پاگلوں اور بہائم کے علم کے ساتھ تشبیہ دینا اور بات ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ علم گکھڑوی کے ساتھ خاص نہیں اور دوسرا کہتا ہے کہ اس علم میں گکھڑوی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمرو بکر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے پہلے آدمی کی عبارت کو سرفراز صاحب کے متعلقین اور متوسلین گستاخی پر محمول نہیں کریں گے۔ دوسرا آدمی جس نے ان کے علوم کو خبیث چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس کو گستاخ سمجھا جائے گا اسی طرح یہ سمجھئے کہ شرح مواقف اور مطالع الانظار کی عبارات میں حضور ﷺ کے علم اقدس کو پاگلوں بچوں اور جانوروں کے علم کے ساتھ تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ صرف اختصاص کی نفی کی گئی ہے۔ نیز ان عبارات میں پاگلوں اور جانوروں وغیرہ کے الفاظ کا ذکر بھی نہیں ہے بخلاف ''حفظ الایمان'' کی عبارت کے وہاں ان کا ذکر بھی پایا گیا ہے یہاں ایک اور بات قابل غور ہے کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ اطلاع علی الغیب اور ہے اور علم غیب اور ہے۔ اطلاع علی الغیب کا منکر کافر ہے علم غیب کا مثبت کافر مولوی مذکور اپنی کتاب ''ازالۃ الریب'' میں لکھتے ہیں اس مقام پر یہ بتلانا ہے کہ علم غیب عالم الغیب عالم ما کان و ما یکون اور علیم بذات الصدور کا مفہوم الگ اور جدا ہے اور اخبار غیب اور انباء الغیب پر مطلع ہونا الگ اور جدا مفہوم ہے دوسری بات کا منکر ملحد اور زندیق ہے اور پہلی بات کا مثبت مشرک و کافر ہے۔ صفحہ نمبر ۳۸

جب علم غیب اور اطلاع علی الغیب میں بقول آپ کے واضح فرق ہے کہ علم غیب کا ثابت کرنیوالا کافر ہے اور اطلاع علی الغیب کا منکر کافر ہے تو شرح مواقف کی عبارت میں تو اطلاع کا لفظ آیا ہے اور اس عبارت کو آپ تھانوی صاحب کی

عبارت کی نظیر بنا کر پیش کر رہے ہیں جب کہ تھانوی صاحب کی عبارت میں علم کا لفظ ہے تو شرح مواقف کی عبارت تھانوی صاحب کی عبارت کی نظیر کیسے بنے گی کیونکہ آپ کے نزدیک تو علم غیب اور اطلاع علی الغیب میں تباین ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" پارہ۴ آل عمران (**ترجمہ**) اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے بلکہ غیب کی عطاؤں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے۔"عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول" (پارہ۲۹ سورۃ جن) عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے وہ کسی کو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یہی ترجمہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے اب سرفراز صاحب غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تو علم غیب انبیاء کرام کی خصوصیت بیان کر رہا ہے۔آپ شرح مواقف پر ایمان لائیں گے یا قرآن مجید کی دو آیتوں پر ایمان رکھیں گے کیونکہ ان دو آیات سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہو رہا ہے کہ علم غیب انبیاء کے لیے خاص ہے۔

اگر سرفراز صاحب فرمائیں کہ ان آیات میں تو غیب پر اطلاع دینے کا ذکر ہے تو گزارش ہے کہ شرح مواقف کی عبارت میں بھی تو اطلاع کا لفظ تھا۔تو وہاں آپ نے اطلاع کو علم کے معنی میں کیوں لیا۔

چلو مان لیا جائے کہ ان آیات میں اطلاع علی الغیب کا انبیاء کے ساتھ اختصاص ثابت ہو رہا ہے علم غیب کا نہیں تو اپنے گنگوہی صاحب کے بارے میں کیا کہو گے جو فرماتے ہیں کہ اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔(فتاوی رشیدیہ جلد۲ صفحہ نمبر۲)

اب دیکھیے گنگوہی صاحب غیب پر مطلع نہ ہونے پر ائمہ مذاہب اور تمام علماء کا اتفاق نقل کر رہے ہیں یہ تو علی تقدیر التسلیم ہم نے بات کی تھی کہ اگر اطلاع غیب علم غیب کے منافی بھی ہو پھر بھی گنگوہی صاحب نص قطعی کے منکر ٹھہرتے ہیں۔مفسرین کرام نے آیت کریمہ "ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ" کے تحت علم غیب کا بیان کیا ہے۔امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"ماکان اللہ لیجعلکم کلکم عالمین بالغیب من حیث یعلم الرسول" اللہ تعالیٰ تم سب لوگوں کو علم غیب نہیں دینا چاہتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب دیا ہے۔(تفسیر کبیر جلد۳ صفحہ نمبر۱۰۶)

اسی مضمون کی عبارت انہی الفاظ کیساتھ تفسیر نیشا پوری میں ہے۔پارہ۴ بر ہامش جامع البیان امام نسفی مدارک

میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ھذا الآیة حجة علی الباطنیة لانھم یدعون ذالك العلم لامامھم فان لم یثبتو النبوة له صاروا مخالفین لنص حیث اثبتو علم الغیب لغیر رسول اللهﷺ

یہ آیت فرقہ باطنیہ پر حجت ہے کیونکہ وہ علم غیب اپنے امام کے لیے ثابت کرتے ہیں اگر چہ وہ نبوت ثابت نہیں کرتے لیکن غیر رسول کے لئے علم غیب ثابت کرنے کی وجہ سے وہ مخالف قرآن ہو گے۔(تفسیر مدارک جلد ا پارہ ۴)

اسی مضمون کی عبارت قاضی بیضاوی نے اپنی بے مثل تفسیر انوار التنزیل میں لکھی ہے۔(بیضاوی علی ہامش عنایۃ القاضی جلد ۳ صفحہ نمبر ۸۴)

سرفراز صاحب کو مطالع الانظار شرح طوالع الانوار کی عبارت تو نظر آ گئی اور انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اسے نقل بھی کر دیا لیکن ان کی داخل نصاب تفسیر کی عبارت نظر نہ آ سکی جس میں انہوں نے علم غیب کو انبیاء کی خصوصیت قرار دیا ہے۔

میر سید شریف اور قاضی بیضاوی فلاسفہ کا رد اس بات میں کر رہے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ عقلی طور پر ضروری ہے کہ انبیاء میں علوم غیبیہ ہونے چاہییں یہ حضرات ان کا رد کر رہے ہیں کہ عقلا علم غیب میں اور نبوت میں کوئی ملازمہ نہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اگر یہ ان کا رد کر رہے ہیں تو آیت کریمہ کیوں پیش کی فلاسفہ کے مقابلے میں آیت پیش کرنے کا کیا مطلب؟ تو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ وہ فلاسفہ اسلامی عقائد کے حامل ہیں اور اپنے آپ کو اسلامی فرقہ میں شمار کرتے ہیں اس لئے ان کے سامنے قرآنی آیات پیش ہو سکتی ہیں علامہ عبدالعزیز پر ہاروی نبراس میں فرماتے ہیں۔

"قال الحکماء الاسلامیون لابدفی النبی من ثلاثة شروط احدھا الاطلاع علی الغیب" اسلامی حکماء نے فرمایا کہ نبی میں تین شروط ضروری ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ غیب پر مطلع ہو۔(نبراس صفحہ نمبر ۱۲۹)

جب وہ فلاسفی اسلامی فرقہ کے ہیں تو قرآن مجید کی آیت سے ان کے عقلی مزعومات کے خلاف استدلال ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی دیکھیں کہ شرح مواقف اور شرح مطالع الانظار میں جو کہا گیا ہے کہ جمیع مغیبات پر اطلاع شرط نہیں تو ہم بھی جمیع مغیبات بمعنی غیر متناہی بالفعل نہیں مانتے بلکہ اسے محال مانتے ہیں۔اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "ان احاطة المخلوق لجمیع المعلومات الالٰھیه محال قطعاً و سمعاً و عقلا"۔ مخلوق کا علم الٰہیہ کا احاطہ کرنا عقلاً سمعاً قطعاً محال ہے۔(الدولة المکیہ صفحہ نمبر ۴)

اعلیٰ حضرت خالص الاعتقاد میں فرماتے ہیں۔"لانثبت بالعطاءِ اللھی الا البعض" ہم اللہ کی عطا سے

بعض ہی ثابت کرتے ہیں۔ (خالص الاعتقاد صفحہ نمبر ۵) یہ بعض اللہ کے علم کے لحاظ سے ہے ورنہ مخلوق کے علم کو آنحضرت ﷺ کے علم کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں حضور علیہ السلام کے علم غیب کی احادیث بہت وافر اور کثیر ہیں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ جو شارح مسلم بھی ہیں اور بہت بلند پایہ محدث بھی ہیں شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

"والا حادیث فی ھذا الباب بحر لا یدرك قره ولا ینرف غمره" علم غیب کے بارے میں احادیث ایسا سمندر ہیں کہ نہ ان کی گہرائی کا اندازہ ہو سکتا ہے اور نہ ان کی کثرت کا ادراک ہو سکتا ہے۔ (شفاء شریف صفحہ نمبر ۲۲۱)

علامہ زرقانی مواہب لدنیہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ "وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیھا علی اطلاعه صلی اللہ علیه وسلم علی الغیب" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواترہ اور ان کے معانی متفق ہو چکے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۹۹ شفا شریف صفحہ نمبر ۲۲۱)

دیکھئے سرفراز صاحب جس طرح شرح مواقف کی عبارت میں لفظ اطلاع کو آپ کے علم پر محمول کیا ہے۔ وہی لفظ اطلاع شفاء شریف اور زرقانی میں بھی ہے یہاں بھی اس کو علم والے معنی میں لینا پڑے گا۔ اب غور کیجئے کہ آیات قرآنیہ اور بقول قاضی عیاض شارح مسلم اور علامہ زرقانی شارح موطا احادیث کے انبار حضور علیہ السلام کے علم غیب پر دلیل ہیں اور وہ احادیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں ان آیات واحادیث کے ہوتے ہوئے علامہ جرجانی اور علامہ بیضاوی اپنا عقیدہ یہ کیسے بیان کر سکتے ہیں کہ بعض علوم غیبیہ میں حضور علیہ السلام کی کوئی تخصیص نہیں وہ صرف عقلی دلیل کی رو سے رد کر رہے ہیں کہ تمہاری یہ عقلی دلیل صحیح نہیں۔ جس طرح علماء دیوبند عقلاً کذب باری کو محال نہیں سمجھتے لیکن شرعاً محال سمجھتے ہیں اسی طرح یہ بزرگ بھی کہتے ہیں کہ عقلاً ضروری نہیں بلکہ سمعاً ضروری ہے اگر مولوی صاحب کو اسی پر اصرار ہے کہ میر سید شریف اور قاضی بیضاوی اپنا نظریہ بیان کر رہے ہیں۔ تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب قرآن مجید اور احادیث کثیرہ متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام غیب کا علم رکھتے ہیں اور دوسرا کوئی ان کا شریک نہیں تو ان اقوال کی آیت قرآنیہ اور احادیث متواترہ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے حضرت نے اپنی کتاب عمدۃ الاثاث میں فرمایا حجت تو صرف حضور علیہ السلام کی حدیث میں ہے کسی غیر معصوم کے غیر معصوم قول میں تو حجت نہیں کہ جو کچھ اس نے کہہ دیا وہ حرف آخر ہو گیا۔ (عمدۃ الاثاث صفحہ نمبر ۸۵) موصوف راہ سنت میں فرماتے ہیں باقی کسی غیر معصوم اور غیر مجتہد کی بات حجت نہیں۔ (راہ سنت صفحہ نمبر ۱۹۰)

سرفراز صاحب اتمام البرھان صفحہ ۳۸۹ پر فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح کے مقابلے میں دس کھرب افراد کی بات

بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

اور یہاں حضرت نے قرآنی آیات اور احادیث متواترہ کے مقابلے میں شرح مواقف اور شرح مطالع الانظار کو قابل وقعت ٹھہرالیا ہے۔ **یاللعجب**

تو کیا میر سید شریف جرجانی اور قاضی بیضاوی رحمہما اللہ معصوم اور مجتہد ہیں بلکہ بالغرض اگر مجتہد بھی ہوتے تو آیت کریمہ کے ہوتے ہوئے تقلید پھر بھی درست نہیں تھی چہ جائیکہ آیات اور احادیث کثیرہ کے ہوتے ہوئے ان کی بات کو قبول کیا جائے۔

مولانا صاحب نے اتمام البراہان میں ارشاد فرمایا کہ عقائد وشرع کے بارے میں ایک دونہیں علماء کرام اور صوفیائے عظام کے سینکڑوں اقوال وعبارات بھی پیش کی جائیں تو وہ لا حاصل ہیں۔ (اتمام البرہان جلد ا صفحہ نمبر ۱۵۵)

یہاں تو آپ نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ایک دو علمائے کرام کی عبارتوں کے مطابق عقیدہ بنا لیا اتمام البرھان میں جو اصول بیان کیا تھا اس پر قائم بھی رہنا تھا تھانوی صاحب کو بچانے کے لئے اپنے بنائے ہوئے اصول بھی چھوڑ دیے قرآن کریم کی آیات کو بھی نظر انداز کر دیا۔ مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ غیر انبیاء کا غیب پر مطلع ہونا بدیہی بات ہے کوئی عقلمند اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن سرفراز صاحب کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۹۵)

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کی جانب سے غیب پر مطلع ہونا رسولوں کیساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں۔ (علم غیب صفحہ نمبر ۳۴)

اسماعیل دہلوی صاحب جو دیوبندیوں کے مسلمہ پیشوا ہیں فرماتے ہیں جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا بزرگ غیب کی بات جانتے تھے وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا جانتا ہی کوئی نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۲۶) **بقول اسماعیل دھلوی مولوی سرفراز صاحب جھوٹے ھیں۔**

اب سرفراز صاحب اور ان کے مریدین معتقدین بتلائیں کیا دہلوی صاحب شبیر احمد عثمانی صاحب اور قاری طیب صاحب غیر عاقل ہیں جو غیر انبیاء کے لئے علم غیب سے صاف انکار کر رہے ہیں بلکہ دہلوی صاحب تو انبیاء کے لئے بھی غیب پر اطلاع کے منکر ہیں شبیر احمد عثمانی صاحب اور قاری طیب صاحب اطلاع غیب کو انبیاء کے ساتھ خاص ٹھہراتے ہیں جبکہ گنگوہی صاحب کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس میں ہر چہار آئمہ مذاہب و جملہ علماء

متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ)

اب گنگوہی صاحب کے فتویٰ کے مطابق شبیر احمد عثمانی اور قاری طیب صاحب کا کیا حکم ہوگا کیونکہ جب جملہ علماء غیب پر مطلع ہونے کے منکر ہیں تو اجماعی مسئلہ کا منکر "ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتوئی و نصلہ جھنم و سائت مصیرا" پارہ ۵ سورۃ نساء کی رو سے جہنم کا ایندھن ہے۔ سرفراز صاحب اگر گنگوہی کی بات مانیں تو عثمانی صاحب اور قاری طیب صاحب کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہے اگر عثمانی صاحب اور طیب صاحب کی بات مانتے ہیں تو ان کی یہ بات لغو ٹھہرتی ہے کہ کوئی عقلمند غیر انبیاء کے لیے اطلاع علی الغیب کا منکر نہیں نیز گنگوہی صاحب کا دامن بھی چھوٹتا ہے کیونکہ وہ انبیاء کے لئے اطلاع علی الغیب بھی نہیں مانتے جب ان کا دامن ہاتھ سے گیا تو ان کے بقول ہدایت ونجات تو ان کے اتباع پر موقوف تھی تو گکھڑوی صاحب ہدایت ونجات سے محروم ٹھہریں گے بیچارے سرفراز صاحب کی کچھ اس طرح بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی کیونکہ دیوبندی علماء کی عبارتیں اتنی مضطرب ہیں کہ قطعاً کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ کسی مسئلے کے بارے میں ان کا حقیقی نظریہ کیا ہے اصل میں شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیوں کی نحوست ان پہ یہ پڑی ہے کہ ان کا مذہب چیستان بن کر رہ گیا ہے۔

مولوی سرفراز صاحب نے اسی بحث کے دوران تفسیر کبیر کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ ممکن ہے کہ غیر نبی نبی سے ان علوم میں فائق ہوجائے جن پر نبی کی نبوت موقوف نہیں اصولاً یہ عبارت شیطان اور ملک الموت کے علم کی بحث کے دوران سرفراز کو نقل کرنا چاہیے تھی لیکن بوکھلاہٹ میں یہاں نقل کرگئے۔ یہ عبارت امام رازی نے حضرت موسیٰ وخضر علیہ السلام کے بارے میں لکھی ہے ان کی تحقیق یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نبی نہیں بلکہ ولی ہیں۔ لہٰذا تکوینات کے معاملہ میں ان کا علم اگر موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ بھی ہو تو اس سے موسیٰ علیہ السلام پر ان کی برتری ثابت نہیں ہوتی کیونکہ شریعت کا علم موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہے۔

مولوی گکھڑوی صاحب کا یہاں یہ حوالہ پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہاں حضور علیہ السلام کے علوم کی بحث ہو رہی ہے یہاں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پیش کرنے کا مطلب تو یہ ہوا کہ حیوانات و بہائم اور پاگلوں کا علم غیب حضور علیہ السلام سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے حالانکہ المہند میں خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے کہ جو آدمی حضور علیہ السلام کے علم غیب کو مجانین و بہائم کے علم کے برابر کہے وہ ہمارے نزدیک قطعا کافر ہے اگر سرفراز صاحب بھی المہند کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں تو یہاں امام رازی کی عبارت سے یہ تاثر کیوں دینا چاہتے ہیں کہ غیر نبی کئی علوم میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔

علمائے دیوبند کی اجماعی کتاب المہند تو حکم لگارہی ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے مساوی علم غیب کسی غیر نبی میں تسلیم کرے وہ کافر ہے لیکن فاضل دیوبند کہہ رہے ہیں کہ ممکن ہے کہ غیر نبی بعض علوم میں نبی علیہ السلام سے بڑھ جائے المہند کی رو سے سرفراز صاحب کا کیا حکم ہوگا۔ سرفراز صاحب نے لکھا ہے کہ ایسا کا معنی اتنا یا اس قدر جو بھی لیا جائے توہین نہیں بنتی۔ المہند میں کہا گیا ہے کہ جو حضور علیہ السلام کے علم کو مجانین وغیرہ کے برابر کہے کافر ہے اب سرفراز صاحب سوچیں کہ وہ کیا ہیں حسین احمد نے بھی ایسا کو اتنا کے معنی میں لینا توہین سمجھا ہے اسی لئے کہا ہے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرمارہے ہیں اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو ضرور توہین کا احتمال ہوتا اور یہ ثابت ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔ اپنے شیخ الاسلام کے قول کی رو سے بھی مولوی سرفراز صاحب کی تکفیر ہورہی ہے سرفراز صاحب کا کہنا کہ حضور علیہ السلام سے کوئی غیر نبی علوم میں زائد ہوسکتا ہے یہ ان کے اپنے امام نانوتوی صاحب کے قول کے خلاف ہے وہ علمی فوقیت کے قائل تھے گنگھڑوی صاحب اسکے بھی منکر ہوگئے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا گکھڑوی صاحب کے اس قول کو کہ غیر نبی حضور علیہ السلام سے بعض علوم میں جن پر نبوت کا دارومدار نہیں بڑھ سکتے ہیں ان کے صدر دیوبند باطل ٹھہرا رہے ہیں۔

حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ جملہ حضرات حضور پرنور علیہ السلام کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ اور میزاب رحمت غیر متناھیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض یہ کہ حقیقت محمدیہ علیہ السلام واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہیں۔ (شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۴۷)

غور کیجئے جب ہر نعمت میں حضور علیہ السلام واسطہ اور وسیلہ ہیں تو پھر علم بھی ایک بڑی نعمت ہے اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو افضل الخلائق وخاتم النبین ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے خلائق علمی ہوں یا عملی سب کے ساتھ اولا و بالذات آپ کی ذات والا صفات جناب باری عز شانہ کی جانب سے متصف کی گئی ہے اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا جیسے آفتاب سے نور قمر میں آیا اور قمر سے نور ہزاروں آئینوں میں۔ صفحہ نمبر ۵۴

مدنی صاحب اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ یہ بیان کررہے ہیں کہ ہر کمال پہلے حضور علیہ السلام میں ہے پھر کسی اور میں ہے حقیقتاً حضور اکرم ﷺ میں ہے اور مجازاً کسی اور میں ہے تو علم جو ہر کمال کی اصل ہے وہ بھی پہلے حضور علیہ السلام

میں ہوگا بعد میں کسی اور کو ملے گا۔ تو جب ہر علم ملتا ہی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ہے تو یہ کہنا کتنی دریدہ دہنی ہے کہ بعض غیر نبی نبی علیہ السلام سے بعض علوم میں بڑھ سکتے ہیں گذشتہ اوراق میں ہم تفصیلاً ثابت کر چکے ہیں کہ علم کوئی بھی برا نہیں ہوتا اگر بعض علوم کو برا کہہ کر حضور علیہ السلام سے اس کی نفی کی جائے جس طرح سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ نجاست کے کیڑے کو جتنا نجاست کا علم ہے اتنا افلاطون کو نہیں لیکن نجاست کا کیڑا علم میں افلاطون سے بڑھ تو نہیں گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی یہی دلیل دے کر نفی کرو گے؟ اگر وہاں نفی نہیں کرتے کیونکہ وہ بکل شیء علیم ہے اسی طرح کسی علم کی نفی حضور علیہ السلام سے بھی نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا **فتجلی لی کل شیء وعرفت** بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب کہتے ہیں علوم اولین اور ہیں اور علوم آخرین اور ہیں اور وہ سب حضور علیہ السلام میں جمع ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۰)

جب سب اولین و آخرین کے علوم حضور اکرم ﷺ میں جمع ہیں تو پھر کسی علم کے اندر بھی کوئی نبی آپ کے برابر نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی غیر نبی آپ سے بڑھ جائے۔ لہٰذا توبہ کیجئے اور حضور علیہ السلام کے علم کی تنقیص سے باز آجایئے اور اپنے اکابر کی وہ عبارات جن میں آنحضرت ﷺ کی علمی وسعت کو بیان کیا گیا ہے ان کو بھی مان لیجئے۔ صرف گستاخانہ عبارات کی تصحیح پر زور صرف کرنے کی بجائے ان کے قلم سے نکلی ہوئی اچھی باتوں کو بھی تسلیم کرنا چاہیے۔

یہ تمام حیلے کرنے کے بعد سرفراز صاحب نے ایک آخری حربہ یہ اختیار کیا ہے کہ تھانوی صاحب نے عبارت میں ترمیم کر دی تھی اس سلسلے میں انہوں نے صرف ایک خط کا ذکر کیا ہے جس میں خط لکھنے والوں نے عبارت کی تعریف کر دی تھی۔ اور کہا تھا کہ چونکہ بریلوی اپنی دینوی مصلحت کی خاطر شبہ ڈالتے ہیں اور لوگوں کو شکوک میں مبتلا کرتے ہیں لہٰذا اگر تبدیلی ہو جائے تو بہتر ہے اس کے بعد تھانوی صاحب نے عبارت میں ترمیم کر دی لیکن یہ بھی کہا کہ پہلی عبارت بھی ٹھیک ہے تو معاملہ وہیں رہا مولوی سرفراز صاحب نے پہلے خط کا ذکر نہیں فرمایا جو تھانوی صاحب کے مخلصین و حامیین نے لکھا تھا۔ تھانوی صاحب کے تغییر العنوان میں اس کا ذکر کیا ہے قارئین کی عدالت میں ان کا خط تھانوی صاحب کی کتاب تغییر العنوان سے ہی نقل کیا جاتا ہے۔

تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ ۱۷ صفر ۱۳۴۲ ہجری کو ایک خط حیدر آباد دکن سے آیا جس کے کاتب کا عنوان عام مخلصین حیدر آباد دکن تھا اور ذریعہ جواب منگوانے کا ایک معین مولوی صاحب تھے اس خط میں حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق جس پر مہربانوں کا اعتراض مشہور ہے رائے دی تھی کہ اس کی ترمیم کر دی جائے اور مقتضیات

ترمیم اور موانع ترمیم کا ارتفاع ان الفاظ میں ظاہر کیا تھا۔

(۱) ایسے الفاظ جن میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوئے ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کرلیا جائے۔

(۲) جس میں مخلصین وحامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔

(۳) وہ عبارت کوئی آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا علی حالہ وبالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو۔ (تغیر العنوان صفحہ نمبر ۱۸ طبع لاہور مجلس ارشاد المسلمین)

اس خط سے ثابت ہوا کہ تھانوی کے مخلصین کو بھی اعتراف ہے کہ اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم غیب کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ بھی اعتراف ہے کہ ہم اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں اس سے ثابت ہوا کہ دیوبندی علماء جو جوابات دیتے ہیں وہ کوئی صحیح جواب نہیں دیتے بلکہ دھینگا مشتی سے کام لیتے ہیں تھانوی صاحب کے معتقدین تسلیم کرتے ہیں کہ بادی النظر میں یہ عبارت سخت سوئے ادبی کو مشعر ہے جب خود دیوبندیوں کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت بظاہر سخت بے ادبی کو مشعر ہے تو حسین احمد مدنی کا حوالہ یاد کیجئے جو کئی بار دیا جا چکا ہے۔ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ان سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نیت حقارت کی نہ بھی کی ہو۔ (شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۵۷)

یہ عبارت فتاوی رشیدیہ سے مدنی صاحب نے نقل کی ہے اصل میں یہ عبارت گنگوہی صاحب کی ہے اسی مضمون کی ایک عبارت شہاب ثاقب صفحہ نمبر ۵۰ پر گنگوہی صاحب سے نقل کی گئی ہے۔

دیوبندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ عبارت سخت بے ادبی پر مشتمل ہے اور عبارت سے سخت بے ادبی سمجھ آتی ہے۔ گنگوہی صاحب فرما رہے ہیں کہ جس عبارت سے گستاخی کا وہم بھی پیدا ہوتا ہو اس سے بولنے والا لا کافر ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے بولتے وقت نیت حقارت کی نہ بھی کی ہو۔

گنگوہی صاحب کی ہر بات کا ماننا دیوبندیوں کے لئے لازم ہے۔ کیونکہ ان کے شیخ الہند محمود الحسن اپنے مرثیہ میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں یا نص قرآنی مرثیہ صفحہ نمبر ۱۲

اگر دیوبندی حضرات ان کی بات نہ مانیں گے تو یہ نص قرآنی سے انحراف کے مترادف ہوگا۔ عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں آپ نے کئی بار یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے بحیثیت تبلیغ کے فرمائے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔
(تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ نمبر ۱۷)

جب گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ موہم تحقیر الفاظ بولنے والا کافر ہے تو ان کی اتباع یہی ہوگی کہ موہم تحقیر الفاظ بولنے والے کو کافر کہا جائے۔ ممکن ہے سرفراز صاحب فرمائیں کہ ان الفاظ وعبارات میں جو اہلسنت پیش کرتے ہیں گستاخی کا ایہام نہیں ہے تو اس کے بارے میں گزارش ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت کے بارے میں حیدرآباد دکن والوں کو بھی اعتراف ہے کہ ان الفاظ سے سخت بے ادبی معلوم ہوتی ہے گنگوہی صاحب تو صرف وہم کے بارے میں کہتے ہیں کہ جن الفاظ سے وہم بھی پیدا ہوتا ہو وہ الفاظ کفریہ ہیں اور تھانوی صاحب کے مخلصین تو کہہ رہے ہیں کہ ان سے بے ادبی کا گمان ہوتا ہے سرفراز صاحب کو پتہ ہوگا کہ ظن کا درجہ وہم سے کہیں زیادہ ہے جب وہم گستاخی کا ہو تو کفر ہے جب ظن ہوگا تو بطریق اولی کفر ہوگا۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر ان متنازعہ عبارات میں گستاخی کا ایہام نہیں تھا تو آپ کو عبارات اکابر لکھ کر ان عبارات کی وضاحت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ آخر کوئی گڑبڑ تھی تبھی تو آپ نے یہ کتاب لکھی اور کئی قسم کے فریب اور مکر کر کے عبارات کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور وعدہ کیا کہ میں کتاب کے دو حصے لکھوں گا لیکن ایک ہی حصہ پر اکتفا کیا اللہ آپ کو ہدایت دے۔

''حفظ الایمان'' کی عبارت کے بعد سرفراز صاحب تھانوی صاحب پر ہونے والے دوسرے اعتراض کی جانب متوجہ ہوئے پہلے اعتراض نقل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سرفراز صاحب کی تاویلات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اصل واقعہ جو تھانوی صاحب نے رسالہ امداد میں لکھا ہے اور سرفراز صاحب نے نقل کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

تھانوی صاحب کا اپنا کلمہ پڑھنے والی کی حوصلہ افزائی کرنا:۔

تھانوی صاحب کے مرید لکھتے ہیں کہ میں حسن العزیز دیکھ رہا تھا پھر سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف ''لاالہ اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی بجائے حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ

کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی تھانوی صاحب) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری حالت یہ ہوگئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ کلمہ شریف صحیح پڑھنا چاہیے اس طرح درست نہیں بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں پھر بھی یہی کہتا ہوں۔ "اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی" حالانکہ اب میں بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ (رسالہ الامداد صفحہ نمبر ۳۵ مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶)

اس خط کے جواب میں تھانوی صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

علمائے اہلسنت کا اس پر اعتراض یہ تھا کہ مرید نے جب یہ کفریہ کلمہ بولا تھا۔ تھانوی صاحب کو چاہیے تھا کہ اس کی سرزنش کرتے اور تجدید ایمان کا حکم دیتے لیکن بجائے سرزنش کے انہوں نے تائید و تصدیق کر دی کہ جدھر تو متوجہ ہے وہ متبع سنت ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں محقق گکھڑ نے پہلے اس پر خاصا زور صرف کیا کہ وہ خواب میں تھا اور خواب دیکھنے والا نیند میں مبتلا ہوتا ہے اور نیند والا مرفوع القلم ہوتا ہے حالانکہ علمائے اہلسنت کا اعتراض خواب پر نہیں بلکہ بیداری میں کلمہ پڑھنے پر ہے خواب دیکھنے کے مرفوع القلم ہونے پر موصوف نے کثرت سے حوالوں کی بھرتی کی ہے۔ شاید اپنے مطالعہ کی وسعت دکھلانے کے لئے یہ دجل کی دکان سجائی ہے اس کے بعد حضرت نے فقہاء کے حوالے پیش کیے ہیں کہ اگر خطاء کوئی شخص کلمہ کفر کہہ بیٹھے تو وہ کافر نہیں ہوتا لیکن سوال یہ ہے کیا وہ کلمہ کفریہ بھی نہیں ہوگا اسلامی ہوگا؟

خطاء ایک دو بار ایسی لغزش ہو سکتی ہے لیکن اتنی لغزش زبان کی کبھی دیکھی نہ سنی کہ بار بار کثرت کے ساتھ وہ

اشرف علی رسول اللہ کہہ رہا ہے۔

اگر زبان سے صحیح کلمہ شریف نہیں نکل رہا تھا تو خاموش رہنا چاہیے تھا جب علم تھا کہ کلمہ شریف صحیح نہیں نکل رہا تو بار بار کوشش کرتا ہی کیوں تھا معلوم ہوا کہ یہ کوئی خطا والی بات نہیں بلکہ قصداً وہ حضور علیہ السلام کی توہین کر رہا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ دن بھر یہ خیال رہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پورا دن اسی کلمہ (اشرف علی رسول اللہ) کا تکرار کرتا رہا کیا اب بھی اس کو معذور مانا جاسکتا ہے اور خاطی قرار دے کر اس کو حکم شرعی سے بچایا جاسکتا ہے۔ مولوی صاحب نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خطا اور نسیان پر اخروی مواخذہ نہیں ہوگا دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ایک اعرابی نے خوشی کی کثرت کی وجہ سے اللہ کی جناب میں کہا میں اللہ ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ اس سلسلہ میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک مثال بیان فرمائی کہ اللہ رب العزت کو اس طرح خوشی ہوتی ہے۔ جب کوئی بندہ تائب ہوتا ہے جس طرح کوئی بندہ اپنے گمشدہ سامان کے ملنے کی وجہ سے خوشی کی شدت کی وجہ سے یہ جملے کہ دے کہہ دے کہ اے اللہ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ وہ اعرابی خوشی کی وجہ سے گویا دیوانہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس سے یہ کلمات صادر ہوئے اور تھانوی صاحب کا مرید دن رات یہ رٹ لگائے ہوئے ہے اور اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تھانوی صاحب کی محبت میں غرق ہے اسی لیے تو وہ خط کے آخر میں کہہ رہا ہے کہ اور بھی محبت کے کئی امور ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ تھانوی صاحب سے شدت محبت کا تقاضا تھا ورنہ کلمہ طیبہ "**لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ**" تو ہر سچے مسلمان کے لیے حرز جان اور روح ایمان ہے دل میں ایمان ہو اور حضور علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق ہو اور کلمہ شریف میں بار بار بجائے حضور پاک ﷺ کے نام کے اشرف علی کا نام لیا جائے یہ عادتاً محال ہے ایسا خبیث جملہ ''اشرف علی رسول اللہ'' وہی بولے گا جس کے دل میں ایمان نام کی کوئی شے نہ ہو اس مرید کا یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ بے اختیار ہوں۔ کیا وہ نشہ میں تھا یا کوئی اسے پھانسی پر لٹکا رہا تھا یہاں بے اختیار ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ تھانوی کی محبت کی وجہ سے بے اختیار ہوں۔

حالانکہ اسلام کے دعویدار کے لئے سب سے زیادہ محبت حضور علیہ السلام سے ہونی چاہیے۔ کما قال علیہ السلام۔

''لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین'' (بخاری شریف) اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس عبارت پر مواخذہ کرتے ہوئے فرمایا کہ زبان کا بہکنا ایک دو کلموں میں تو معقول ہوسکتا ہے لیکن پورا

دن اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلتا رہے یہ بات قطعاً عقل کے خلاف ہے اعلیٰ حضرت نے شفاء شریف سے نقل فرمایا۔

"لایعذر احدفی الکفر بدعوی زلل اللسان" کفریہ بات میں زبان کے بہکنے کا عذر قبول نہیں۔

اعلیٰ حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اشرف علی یا اس کے والد کو گالی دے اور پورا دن گالی دیتا رہے پھر کہے کہ میں تیری تعریف کرنا چاہتا تھا۔ زبان ساتھ نہیں دیتی تھی اس لئے مجبور تھا بے اختیار تھا کیا اشرف علی یا اس کے معتقدین اس کے اس عذر کو قبول کرتے بلکہ کوئی موچی یا گھٹیا آدمی بھی ایسی بات قبول نہیں کرے گا اور یہ نہیں کہے گا کہ جدھر تم متوجہ ہو وہ صحیح النسب نہیں بلکہ وہ غصہ سے جل اٹھے گا اور اگر قتل کرنے کی طاقت رکھے گا تو قتل بھی کر دے گا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ نمبر ۱۷۳)

اگر مولوی سرفراز صفدر صاحب نے تھانوی پر اس اعتراض کو دور کرنا تھا تو امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعتراض کو نقل کر کے جواب دیتے مولوی سرفراز صاحب نے فتح القدیر سے ایک عبارت نقل کی ہے کہ ارتداد تب متحقق ہوتا ہے جب عقیدہ ہو یہاں خیانت کیوجہ سے انہوں نے پوری عبارت نقل نہیں کی ہے فتح القدیر کی پوری عبارت اس طرح ہے۔ "الردة تبنی علی تبدیل الا عتقاد ونعلم ان السکران غیر معتقد لماقال" (فتح القدیر جلد ۵ صفحہ نمبر ۳۳۲)

مرتد ہونا اعتقاد کی تبدیلی پر مبنی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ نشے والا اپنی کی ہوئی بات کا معتقد نہیں ہوتا۔ اب جو تھانوی صاحب کا کلمہ پڑھ رہا ہے وہ کوئی نشے میں نہیں تو اس لئے فتح القدیر اور کشف الاسرار کی عبارتیں نقل کرنا بے سود۔

تھانوی صاحب نے بسط البنان میں حفظ الایمان کی عبارت سے برأت اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً ایسی بات کرے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔

تھانوی صاحب نے بلا اعتقاد توہین کرنے والے کو بھی خارج از اسلام قرار دیا ہے جب کہ سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ جب تک اعتقاد نہ ہو ارتداد متحقق نہیں ہوسکتا جب یہ بات طے شدہ ہے کہ اشرف علی رسول اللہ کہنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے اور تھانوی صاحب نے خود کہہ دیا کہ توہین کرنے والے کا اعتقاد ہو یا نہ ہو وہ کافر ہے تو جو مرید صبح سے لے کر شام تک اشرف علی رسول اللہ کہہ رہا ہے بالفرض اس کا اعتقاد نہ بھی ہو پھر بھی اس کا یہ کلمہ کفریہ ہے تھانوی صاحب کو اسے توبہ کروانی چاہیے تھی لیکن بجائے توبہ کرانے کے اس کی تائید کردی کہ جدھر تو متوجہ ہے وہ متبع سنت ہے۔

اسی سلسلہ میں رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ملاحظہ ہو انہوں نے شفاء شریف کی عبارت نقل کی ہے اختصار کے پیش نظر صرف اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قائل نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا اور اس کا ارادہ نقص

نکالنے کا نہ ہو اور نہ اس کا معتقد ہو لیکن اس نے نبی کریم ﷺ کے متعلق کلمہ کفر کہا لعنت یا گالی یا آپ ﷺ کو جھٹلانے یا کسی چیز کی طرف آپ ﷺ کو نسبت کرنے سے آپ ﷺ پر جائز نہ ہو یا اس چیز کی نفی کر کے جو آپ ﷺ کے لئے واجب ہو جس سے نبی ﷺ کی تنقیص ہو (یہاں تک کہ کہا) یا کوئی سفاہت کا قول یا کوئی قبیح کلام آپ ﷺ کی طرف منسوب کی اور آپ ﷺ کے بارے میں ایک قسم کی گالی دی اور اگرچہ اس کی حالت کی دلالت سے ظاہر ہو کہ اس نے آپ ﷺ کی برائی کا قصد نہیں کیا اور نہ گالی کا قصد کیا تو جہالت نے اس کو اکسایا اس بات پر جو اس نے کی خواہ تنگ دلی سے یا نشہ سے یا آداب کا لحاظ کم رکھنے سے اور زبان کے قابو میں نہ ہونے سے یا بغیر سوچے سمجھے کہنے سے یا کلام میں بے باکی سے تو اس وجہ کا حکم قتل ہے بغیر کسی تاخیر کے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۰۳)

سرفراز صاحب نے تفریح الخواطر میں صفحہ ۲۹ پر یہ اصول بیان کیا ہے کہ جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی نظریہ مصنف کا ہوتا ہے گنگوہی صاحب کا نظریہ بھی یہی ہوا کہ گستاخی کرنے والے کا کوئی عذر قبول نہیں اور گنگوہی صاحب دیوبندیوں کے نزدیک مخدوم الکل مطاع العالم ہیں لہٰذا وہ اگر شفاء شریف کو نہیں مانتے تو کم از کم اپنے گنگوہی صاحب کی بات مان لیں۔

جب تھانوی صاحب کے مرید نے ان کا کلمہ پڑھا تو اس مرید کے بارے میں شرعی حکم کے لئے خلیل احمد انبیٹھوی صاحب سے رابطہ کیا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا! البتہ بیداری کے بعد جو یہ کہتا ہے۔ ''اللھم صل علی سیدنا و مولنا زید'' (اشرف علی) یہ کلمہ کفر کا ایسی حالت میں کہتا ہے جو حالت معذوری نہیں لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں لیکن باعتبار ظاہر کے جب اس کے عذر میں بغور نظر کی جاتی ہے تو اس کا عذر ان اعذار شرعیہ میں سے معلوم نہیں ہوتا جن کو فقہاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عذر معتبر فرمایا ہے وہ جب یہ جانتا تھا کہ میں بے اختیار ہوں' مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں صحیح تکلم نہیں کر سکتا تو ''تکلم بکلمۃ الکفر'' سے سکوت کرتا لہٰذا ایسی حالت میں اس کلمہ کے تکلم کا یہ حکم ہو گا کہ اس کو اسمیں شرعاً معذور نہ سمجھا جائے۔ (امداد الفتاوی جلد ۶ صفحہ نمبر ۴۰۲)

بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں ایک وجہ اسلام کی ہو پھر بھی اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ شاید اس نے اسلامی پہلو مراد لیا ہو لہٰذا جو شخص کلمہ میں بجائے محمد رسول اللہ ﷺ کے اشرف علی کہہ دیتا ہے اس کو بھی احتیاطاً کافر نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس کے دل میں تو یہی ہے کہ کلمہ شریف صحیح پڑھے

اوراس کی مراد وہ نہیں جو الفاظ سے مفہوم ہوتی ہے اس کے جواب میں تھانوی صاحب کا ہی ارشاد ہے کہ کفر کی ایک بات بھی کافر بنا دیتی ہے کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۴)

تھانوی صاحب فقہاء کرام کی اس عبارت کے پیش کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا کافی ہے بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی وہ مزیل ایمان نہ ہوگی۔ حالانکہ یہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالا جماع کافر ہے۔ (افاضات جلد ۷ صفحہ نمبر ۲۳۴)

تھانوی صاحب کی اس وضاحت کے بعد دیوبندی حضرات کا یہ عذر لنگ ختم ہو جائے گا کہ ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو مفتی کو اسلام والی وجہ کی طرف میلان کرنا چاہیے ان کے حکیم الامت نے ان کے اس بہانے کو بھی ختم کر کے رکھ دیا۔ جس تھانوی کی خاطر یہ لوگ فقہاء کرام کی عبارات کو پیش کر کے ان کو بچانا چاہتے تھے اسی تھانوی نے ان کا بیڑا غرق کر دیا۔

بعض منصف مزاج دیوبندی بھی اس امر کے معترف ہیں کہ تھانوی صاحب نے کلمہ کفر بولنے پر مرید کو سرزنش نہ کر کے غلطی کی ہے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی فاضل دیوبند اسی واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رسالہ البرہان میں لکھتے ہیں۔

معاملات میں تاویل و توجیہ اور اغماض مساحت کرنے کی مولانا میں جو خوبی تھی اس کا اندازہ ایک واقعہ سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ہر چند کلمہ تشہد صحیح صحیح پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار یہ ہوتا ہے کہ۔ ”لا الٰہ الا اللہ“ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ (البرہان ۵۲ء صفحہ نمبر ۱۰۷ بحوالہ خون کے آنسو مصنفہ مولانا مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ ۹۶)

مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی مکتوبات شیخ الاسلام کے حاشیہ میں حسین احمد مدنی صاحب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں مرید کو زیبا نہیں کہ ایسے الفاظ لکھے یا زبان سے نکالے جو پیغمبروں کے لئے مخصوص ہیں۔ شیخ الاسلام مدظلہ ان بزرگوں میں نہیں ہیں کہ مرید کی ہر بات کی توجیہ کر کے اور اس کو محبت کے دائرے کے اندر لا کر گستاخ بنائیں بلکہ سخت نکیر فرماتے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام حصہ دوم صفحہ نمبر ۳۶، بحوالہ خون کے آنسو صفحہ نمبر ۹۷)

نوٹ: بزرگوں کے ملفوظات میں کچھ باتیں ان سے منسوب ہو جاتی ہیں مثلاً اسی فوائد الفواد میں ہے کہ

حضرت عمرو بن العاص کو اللہ تعالیٰ نے مکار فرمایا اور عبداللہ بن مسعود کے بارے میں کہا گیا کہ انس سے صرف ایک روایت مروی ہے حالانکہ مسند امام احمد میں ان سے نوسو ۹۰۰ حدیثیں مروی ہیں۔

سرفراز صاحب کا حضرت شبلی رحتہ اللہ علیہ کے واقعہ سے استدلال کر کے تھانوی کوبری قرار دینے کی کوشش:۔

مولانا سرفراز صاحب نے فوائد الفواد سے ایک واقعہ نقل کیا ہے اور تھانوی صاحب کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کی پہلے ہم وہ واقعہ قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ کی خدمت میں ایک شخص مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تجھ کو ایک شرط پر مرید کرتا ہوں کہ جو کچھ میں حکم دوں تو اس کو بجالائے اس نے قبول کیا شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا کلمہ کس طرح پڑھتے ہو اس نے ”لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ“ پڑھا آپ نے فرمایا اس طرح پڑھو ”لاالہ الااللہ شبلی رسول اللہ“ چونکہ یہ شخص عقیدہ میں راسخ تھا اس لئے فوراً پڑھنے لگا ”لاالہ الااللہ شبلی رسول اللہ“ حضرت علیہ لرحمہ فوراً رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے غلام سے خود کو منسوب کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں چہ جائیکہ ان کی برابری کا دعوی کروں۔ (فوائد الفواد صفحہ نمبر ۲۵۱)

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد سرفراز صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا حضرت شبلی اور ان کے مرید کافر ہیں اگر وہ کافر نہیں تھانوی صاحب کی تکفیر کی کیا وجہ ہے؟

اس سلسلے میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت شبلی نے تو اپنی کسی کتاب میں لکھا نہیں بلکہ راویوں کے واسطے سے ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو اس میں ناقلین کی غلطی کا بھی احتمال ہوسکتا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اصل واقعہ اور ہو اور ناقلین کو سہو ہو گیا ہو کیونکہ جس طرح حدیث کے راوی ثقہ ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات باوجود صحت سند کے حدیث کو ضعیف قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ مستدرک حاکم میں ایک حدیث مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں سردار ہو تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے۔ اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور بربادی ہے اس شخص کے لئے جو تیرے ساتھ میرے بعد بغض رکھے حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن یہ روایت موضوع ہے۔ (مستدرک جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۲۸)

اس حدیث کو باوجود راویوں کے ثقہ ہونے کے موضوع قرار دیا گیا ہے تو اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس واقعہ کے راوی ثقہ ہوں لیکن واقعہ صحیح نہ ہو۔ مولوی سرفراز صاحب اپنی مایہ ناز کتاب احسن الکلام میں فرماتے ہیں اصول حدیث کی رو سے ثقہ راویوں کی حدیث بھی معلل ہوسکتی ہے۔ (احسن الکلام جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۱)

سرفراز صاحب اسی کتاب میں نواب صدیق حسن خاں کے حوالے سے لکھتے ہیں صحت سند صحت متن کو مستلزم نہیں۔ اور یہ محدثین کے نزدیک معروف و مشہور ہے۔ (احسن الکلام جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶)

اسی مضمون کی عبارات نصب الرایہ فتاوی حدیثیہ مقدمہ ابن صلاح وغیرہ میں موجود ہیں۔

اگر حضور علیہ السلام کی طرف منسوب حدیث باوجود ثقاہت رجال کے موضوع ہوسکتی ہے تو حضرت شبلی کی طرف منسوب قول باوجود راویوں کے سچا ہونے کے سہو پر محمول کیوں نہیں ہوسکتا ممکن ہے کہ یہاں کسی کو یہ اشکال پیش آئے کہ اتنے بڑے اولیاء کرام کو سہو کیسے ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بزرگی جلالت عملی قوت حافظہ کو تو سارے تسلیم کرتے ہیں بلکہ سارے اولیاء کرام بھی ان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے ان کا واقعہ بخاری شریف میں منقول ہے کہ جب ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ میں جنبی ہوں گا یا ہو گیا ہوں اور پانی دستیاب نہیں کیا میں تیمّم کرسکتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک پانی نہ ملے نماز نہ پڑھو تمہارے لئے تیمّم کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت عمار بن یاسر نے یاددلایا کہ میں اور آپ اکھٹے تھے ہمیں جنابت لاحق ہوگئی تھی آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی جب کہ میں نے زمین میں لوٹ پوٹ ہو کر پورے جسم کو مٹی سے سے ملوث کر دیا تھا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے مجھے تیمّم کا طریقہ سکھایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے تو یاد نہیں ہے۔ (بخاری شریف جلد ا صفحہ نمبر ۸۴)

حضرت عمر جیسی ہستی کو جب نسیان ہوسکتا ہے تو بعد میں آنے والوں کو جو ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکتے نسیان کیوں نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جب نسیان کا احتمال ہے تو حسب قاعدہ "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" اس سے استدلال نہیں ہوسکتا۔ نیز اسی فوائد الفواد میں واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حجامت کروائی ان کا بال اڑ کر یہودیوں کے قبرستان میں پہنچا سارے قبرستان کی بخشش ہوگئی۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کا قطعی فیصلہ ہے کہ کافر کی بخشش نہیں ہوگی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ان اللہ لایغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذلك لمن یشاء ٥ ان الذین امنو ثم کفرو ثم از دادو کفراً لم یکن

الله لیغفرلهم'' اللہ تعالیٰ کفر کونہیں بخشتا اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف کردے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ جو لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا اور کفر میں بڑھ گئے اللہ تعالیٰ ان کونہیں بخشے گا۔ ان دو آیتوں کے علاوہ بھی کئی آیات بینات موجود ہیں جن کا واضح مطلب یہ ہے کہ کافر کی بخشش محال ہے تو پھر وہ یہودی کیسے بخشے گئے۔ کیا ان کی بخشش کا قول قرآن کی تکذیب کو مستلزم نہیں اور قرآن کی تکذیب سے کفر لازم نہیں آتا تو کیا آپ حضرت خواجہ نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کفر کا فتوی لگائیں گے اگر کوئی مرزائیوں کے بارے میں کہتے کہ بخشے گئے ہیں تو آپ اس کو کافر کہیں گے لیکن حضرت محبوب الٰہی کو کافر نہیں کہیں گے کیونکہ صوفیاء سے غلبہ حال کی وجہ سے ایسی باتیں صادر ہو جاتیں ہیں جن کو شطحیات کہا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کو معذور سمجھ کر ان کی تکفیر نہیں کی جاتی۔ لیکن جو علماء ظاہر ہوں یا عوام الناس ہوں ان کے لئے ایسی باتوں کی گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا اگر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کلمہ پڑھایا بھی ہے تو ان پر کفر کا فتوی نہیں لگے گا لیکن کوئی مولوی اگر ایسے کلمہ پر رضا مندی کا اظہار کرے گا اور اپنے مرید کی حوصلہ افزائی کریگا تو اس مرید پر بھی حکم شرعی نافذ ہوگا اور اس مولوی پر بھی حکم شرعی نافذ ہوگا۔

ایک شخص نے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے سوال کیا کہ حضرت بایزید نے فرمایا ہے لوائی اعظم من لواء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ یہ بات کیوں کررہے ہین حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا بعض کلمات مشائخ از قسم حال وکیفیت ہوتے ہیں ان کو ان کو ہضوات کہتے ہیں۔ جیسے یہ قول ان کا فی جبتی سوی اللہ تعالیٰ اور یہ کہنا کہ سبحانی ما اعظم شانی سو ان سب کو ہفوات عشاق کہتے ہیں یہ باتین غلبات احوال میں ان سے سرزد ہوتیں ہیں کہ ہمارے فہم سے خارج ہیں یہ واقعہ تھانوی صاحب نے حضرت خواجہ چراغ دہلوی کے ملفوظات سے نقل کیا ہے۔ (السنۃ الجلیہ صفحہ نمبر ۳۶)

اب سرفراز صاحب اپنے حکیم الامت تھانوی سے پوچھیں کہ الفاظ تو بظاہر کفریہ ہیں تو حضرت بایزید کافر کیوں نہیں۔

اگر غلبہ حال کی وجہ سے سبحانی ما اعظم شانی اور لیس فی جبتی سوی اللہ تعالیٰ کہنے والا کافر نہیں بلکہ ولیوں کا امام ہے اسی طرح حضرت شبلی محمد شبلی رسول اللہ کا کلمہ پڑھوانے کے باوجود غلبہ حال کی وجہ سے معذور ہوں گے اور ولیوں کے سردار ہوں گے۔ ممکن ہے سرفراز صاحب فرمائیں کہ ہمارے تھانوی بھی تو صوفی تھے تو انہیں معذور کیوں نہیں سمجھا جاتا تو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ تھانوی صاحب کا اصل تعارف مولویت کی وجہ سے تھا ان کا صوفی ہونا ایک ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔ صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے پیری مریدی کا ڈھونگ رچایا ہوا تھا ورنہ اصل میں دیوبندی مذہب کی رو سے پیری مریدی کرنا اور چشتی' نقشبندی قادری سہروردی ہونا شاہ ودو

نصاری کے فرقوں کی طرح ہے تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان میں اس کے پیشوا اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔تم اپنے دین مین نئی نئی رسمیں اور نئے نئے طریقے اور عقیدے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی بنے کوئی خارجی ہووے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور کوئی جبری اور قدری پھر ان میں کوئی چار ابرو کا جیسا کر کے پیری جتائے پھر ان مین کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے یہود و نصاری کی طرح فرقے مت ہو جاؤ۔(تذکیر الاخوان صفحہ نمبر ۷۹)

امام الوھابیہ نے اس عبارت میں صاف طور پر چشتی قادری وغیرہ بننے کو عیسائی یہودی فرقوں کی طرح قرار دے دیا اس کی اس صراحت کے بعد اشرف علی کے چشتی اور صوفی بننے کی کیا حیثیت رہ گئی اور اس کو صوفیوں کی طرح مغلوب الاحال بنا کر معذور بنانے کی کیا حیثیت رہ گئی۔

(نوٹ) تھانوی صاحب اپنے آپ کو چشتی کھلواتے تھے۔

نیز اس طرح اگر تھانوی صاحب کو صوفی سمجھ کر معذور سمجھا جائے تو پھر مرزائیوں کے لاہوری گروپ کی تکفیر کیسے ہوگی۔وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔پھر وہ بھی کہہ سکیں گے کہ مرزا نے جہاں نبوت و رسالت کے دعوے کیے ہیں وہ غلبہ حال کی وجہ سے کیسے ہیں آپ ان کے استدلال کا جواب کیسے دیں گے۔لہٰذا جب تک تھانوی صاحب کی قربانی نہ دیں آپ ان کی تکفیر نہیں کر سکیں گے۔

حضرت خواجہ اجمیریؒ کے واقعہ سے استدلال کر کے تھانوی کی برأت کی کوشش:۔

مولوی سرفراز نے چشتی رسول اللہ والا کلمہ نقل کر کے کہا ہے یہ بھی تو کلمہ کفریہ ہے حضرت خواجہ کی تکفیر کیوں نہیں کی جاتی۔سرفراز صاحب کے اس سوال کا جواب خود تھانوی صاحب سے ہی نقل کیا جاتا ہے۔

تھانوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ کفر جب ہے کہ ماؤل نہ ہو اور اگر یہ تاویل کی جائے کہ رسول سے مراد معنی لغوی ہوں اور عام ہوں بواسطہ اور بلا واسطہ کو اور اس بنا پر یہ معنی ہوں گے کہ چشتی اللہ کا پیام رساں اور احکام کی تبلیغ کرنے والا ہے۔بواسطہ رسول اللہ ﷺ کے جیسے مشکوۃ باب الوقوف بعرفہ میں ابن مربع انصاری صحابی کا قول ہے۔ ”انی رسول رسول اللہ الیکم“ جس میں لفظ رسول اول بمعنیٰ لغوی ہے اور جیسے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کے فرستادوں کو جو انبیاء نہ تھے سورۃ یٰسین میں مرسل فرمایا ہے تو پھر کلمہ کفر نہیں رہتا اسی طرح اگر یہ حمل تشبیہ بلیغ پر مبنی ہو جیسے ابو یوسف، ابو حنیفہ سب کے نزدیک مسلم ہے تب بھی کلمہ کفر نہیں رہتا اور ظاہری و متبادر معنی مراد نہ لینے کی تصریح خود

حضرت خواجہ صاحب کے اس قول میں ہے کہ کون اور کیا چیز ہوں البتہ یہ سوال باقی رہا کہ موہم کا استعمال بھی تو جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مجلس خاص تھی اور مخاطب اور دیگر سامعین خوش فہم تھے اس لئے یہ مفسدہ محتمل نہ تھا اب رہی یہ بات کہ آخرت مصلحت ہی کیا تھی جواب ظاہر ہے کہ مصلحت امتحان کی تھی اس طرح اگر یہ راسخ العقیدہ ہے تو مجھ کو مخالف شریعت نہ سمجھے گا کوئی تاویل کرلے گا ورنہ بھاگ جائیگا۔

نوٹ: سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ چشتی رسول اللہ کلمہ کفریہ ہے۔اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کلمہ کفریہ نہیں۔اب ان دونوں میں سے سچا کون ہے جھوٹا کون ہے اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔(السنۃ الجلیہ فی الجشتیہ العلیہ صفحہ نمبر ۱۷ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ پاکستان)

سرفراز صاحب کے تمام اعتراضات کا جواب تھانوی صاحب کے حوالے سے ہی ہوگیا۔

نوٹ۔ مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ ہم تھانوی صاحب کے یمانی نسخوں پر عمل کرتے ہیں ان کا یمانی نسخہ یہ بھی ہے کہ یہ کلمہ کفریہ نہیں ہے اس پر بھی عمل کریں اور اس کے ذریعے الزامی کاروائی کرنے سے باز رہیں۔اور جس تھانوی کی خاطر وہ اولیاء کرام کی ایسی عبارات کو پیش کر کے الزامی کاروائی کر رہے تھے اسی تھانوی نے ایسی عبارات کا محمل متعین کردیا۔

یہاں تک اصول مباحث کا بیان ہو چکا اب کچھ ضمنی باتوں کا جواب دیا جاتا ہے مولوی سرفراز نے اعلی حضرت کی تضاد بیانی ثابت کرتے ہوئے کہا کہ احکام شریعت میں لکھتے ہیں کہ میں حقہ نہیں پیتا اور نہ میرے گھر والے حقہ پیتے ہیں اور ملفوظات میں لکھا ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت حقہ پیتے تھے۔سرفراز صاحب چونکہ خیانت اور تحریف کے عادی ہیں۔ یہاں بھی انہوں نے خیانت سے کام لیا ہے۔احکام شریعت میں اعلیٰ حضرت نے امام عبدالغنی نابلسی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نہ میں حقہ پیتا ہوں نہ میرے گھر والے پیتے ہیں لیکن فتوی اباحت پر دیتا ہوں ملفوظات میں اعلی حضرت کا اپنا فعل مذکور ہے۔

تناقض کے لئے وحدت موضوع شرط ہے یہاں موضوع علیحدہ علیحدہ ہیں لہذا تناقض نہیں مولوی صاحب کو اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت جیسی ہستی متضاد باتیں کیسے کرسکتی ہے مولوی صاحب کا اپنا حال یہ ہے کہ ایک کتاب میں کچھ لکھ دیتے ہیں دوسری میں کچھ لکھ دیتے ہیں شائقین اس سلسلہ میں آئینہ تسکین الصدور مولانا سرفراز اپنی تصانیف کے آئینے میں وغیرہ کتب ومطالعہ فرمائیں۔

اسی کتاب عبارات اکابر میں لکھا ہے کہ حضرت اسماعل علیہ السلام نے جرہم قبیلے سے عربی سیکھی تھی اور جن چیزوں پر نبوت موقوف نہ ہو نبی غیر نبی سے سیکھ سکتے ہیں اور اسی عبارت کے متصلاً ہی ارشاد فرمایا کہ جھوٹے نبیوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ پڑھتے ہیں اور فیل ہونے کے بعد نبوت کا دعوی کر دیتے ہیں جیسے قادیانی نے کیا۔ پہلے خود کہا کہ نبی غیر نبی سے تعلیم پا سکتے ہیں پھر اس کی تردید بھی کر دی۔ مرزائی کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسماعیل علیہ السلام جرحم قبیلہ سے عربی سیکھ لیں تو یہ ان کی نبوت میں قادح نہیں تو ہمارا نبی اگر سیالکوٹ پڑھتا رہا ہے تو اس میں کیا حرج ہے جو آدمی چند سطرون میں اپنی عبارت کا توازن قائم نہیں رکھ سکتا وہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر تناقض کا الزام لگا رہا ہے۔ (یاللعجب)

اس کا ایک تناقض یہ بھی ہے کہ تھانوی پر کفر کے فتوے بھی لگا تا ہے اور اسے حکیم الامت بھی کہتا رہتا ہے اپنی کتاب تسکین الصدور میں لکھتا ہے کہ مشرک کا معاملہ ہی جدا ہے وہ توسل میں غیر اللہ کو حاضر ناظر عالم الغیب اور متصرف فی الامور سمجھ کر تصرف کرتا ہے اور ان سے ایک ایک بات اپنے مقام پر کفر ہے۔ (تسکین الصدور صفحہ نمبر ۳۹۵)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں اولیاء دو قسم کے ہیں اہل ارشاد اور اہل تکوین اہل تکوین کے بارے مین تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ ان کے متعلق خدمت واصلاح معاش وانتظام امور دینویہ ورد فع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذنہ تعالیٰ ان امور کی درستی کرتے ہیں۔ (الکشف صفحہ نمبر ۹۳)

سرفراز صاحب کا فتوی ہے کہ تصرف کا اثبات کرنے والا مشرک ہے ادھر حکیم الامت بھی مانتا ہے ادھر مشرک بھی قرار دیتا ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کو حقہ پینے پر بھی اعتراض ہے حالانکہ خود دیوبندی اکابر نے لکھا ہے کہ حقہ پینا مباح ہے لیکن اپنے حکیم الامت کی طرف توجہ نہیں جاتی جو فرماتے ہیں کہ ماں کے ساتھ زنا کرنا عقل کی رو سے جائز ہے چنانچہ تھانوی صاحب کے مستند ملفوظات میں ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے کہا تھا وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا کسی نے کہا ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو اس نے کہا کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا اگر ایک عضو چلا گیا تو کیا ہوا۔ یہ حکم بھی عقلیات میں سے ہو سکتا ہے۔ ایک شخص گونہہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے ہی اندر تھا تو پھر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جائے گا۔

(افاضات الیومیہ جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۷۳)

دیوبندیوں کے حکیم الامت کے عقل ہی ایسے فتوے دے سکتی ہے ورنہ ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ عقل کو عقل

کہتے ہی اس لئے ہی کہ وہ بری باتوں سے روکتی ہے۔مولوی سرفراز کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا وہابی عورت کا نکاح نہ کسی انسان سے ہوسکتا ہے نہ حیوان سے ہوسکتا ہے سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ حیوان سے نکاح تو ہو ہی نہیں سکتا تو اعلیٰ حضرت کیسے کہتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ بندروں نے زنا کیا پھر ان کو رجم کیا گیا۔اگر بندروں سے زنا ہوسکتا ہے تو نکاح بھی ہوسکتا ہے جو جواب آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ہونے والے اعتراض کا دیں گے۔وہی جواب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوسکتا ہے۔

مولانا صفدر صاحب نے ایک اعتراض یہ فرمایا کہ مولانا احمد رضا خان حالانکہ تھانوصاحب ندوہ والوں کو گمراہ سمجھتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے ندویت بالکل نیچریت تھی۔

وہی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ان کی رفتار وہی جذبات وہی خیالات کوئی فرق نہ تھا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی جلد۵ صفحہ نمبر۱۱۰)

حالی نے سرسید کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ سرسید کے عقائد ہیں سے چند ایک یہ ہیں۔شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس سے کوئی ہستی مراد نہیں بلکہ انسان کے نفس امارہ یا قوت پہاڑوں کی صلابت وغیرہ کا نام فرشتہ ہے آدم اور ابلیس کا جو قصہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔تو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا بلکہ یہ ایک مثال ہے۔

مرنے کے بعد اٹھنا حساب وکتاب میزان پل صراط اور جنت ودوزخ وغیرہ سب مجاز پر محمول ہیں نہ کہ حقیقت پر۔(حیات جاوید صفحہ نمبر۲۶۳)

انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ سرسید ملحد اور زندلیق ہے۔(مشکلات القرآن صفحہ نمبر۳۲۰)

جب علمائے دیوبند کے نزدیک سرسید بے دین ہے اور تھانوی صاحب کے بقول ندوہ انہیں کے نقش قدم پر تھا تو ندوہ والے بھی بے دین ہوں گے۔

نیز یہ بدیہی بات ہے کہ قطعیات کا انکار کفر ہے اور سرسید فرشتوں کا اور شیطان کا اور آدم علیہ السلام کا منکر ہے کہ تو وہ کیوں کافر نہیں ہے جو کافروں کے عقیدہ اور طریقہ پر ہوگا وہ بھی کافر ہوگا۔ندوہ والے جب دیوبندیوں کے

نزدیک بھی کافر ہیں تو پھر اعلی حضرت کا کیا قصور ہے کیوں اگر ان کی تکفیر جرم ہے تو

این گناسیت گدو شهر شما نیز کنند

مولوی سرفراز صفدر اور دیگر دیوبند اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ سے دیوبندیوں کی تکفیر کا ثبوت نہیں ان سے سوال یہ ہے کہ کیا سرسید کے بارے میں ان کا تکفیری فتوی آپ کے پاس موجود ہے پھر کیا وہ مسلمان ہے اگر وہ مسلمان ہے تو انور شاہ کشمیری صاحب اور تھانوی صاحب جو اس کو کافر اور ملحد قرار دے رہے ہیں ان کے بارے میں کیا فتوی ہے اگر مہر علی شاہ صاحب کی تکفیر نہ کرنے سے اس کا کفر منتفی نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان کے سامنے اس کی کفریات نہ پیش کی گئی ہوں اسی طرح اگر ان کا دیوبندیوں کے بارے میں تحریری فتویٰ تکفیر نہ ہو تو اس سے ان کا بھی مومن ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جو احتمال سرسید کے بارے میں ہے وہی علمائے دیوبند کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اگر سرسید کا کوئی پیروکار کار آج دعوی کر دے کہ سرسید کے عقائد اسلامی تھے اگر غیر اسلامی ہوتے تو پیر مہر علی شاہ صاحب جب تونسہ شریف حاصر ہوئے تو شاہ اللہ بخش صاحب تونسوی نے فرمایا کہ غوث پاک کا قدم ہمارے مشائخ کی گردن پر نہیں تو یہ سن کر ان کی آگ ہاشمی بھڑک اٹھی حالانکہ غوث پاک کے قدم کا سب اولیاء کی گردن پر ہونا ضروری مسئلہ ہے لیکن اس کے باوجود اپنے دادا پیر کے سامنے جوش میں آ گئے تو اگر وہ ان عبارت کو دیکھتے جن کو بالواسطہ دیوبند بھی کفر کہہ چکے ہیں تو پھر ان کا ردعمل کیا ہوتا۔ سرفراز صاحب ہی بتلائیں کہ غوث پاکؓ کے قدم کو متاخرین کی گردنوں پر تسلیم نہ کرنا یہ زیادہ جرم ہے حالانکہ حضرت شمس الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر غوث پاکؓ ہمارے دور میں ہوتے تو یہ دعوی نہ کرتے ہمارا ادب کرتے۔ اور گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ غوث پاکؓ کے فرمان سے اپنے زمانے کے اولیاء مراد ہیں۔ لیکن سب انبیاء اولیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دینا۔ ان کو چمار سے ذلیل کہنا، اپنے انجام سے بے خبر جاننا۔ برائی میں قدم رکھنے والا کہنا۔ وغیرہ ذلک من الغرافات۔

کیا پیر صاحب ایسی عبارات پر مطلع ہونے کے باوجود ان عبارات کے قائلین و مؤیدین کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟ کیا ان کے نزدیک نبی پاک کی گستاخی قابل بورداشت تھی اور غوث پاک کے قدم کا سب کی گردنوں پر نہ ماننا نا قابل برداشت تھا۔ نبی پاک علیہ السلام کی تعظیم کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔ اور تعظیم نہ کرنے والا کافر ہے۔ جبکہ غوث کو بالغرض اگر کوئی ولی نہ بھی مانے تو ہم اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ فافہم وتدبر۔ پیر مہر علی شاہ صاحب اس کی تکفیر کرتے تو جو جواب

علمائے دیو بندا سکے پیرو کار کو دین گے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیا جائے۔

مولوی سرفراز کا آنحضرت علیہ السلام پر افترا:۔

مولوی سرفراز صاحب نے تھانوی صاحب کی عظمت ثابت کرنے کے لئے ایک خواب بھی بیان کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ اشرف علی کی کتابوں پر عمل کرنا اور دوسروں کے کہنے سے نہ رکنا اس بارے میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ جب آپ کے نزدیک حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہوتو سرکار علیہ السلام کو کیسے پتہ چلا کہ تھانوی صاحب بھی کوئی عالم ہیں اوران کی تصانیف بھی بڑی مفید ہیں ان پر عمل ہونا چاہیے یہ خواب تو تمہارے عقیدے کے بھی خلاف ہے دوسری گذارش یہ ہے کہ علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ اگر خواب میں کسی کو حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو اور آپ ﷺ اس کو کسی چیز کا حکم دیں لیکن آیات واحادیث میں اس کی منع آئی ہو تو خواب والی بات کو چھوڑ دیا جائے گا۔اور خواب دیکھنے والے غلطی پر محمول کی جائے گا۔

قرآن وحدیث میں رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کو کفر قرار دیا گیا ہے اور تھانوی صاحب کی تصانیف میں ''حفظ الایمان'' الامدادا صدق الرؤیا'' جیسی کتابیں موجود ہیں جن میں حضور علیہ السلام کی صریح گستاخی کی گئی ہے اور ان پر مفصل بحث پہلے گزر چکی ہے اور نا قابل تردید دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان کتابوں میں درج عبارات صریح گستاخی ہے لہٰذا یہ خواب حجت نہیں اس طرح کے خواب تو مرزائی بھی پیش کر سکتے ہیں۔خواب کے سچا یا جھوٹا ہونے کی تفتیش وتصدیق تو ہو نہیں سکتی۔ نیز تھانوی صاحب کی کتابوں میں بہشتی زیور بھی شامل ہے جو عورتوں کیلئے لکھی گئی ہے لیکن اس میں مردانہ عضو تناسل کو موٹا کرنے اور لمبا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں ایسی فحاشی پر مشتمل کتاب پر عمل کرنے کا حکم وہ ہستی کیسے دے سکتی ہے جو پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ (کمافی راویۃ البخاری)

ایک عرض یہ بھی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کا حکم ہے کہ تھانوی صاحب کی تصانیف پر عمل ضروری ہے تو نشر الطیب بھی تو ان کی کتب میں شامل ہے اس میں صاف تصریح ہے کہ حضور علیہ السلام کا نور سب چیزوں سے پہلے پیدا ہوا لیکن سرفراز صاحب تنقید متین میں ارشاد فرماتے ہین کہ ان باطل اور موضوع روایتوں کے چکر میں پڑ کر مسلمانوں کو کیا پڑی کہ وہ قرآن پاک کی نصوص قطعیہ اور صحیح ومتواتر احادیث کی تاویل بے جا کریں اور عذاب خداوندی کا شکار ہوں۔ (تنقید متین صفحہ نمبر ۱۱۴)

تھانوی صاحب نشیر الطیب میں حدیث جابر کو نقل کر کے فرماتے ہیں اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۷)

سرفراز صاحب بتلایئے کہ جس کی تصانیف پر عمل کرنا حکم رسالت ہو اس کے مضامین کیمطابق عقیدہ رکھنے والے جہنم کا ایندھن کیسے ہو گئے۔ آپ کو تو تھانوی صاحب کی بات مانتے ہوئے نور محمدی کا قائل ہونا چاہیے تا کیونکہ بحکم رسالت مآب ﷺ ان پر عمل کرنا ضروری تھا پھر آپ نہ خود نشر الطیب مانتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو مسلمان تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کو کافر اور جہنمی تسلیم کرتے ہیں۔

بقول آپ کے لازم آیا کہ حضور علیہ السلام نے ایسی کتابوں کی تعریف کی جو مسلمانوں کو جہنم کا ایندھن بنانے کا موجب ہیں جھوٹے خواب بیان کرتے ہوئے کچھ تو شرم آنی چاہیے۔ نیز یہ بھی فرمایئے کہ جمال الاولیاء بھی تو تھانوی صاحبکی کتاب ہے اس پر عمل کرنا آپ کیوں ضروری نہیں سمجھتے جمال الاولیاء سے ہم چند واقعات نقل کرتے ہیں جو سرفراز صفدر صاحب کے نزدیک شرکیہ واقعات ہیں تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ سے ایک بزرگ کے قصے میں روایت ہے جو ان سے ایک پہاڑ پر ملے تھے کہ وہ اپاہج اور اندھوں کو تندرست کر دیا کرتے تھے۔ (جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۲۲)

تھانوی صاحب حضرت شمس الدین حنفی کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ محمد شمس الدین حنفی مصری و شاذی ہیں جن کو اللہ نے عالم وجود میں ظاہر فرما کر عالم تکوین میں تصرف عطا فرمایا۔ مغیبات سے گویا کیا قلب ماہیات دیا۔ خرق عادات عطا فرمائے۔ (جما الاولیاء صفحہ نمبر ۱۵۸)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ شیخ ابو العیاس شاعر ایک بزرگ تھے جو بارش چند پیسوں میں بیچا کرتے تھے۔

الافاضات الیومیہ میں تھانوی صاحب کا ارشاد منقول ہے کہ کارخانہ کائنات مجذوبوں کے سپرد ہے۔ (جلد ا صفحہ نمبر ۴۰، ۹، ۱۹۸۷)

جمال الاولیاء میں اس طرح کے سینکڑوں واقعات ہیں شائقین حضرات خود مطالعہ فرمائیں کرامات امدادیہ اور التکشف میں بھی اس طرح کے کئی حوالہ جات موجود ہیں جن کو مولوی سرفراز صاحب تسکین الصدور، راہ ہدایت، اتمام

البرھان وغیرہ میں شرک قرار دیتے ہین کوئی اس مخبوط الحواس سے پوچھے کہ جو آدمی تیرے فتوے کی رو سے مشرک ہے اور مبلغ شرک ہے اس کی کتابوں پر عمل کرنا حکم رسالت کیسے ہوسکتا ہے۔ نیز یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جب تھانوی صاحب تیرے اپنے فتوی کی رو سے مشرک ہیں تو پھر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا رہا یہ تو محض لفظی نزاع ہوا۔

حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا کہ آپ علیہ السلام نے تھانوی صاحب کی کتابوں پر عمل کرنے کا حکم دیا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ اصدق الرؤیا جو تھانوی صاہب کی مصنفہ کتاب ہے اس میں ایک واقعہ یوں درج کیا گیا ہے تھانوی صاحب کی ایک مریدنی لکھتی ہے کہ۔

میں ایک جنگل میں ہوں ایک تخت ہے اونچا سا اس کا زینہ ہے تھوڑی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے اور مجھے خوب زور سے بھینچ دیا کہ تخت ہلنے لگا۔(اصدق الرؤیا صفحہ نمبر ۲۳ جلد ۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہنا کہ آپ ایک اجنبی عورت سے بغل گیر ہوئے اور اسے بھینچا کتنی بڑی گستاخی ہے صحیح حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا ہاتھ کسی اجنبی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا یہاں تھانوی صاحب اس بیہودہ اور من گھڑت وتوہین آمیز خواب کو سچا سمجھ کر شائع کر رہے ہیں تو کیا ایسی کتابوں پر عمل کا حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دے سکتے ہیں سرفراز صاحب فرماتے ہین کہ ہم تھانوی صاحب جیسے حکیم الامت کے یمانی نسخوں پر عمل کر کے اپنی نجات کا سامان کرتے ہیں یہ ان کا جھوٹ ہے کیونکہ گذشتہ اوراق میں نشر الطیب جمال الاولیاء اور التکشف وغیرہ کے حوالے دیے گئے ہیں جنہیں سرفراز صاحب شرکیہ مضامین سمجھتے ہیں غالبًا یمانی نسخوں سے مراد وہ نسخے ہیں جنہیں تھانوی صاحب نے بہشتی زیور کے آخر میں لکھا ہے ناظرین کی ضافت طبع کے لئے چند ایک ہم پیش کرتے ہیں۔

دیو بندی حکیم الامت کا عضو تناسل کے نقائص کا علاج بتانا:۔

تھانوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے۔ بہشتی زیور جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۳۴ اس بیماری و دیگر نقائص کو ذکر کرنے کے بعد ان کے لئے نسخے بتلائے ہیں۔ مزید ایک صورت بتلاتے ہیں عضو تناسل میں نقص پڑ جائے کہ اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔ دوسری یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے حجامت پر پوری قدرت نہ ہو۔(بہشتی زیور جلد ۱۱ صفحہ نمبر ۱۳۳)

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا اس مرض سے چنک بھی ہو جاتی ہے۔(بہشتی زیور جلد ۱۲ صفحہ نمبر ۱۴)

حضرت تھانوی اپنی ایک کتاب الطرائف والظرائف میں فرماتے ہیں بیخ کنکرونده، تخم شلغم مساوی گرفتہ باہم آمیختہ بآب دہن پرقضیت طلاء کردہ بجماع مشغول شود انزال نہ کندزن رابستہ گرد و ہرکہ ایں معجون راہر روز خرنسد لے خورد میتو انده نسواں راہر روز خرسند گرداند۔ الطرائف صفحہ نمبر ۶۳ غالباً ان کے لقب حکیم الامت کی وجہ بھی یہی ہے کہ اپنی امت کو اس طرح کے نسخے بتلاتے ہیں خدا ہدایت دے۔

کتاب بہشتی زیور لکھی لڑکیوں کے لئے لکھی گئی ہے اور اس میں اعضاء تناسل کا نقشہ کھینچ کر بتلایا گیا ہے گویا یہ کتاب نہیں بلکہ کوک شاستر ہے تھانوی صاحب بہشتی زیور صفحہ نمبر ۳۳ پر لکھتے ہیں کہ میں نے کتاب لڑکیوں کے لئے لکھی ہے تاکہ وہ خوش ہوں۔

(**نوٹ**) دیوبندی مدارس میں لڑکیوں کو یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔

بریلوی مکتب فکر کے کسی عالم نے ایسی کتاب نہیں لکھی جیسی تھانوی صاحب نے لکھی ہے یہ سب نحوست ہے گستاخیوں کی۔

سرفراز صاحب کا اس امر پر بڑا اصرار ہے کہ اعلیٰ حضرت انگریز کے ایجنٹ تھے اس الزام کی مفصل تردید ہو چکی ہے مزید وضاحت کے لئے صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔ ایک دیوبندی پروفیسر ایوب قادری نے ایک کتاب لکھی ہے۔ (مولانا احسن نانوتوی) اس کتاب میں وہ رقم طراز ہیں۔

۳۱ جنوری ۱۸۷۵ بروز شنبہ لیفٹینٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپے تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں پر ایک مولوی چالیس روپے ماہانہ میں کر رہا ہے یہ مدرسہ مخالف سرکار نہیں ممد و معاون سرکار ہے۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع کراچی)

اس حوالہ کے بعد کسی ذی شعور آدمی کو اس امر میں شک نہیں ہو سکتا کہ دیوبندی مدرسہ انگریزوں کی سازشوں کا نتیجہ ہے یہاں تک عبارات اکابر کی تمام مباحث کا جواب مکمل ہو گیا۔ جو حضرات دیوبندی سنی اختلاف کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے شائق ہوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ کریں۔ دیوبندی مذہب، مصنفہ غلام مہر علی صاحب دامت برکاتہ، خون کے آنسو علامہ مشتاق احمد نظامی، مناظرہ جھنگ، الحق المبین، دعوت فکر، تعارف علماء دیوبند، مشعل راہ بندہ نے

بھی اس کتاب کی ترتیب میں چند مقامات پران کتب سے استفادہ کیا ہے۔

"اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً ورزقنا اجتنابه"

قارئین کی خدمت میں ایک گزارش ہے کہ فقیر راقم الحروف کو اپنی بے بضاعتی اور جہالت کا مکمل اعتراف ہے لہٰذا جو حضرات اس کتابچہ میں کوئی غلطی محسوس کریں وہ راقم الحروف کو مطلع کریں انشاءاللہ تعالیٰ رجوع کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا۔

اور مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ لب ولہجہ سخت ہے لیکن اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ فریق مخالف نے بھی سخت لہجہ اختیار کیا تھا۔

مسلم شریف میں حدیث ہے۔"المستبان ماقالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم" ترجمہ: باہم گالی دینے والے جو کچھ کہیں اسکا وبال ابتدا کرنے والے پر ہوگا جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ لہٰذا جن حضرات نے گکھڑوی صاحب کی کتاب کا مطالعہ کیا ہوگا وہ فقیر کو معذور سمجھیں گے۔ ویسے یہ بھی گزارش ہے کہ قارئین پہلے اس کی کتاب پڑھیں پھر اس احقر کی معروضات کو ملاحظہ کریں تا کہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آ جائیں۔

وما علینا الا البلاغ